THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 31st August, 1974

(No. 16, contains Nos. 1—21)

CONTENTS

Pages

1. Qadiani Issue—General Discussion—*(Continued)* .... 2390—2617

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

Price : Rs. 11.00

THE

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Saturday, the 31st August, 1974

(No. 16, contains Nos. 1—21)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS
OF
THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE
HELD IN CAMERA

Saturday, the 31st August, 1974

The Special Committee of the Whole House met in camera in the Assembly Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at nine of the clock, in the morning, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

(سورۃ ۱:)

[ترجمہ :]

QUADIANI ISSUE—GENERAL DISCUSSION

جناب چیئرمین: مولانا عبدالحکیم! ____ کچھ کم کروا لی ہیں، گالیوں والا چیپٹر حذف کرا لیا ہے، یعنی پڑھے نہیں جائیں گے، ویسے اس میں شامل ہیں۔

ختم نبوّت

مولانا عبدالحکیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

تیرہ سو سال سے دنیا بھر کے مسلمان اس بات پر متفق تھے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور ہر زمانہ میں ایسے مدعیوں کو تمام حجت کے بعد سزا دی گئی۔ اس مسئلہ میں مرزا قادیانی کے ادعاء سے پہلے اہل علم اور عام اہل اسلام میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

مسیلمہ کذاب

اسلام میں سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ ختم نبوت پر ہوا جبکہ تمام مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے مقابلے میں خلافت صدیقیہ میں جہاد بالسیف کیا۔ چونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے گرد ربیعہ قوم کی چالیس ہزار جماعت جمع کر دی تھی۔ تمام صحابہ کرامؓ انصار ومہاجرین نے اس سے جہاد کرنے پر اتفاق کیا۔ اور ہزاروں صحابہؓ نے جام شہادت نوش کر کے مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کا قلعہ مسمار کر دیا۔ نیز مسیلمہ کذاب کے علاوہ دوسرے مدعیان نبوت کے ساتھ بھی جہاد کیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے اہل اسلام کو عملی طور سے یہ تعلیم دی گئی کہ اسلام کا منشاء ہی یہی ہے کہ ان کے حدود اقتدار میں کوئی شخص دعویٰ نبوت نہیں کر سکتا اور یہ دعویٰ کفر صریح اور موجب جہاد ہے چنانچہ بعد کے کسی زمانے میں بھی جس کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے دعویٰ کو برداشت نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو سخت سزا دی گئی۔ کسی وقت کسی حاکم اور کسی عالم نے

مدعی نبوت سے یہ دریافت نہیں کیا کہ تمہارا دعویٰ کس قسم کی نبوت کا ہے۔ نبوت مستقلہ ہے یا غیر مستقلہ۔ تشریعی یا غیر تشریعی۔ مستقل نبی یا غیر مستقل تابع نبی یا امتی نبی ہونے کا، بلکہ اس کا دعویٰ نبوت ہی اس کے مجرم ہونے کے لئے کافی تھا۔

اس وقت سے یہ تضریق کسی کے ذہن میں نہ تھی کہ بروزی نبی آ سکتے ہیں یا تشریعی یا غیر مستقل یا تابع نبی یا امتی نبی۔ یہ سب الفاظ دعویٰ نبوت کو ہضم کرنے کے لئے ہیں۔ جس کو امت نے تیرہ سو سال تک ناقابل برداشت قرار دیا اور ہر دور کی اسلامی حکومت نے ان کو سزائے موت دی۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by (Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)]

مولانا عبدالحکیم: **چند اور نظائر**

(۲) اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل ہوا۔ اور آپ نے وحی کے ذریعہ سے خبر پا کر صحابہ کرامؓ کو اطلاع کر دی لیکن جب قاصد خوشخبری لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے تھے۔

(تاریخ طبری، ابن اثیر، ابن خلدون)

(۳) سجاع بنت الحارث قبیلہ بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ نبوت کا دعویٰ کیا پھر مسیلمہ کذاب سے مل گئی۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ میں روپوش ہو گئی اور بالآخر مسلمان ہو کر فوت ہو گئی۔

(۴) مختار بن ابی عبید ثقفی۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا اور ۶۷ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے حکم سے قتل ہوا (تاریخ الخلفاء)

(۵) حارث بن سعید کذاب دمشقی ۔ اس کو عبدالملک بن مروان نے قتل کر کے عبرت کے لئے سولی پر لٹکایا ۔ عبدالملک بن مروان دمشقی خود تابعی اور سینکڑوں صحابہؓ کو انہوں نے دیکھا اور ان سے حدیثیں روایت کی تھیں ۔

(۶) مغیرہ بن سعید عجلی اور نبیان بن سمعان یتمی ۔ دونوں نے ہشام بن عبدالمالک کے زمانہ خلافت میں دعویٰ نبوت کیا ۔ عراق میں ان کے امیر خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو قتل کیا (تاریخ کامل ۔ طبری) ہشام بن عبدالمالک کی خلافت کے وقت جلیل القدر تابعین اور اجلہ علماء موجود تھے ۔

خیر القرون کے بعد

خیر القرون صحابہ تابعین، اور تبع تابعین کے بعد دوسرے ادوار میں بھی مسلم حکمرانوں نے مدعیان نبوت کا یہی حشر کیا ۔

ایران میں بہاء اللہ کا انجام برا ہوا ۔ اور آج بھی وہاں بہائی فرقہ خلاف قانون ہے ۔

کابل میں تو مرزائے قادیان کی نبوت کی تصدیق کرنے والے مولوی عبداللطیف کو بھی قتل کر دیا گیا ۔

سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی ہے ۔

بہر حال تمام عالم اسلام نے شام، عراق، حرمین شریفین، کابل، ایران اور مصر تک کے علماء کرام اور سلاطین عظام نے مدعیان نبوت کے قتل کی حمایت و تصویب کی ۔ اس ملک میں مرزا قادیانی صرف انگریز کی پشت پناہی سے بچا رہا ۔

دلائل ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت کے لئے دلائل کی ضرورت نہ تھی ۔ کیونکہ یہ بدیہیات اور ضروریات دین میں سے ہے ۔ سب جانتے تھے کہ سرور عالم صلی اللہ وعلیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں

بن سکتا ۔ اور جو دعویٰ کرے اس کی سزا موت ہے ۔ انگریزی عملداری سے فائدہ اٹھا کر یا خود انگریزوں کے ایما سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ۔ یہ دعویٰ بھی اس نے تدریجاً کیا ۔ پہلے مبلغ اسلام بنا، پھر محدث بنا، پھر مثیل مسیح بنا اور بعد میں خود مستقل مسیح موعود بن بیٹھا اور مسیح موعود کی اصطلاع بھی خود اسی نے ایجاد کی ہے ۔ پرانی کتابوں میں اس اصطلاع کا وجود ہی نہیں ہے ۔ بعد ازاں نبی غیر تشریعی، نبی بروزی، نبی امتی، ہونے کا دعویٰ کیا اور مجازی نبوت سے اصلی نبوت کی طرف ترقی کر لی ۔ پھر صاحب شریعت نبی بن گیا ۔ پھر خدا کا بیٹا ہونے کا الہام بھی اس کو ہوا اور آخر کار خواب میں خود خدا بن گیا اور زمین و آسمان پیدا کئے ۔ یہ باتیں مرزا جی کی کتابوں میں پھیلی ہوئی اور عام شائع و ذائع ہیں ۔

جب مرزا جی کو آنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ خود مسیح موعود کی اصطلاع گھڑ کر خود مسیح موعود بننے کی ضرورت محسوس ہوئی تو بات یوں بنائی ۔ آنے والے کا مثیل یہی ذات شریف ہے ۔ مگر وہ تو نبی تھے ۔ یہاں تو انگریزی وفاداری ہی تھی ۔

ناچار نبی بننے کے لئے فناء فی الرسول ہونے کی آڑ لی اور خود عین محمد بن کر نبی کہلانے کی سعی کی ۔ آخری سہارا جو مرزا جی نے لیا وہ امتی نبی کا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ پہلے پیغمبروں کو براہِ راست نبوت ملتی تھی مگر مجھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے ملی ہے ۔ یعنی نبوت تو ملی ہے ۔ مگر حضور کی برکت سے ۔ علماء کرام نے مرزا جی کی اس دلیل کے بھی پرخچے اڑا دیئے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نبی بننا برداشت ہی نہیں کر سکتا ۔ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر ساری امت کا اجماع ہے ۔

اس مسئلہ کی تفصیلی دلائل کے لئے آپ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی کتابیں ___ ختم نبوت فی القران : ختم نبوت فی الحدیث اور ختم نبوت

فی الاثار مطالعہ کریں۔ جن کی کاپی لف ہذا ہے۔ یا پھر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کی تصانیف ختم نبوت اور حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کی کتابیں تو اس سلسلے میں لاجواب پُراز معلومات اور مرزائیوں پر حجت قاطع ہیں۔ ہم یہاں اسمبلی کی ضرورت کے تحت کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں

ختم نبوت کے سلسلہ میں بنیادی آیت کریمہ

ما کان محمد ابا احدمن رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبین۔

ترجمہ:۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد بالغ کے باپ نہیں ہیں۔ ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔

آپ کی صاجبزادیاں تھیں۔ اور بچے بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے غلام تھے۔ جس کو آپ نے آزاد کر کے متبنی بیٹا بنا لیا تھا۔ چنانچہ لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگ گئے تھے۔ مگر قرآن پاک نے جو صرف اور صرف حقیقت پر لوگوں کو چلانا چاہتا ہے۔ ایسا کہنے سے روک دیا۔ اب لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زنیب سے کرا دی۔ لیکن خاوند بیوی میں اتفاق نہ ہو سکا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دیدی۔ اب ایک آزاد کردہ غلام سے ایک قریشی عورت کی شادی پھر طلاق۔ دو طرح سے حضرت زنیب رضی اللہ عنہا پر اثر پڑا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا جس سے حضرت زنیب رضی اللہ عنہا کی تمام کدورتیں دور ہو گئیں۔ مگر مخالفین نے بڑا پروپیگنڈا کیا۔ کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے آپ نے نکاح کر لیا۔ اس پر اس آیت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ نہیں ہیں۔ یعنی زبان سے کہہ دینے سے حضرت زید۔ کے حقیقی باپ نہیں

بن سکتے کہ نکاح ناجائز ہو جائے۔ پھر پیغمبر کی شفقت بھی باپ سے زیادہ ہوتی ہے اور آپ کی شفقت ساری امت کے لئے ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ شفقت کہیں ختم بھی نہ ہوگی کیونکہ قیامت تک آپ کے بعد کسی کو نبی بننا نہیں ہے۔ اس لئے آپ قیامت کے لئے تمام امت کے روحانی باپ پیغمبر اور بہترین شفیق ہوئے اور یہ وہم کہ جب آپ روحانی باپ ہوئے اور امت روحانی اولاد ہوئی تو روحانی وراثت یعنی نبوت بھی جاری رہ سکتی ہے۔ اس ارشاد سے وہ وہم بھی رفع ہو گیا۔ نیز اس فرمان سے کہ آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ یہ وراثت بھی نہیں رہے گی اور اسی لئے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نبی نہیں ہوئے۔

آیت کا معنی

آیت کا معنی اور مختصر مفہوم بیان ہو گیا۔ یہی آیت وہ مرکزی آیت ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بننے کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اگر کسی نے ان تمام آیات کا استیعاب کرنا اور پورا دیکھنا ہو تو ہم نے ختم نبوت فی القران ساتھ منسلک کر دی ہے۔ اس میں سو آیتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ نے نبیوں کی تعداد پوری کر دی ہے اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ ہم یہاں صرف مختصراً ایک آیت کریمہ پر بحث کریں گے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے

یہ قرآن کے معانی کے بیان کا مسلمہ اصول ہے کہ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن کی اسی آیت کا معنی خود قرآن سے کیا معلوم ہوتا ہے تو اس اصول کے تحت اسی آیت ولکن رسول الله و خاتم النبیین کی دوسری قرأت جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت ہے اور تفاسیر میں درج ہے یہ ہے۔ ولکن نبیا ختم النبیین۔

ترجمہ: لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا۔

اس قرأت نے ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کا معنی بالکل واضح کر دیا کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔اس تفسیر سے ان تمام غلط تاویلوں کے راستے ہی بند ہو گئے۔ کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ آپ کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ کیونکہ اب معنی بالکل صاف ہوگیا کہ اس نبی نے تمام نبیوں کو ختم کر ڈالا، گویا خاتم کا معنی ختم کرنے والا ہوگیا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر

ظاہر ہے کہ جس ذات مبارک پر قرآن نازل ہوا ان سے بڑھ کر اس قرآن کا معنی کون سمجھ سکتا ہے۔ یہ اصول بھی سب میں مسلم ہے۔ اب آپ حضور کی تفسیر سنیئے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے جس کی صحت میں کلام نہیں ہے۔

انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ: تحقیق بات یہ ہے کہ میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ظاہر ہونگے ہر ایک کا زعم یہ ہو گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس مبارک ۔ صحیح اور کفر شکن حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) کہ خاتم النبیین کا معنی ہے لا نبی بعدی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۲) اس کے کذاب و دجال ہونے کی نشانی ہی یہ ہو گی کہ وہ کہے گا کہ میں نبی ہوں اس کا یہ دعویٰ کرنا ہی اس کے جھوٹے اور دجال ہونے کے لئے کافی ہے۔

(۳) وہ دجال و کذاب میری امت میں سے نکلیں گے۔ اپنے کو امتی نبی کہیں گے۔ اگر حضور کی امت میں ہونے کا دعویٰ نہ کریں تو کون ان کی بات پر کان دھرے۔ ان الفاظ سے امتی نبی کے ڈھونگ کا پتہ بھی لگ گیا۔

اس حدیث میں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میری امت میں بعض جھوٹے نبی آئیں گے اور بعض سچے بھی ہوں گے۔ دیکھنا ان کا انکار کرکے سب کے سب کافر نہ بن جانا نہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بروزی ظلی عکسی اور غیر تشریعی نبی ہوں تو کذاب و دجال نہ کہنا۔

نہ آپ نے یہ فرمایا کہ تیرہ سو سال تک سب دجال ہوں گے۔ بعد والوں کو مان لینا۔ اور اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرکے انگریز کے خلاف لڑنے اور جہاد کو حرام کہہ کر ساری دنیا میں لٹریچر پہنچائے تو اس انگریزی نبی کو مان لینا اور یہ کہ تیرہ سو سال تک جھوٹی نبوت بند ہے بعد میں آزادی ہے (معاذ اللہ) بہر حال جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پاک حدیث نے مخالفین ختم نبوت کے سارے وسوسے خاک میں ملا دیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد

آپ کا دوسرا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔

عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن نبیانه ترك منه موضع البنته فطاف به النظار یتعجبون من حسن نبیانه الاموضع تلك اللبنته فکنت انا سددت موضع اللبنته۔ و ختم الرسل و فی روایته فانا اللبنته و انا خاتم النبیین

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور پیغمبروں کی مثال ایک ایسے محل کی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی دی گئی ہو۔ اس کو دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں کہ کیسی اچھی تعمیر ہے۔ ہاں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے (کیوں چھوڑ دی گئی) تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پُر کر دی۔ اور میرے ذریعے پیغمبر ختم کر دیئے گئے اور ایک روایت میں ہے تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث نے تو خاتم النبیین کا معنی حسی طور پر بیان فرما دیا کہ نبوت کا محل پورا تھا صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔ وہ حضور سے پوری ہوگئی۔ اب مرزا قادیانی اس محل میں گھسنا چاہتا ہے مگر کون گھسنے دیتا ہے۔ مرزائیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں کیڑے نکالتے اور کہتے ہیں کہ صاحب لولاک کی شان اور ایک چھوٹی سی اینٹ کو کیا نسبت۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یہ مثال تو آپ نے سارے جہاں کی بیان نہیں کی صرف قصر انبیاء کی بیان کی ہے۔ پھر ان مرزائیوں کو کیا معلوم ہے کہ اس ایک اینٹ کی کتنی جگہ ہے۔ وہ کتنی خوبصورت اینٹ ہے۔ وہ کتنی بڑی ہے۔ محل کا سارا حسن ایسی ایک اینٹ سے دوبالا کیوں نہیں ہوسکتا۔

حدیثی نکتہ

اس مبارک حدیث نے یہ وہم بھی دور کر دیا کہ آیت خاتم النبیین کا تعلق آنے والوں سے ہے آپ نے تمام آنے والے پیغمبروں کا ذکر کر کے صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے کی بات فرمائی۔ اور اپنے کو آخری اینٹ فرما کر خاتم النبیین فرما دیا۔ مطلب صاف ہوگیا کہ خاتم کا تعلق سابقین سے ہے۔ لاحقین اور آنے والوں سے نہیں ہے کہ آپ کی مہر اور قدسی قوت نبی تراشی رہے گی اور آپ کی مہر سے لوگ نبی بنا کریں گے اور امتی نبی کہلائیں گے۔

مرزائی کفر پر کفر

مرزائی ابو العطا جالندھری نے اس حدیث کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام جب آئیں گے تو محل میں تو جگہ خالی نہ ہوگی وہ کہاں ہوں گے۔

افسوس ہے کہ مرزائی گندی باتوں سے اور خاص کر پیغمبروں کے بارے میں غلط بیانیوں سے باز نہیں آتے۔ پہلے تو آپ ویسے ہی اس کا جواب سن لیں۔ جب مرزا جی آئیں گے اور کسی اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوگی۔ یہ مرزا جی کہاں لگنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایسی ہی بات ہوئی جیسے ایک میراثی نے بات بنائی تھی کہ جب انبیاء سب باری باری خدا کے سامنے سے گزر جائیں اور مرزا جی کی باری آئے گی تو اس پر اعتراض ہوگا کہ تمہارا تو نام فہرست میں نہیں۔ تم کدھر سے نبیوں میں رہے۔ تو فوراً شیطان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جائے گا کہ یا الٰہی آپ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ میں نے صرف یہ ایک بھیجا تھا۔ اس کو تو داخل کر لو۔

مرزائیو! پیغمبروں کا مذاق اڑا کر پھر مذاق سے خفا نہ ہوں۔ اب تحقیقی جواب سن لو۔ یہ صرف مثال ختم نبوت کے محل کی ہے۔ اور امت کو سمجھانے کے لئے اس سے پیغمبر اینٹ کی طرح بے حس و حرکت اور بے جان ثابت نہیں ہوتے۔ نبوت کا محل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مکمل ہو چکا ہے۔ وہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ اب آخری نبی کی عزت نوازی کے لئے جس پرانے پیغمبر کو لے آئے۔ پیغمبر آخر الزمان کی عزت افزائی کے لئے ان کو زندہ رکھ کر پھر آپ کی امت کی امداد کرائے۔ وہ صاحب اختیار ہے۔ مرزائی کون ہوتے ہیں جو اس میں دخل دیں۔ اس کی بحث علیحدہ مسئلہ حیات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں مفصل دیکھئے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و سلم یا ایها الناس انہ لم یبق من النبوۃ الا لمبشرات

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو (سن لو) بات یہ ہے کہ نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔

(رواہ البخاری فی کتاب التعبیر)

ایک روایت میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا:

(اچھے خواب جو مسلمان دیکھے یا دوسرا اس کے لئے دیکھے)

ایک روایت میں ہے کہ مبشرات نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ بہر حال نبوت کے اجزا کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ نبوت، شرف ہمکلامی، اسرار الہیہ تقدیر اور اسباب، مخلوق اور خالق کا تعلق، نبوت کا واسطہ یہ اور اس قسم کے مباحث.................... ہماری عقول اور افہام سے بہت بلند ہیں۔ ان سب کو راز میں رکھا گیا دو اجزاء ظاہر کئے گئے۔ اچھی اور سچی خوابیں۔ کون ہے جو ان غیبی امور کے بارے میں خواب کی اطلاعات کی حقیقت بیان کر سکے۔ دوسرا جز مکالمات الہیہ ہے۔ نہ رب العزت جل وعلا کی ذات ہمارے احاطہ علم میں ہے اور نہ اس کی صفات اور خاص کر مکالمہ الٰہیہ آخر یہ مکالمہ کس طرح ہوتا ہے۔ بالمشافہ رب العزت جل وعلا سے، ملائکہ کے توسط سے۔ دل میں القاء سے۔ پردے کے پیچھے سے یا غیب کی آوازیں سنائی دینے سے، پھر ہر ایک کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مقام قرب اور مقام معیت کی باتیں ہیں۔ بہر حال یہ اجزاء نبوت ہیں۔ جزیات نبوت نہیں ہیں۔ نبی جس قسم کا ہو چاہے صاحب کتاب وصاحب شریعت ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔ چاہے بغیر شریعت و کتاب ہو جیسے ہارونؑ اور سارے انبیاء بنی اسرائیل۔ یہ اصلاح خلق کے لئے مامور ہوتے ہیں ان سے مکالمہ ہوتا ہے۔ ان کو مبعوث کیا جاتا ہے اور نبوت کا منصب عطا ہوتا ہے۔ ان پر وہ وحی آتی ہے جو فرشتہ پیغمبروں پر لاتا ہے۔ یہ شریعت کے اجراء کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ ان کی وحی میں شریعت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہدۂ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔ ان دونوں نبوتوں کو اولیاء کرام تشریعی نبوت کہہ دیتے ہیں اور دونوں کو بند اور ختم بتاتے ہیں۔

عام اہل علم کلام، علم شریعت والے پہلی کو نبوت تشریعی اور دوسری کو غیر نبوت غیر تشریعی کہتے ہیں۔ اور ولکن رسول الله و خاتم النبيين کے بعد دونوں کو ختم بتاتے ہیں۔ اولیائے کرام میں سے بعض کو شرف مکالمہ نصیب ہوتا ہے۔ لیکن نبی اور نبوت کے

نام کو غیر نبی کے لئے استعمال کرنے کو وہ کفر سمجھتے ہیں۔ وہ بھی صرف مکالمات کو نبوت غیر تشریعی کہہ دیتے ہیں۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس ذات مبارک کو نبی کا نام دیتا ہے اور منصب نبوت سے سرفراز کر کے اصلاح خلق کے لئے پرانے یا نئے احکام وحی کر کے بھیجتا ہے یہ وہ نبوت نہیں ہے۔ اس سے دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ تشریعی نبوت کی بقاء اور اجراء کے قائل ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ارباب علم وکلام وشریعت جن دو نبوتوں، علیحدہ ذکر کر کے ختم بتاتے ہیں تو بعض اولیاء ان دونوں کو نبوت تشریعی کہہ کر ختم بتا دیتے ہیں۔ مقصد دونوں کا ایک ہی ہو جاتا ہے۔ مطلب بالکل صاف ہے کہ انسان کے کسی جزو مثلاً پاؤں کو انسان نہیں کہتے۔ مجموعہ اجزاء کو انسان کہتے ہیں، مگر حیوان کے جزیات کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گھوڑا، گدھا، بلی وغیرہ سب کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ یہ جزیات ہیں۔ لیکن گھوڑے کے سر کو گھوڑا نہیں کہہ سکتا۔ مجموعہ اعضاء کو کہیں گے۔ اب انبیاء علیہ السلام کی نبوت کے چھیالیس اجزاء جمع ہوں تو کوئی نبی ہے۔ مگر ان اجزاء کا جمع ہونا اور منصب نبوت ملنا محض موہبت اور فضل خداوندی ہے۔ حدیث بہر حال بخاری کی ہے اور ختم نبوت کی صاف دلیل ہے۔ یہی تفسیر ہو گئی اس پہلی آیت کی۔ مرزا غلام احمد کی ایک پیر و مرزائی ابوالعطا نے لکھا ہے کہ دیکھو پانی کا ایک قطرہ دریا کا جزو ہے لیکن دونوں کو پانی کہتے ہیں۔ یہ سراسر دھوکہ ہے اور جزو اور جزئی میں امتیاز نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ قطرہ بھی پانی ہے اور دریا بھی۔

قطرات پانی کے اجزاء نہیں ہیں۔ پانی کے اجزاء ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں۔ کیا کوئی شخص ان دو اجزاء میں سے کسی ایک کو پانی کہہ سکتا ہے۔ جیسے چھوٹا گدھا اور بڑا گدھا دونوں حیوان کے جزئیات ہیں۔ دونوں کو حیوان کہہ سکتے ہیں۔ مگر گدھے کے کسی جزو کو گدھا نہیں کہہ سکتے۔ ابوالعطاء مرزائی باتیں بنا کر قرآن اور حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا ارشاد

بخاری غزوہ تبوک میں یہ حدیث درج ہے۔

الاترضیٰ ان تکون منی بمنزلة ھارون و موسیٰ الاانه لانبی بعدی

ترجمہ: کیا تم اس پر خوش نہیں ہوتے کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جاؤ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ بات یہ ہے کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں۔

جب آپ نے غزوۂ تبوک کو جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو اہل خانہ وغیرہ کی نگرانی کے لئے چھوڑا تو حضرت علیؓ نے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے رہنے کو محسوس کیا جس پر آپ نے ان کو یہ فرما کر تسلی دے دی۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔ مستقل صاحب شریعت نہ تھے۔ نہ صاحب کتاب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے وقت ان کو نگرانی کے لئے چھوڑ گئے۔ یہی بات آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرما کر ان کو تسلی کرا دی۔ لیکن چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام پیغمبر تھے۔ یہ غلط فہمی اس ارشاد سے دور فرما دی کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ گویا تابع غیر مستقل نبی اور بغیر شریعت کے بھی آپ کے بعد کوئی نہیں بن سکتا۔ آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ نبوت ایک عظیم منصب اور بھاری انعام ہے اور محض موہبت اور بخشش سے ملتا ہے اس میں کسی کے اتباع و اطاعت کا دخل نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے اُمتی نبی کی خود ساختہ اصطلاح گھڑ کر لوگوں کو کافر بنایا ہے۔ امت میں سے ہو یا باہر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے یہ منصب دے دیں وہ نبی ہے، لیکن اب یہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ مرزا جی اسی لئے تو کبھی صدیقیت کی کھڑکی کھولتے ہیں کبھی فنا فی الرسول اور آپ کے اتباع کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سب دجل و فریب اور دھوکہ ہے۔ اُمتی نبی کی اصطلاح یا مسیح موعود کی اصطلاح کوئی مرزائی پرانے دین میں نہیں بتا سکتا۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه و سلم كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء حكما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سيكون خلفاء فيكثرون قالو افما ذاتا مر نا قال فوبيعته الاول فالا ول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم

(بخاری کتاب الانبیاء۔ مسلم کتاب الامارۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام ان کے پیغمبر کرتے تھے۔ جب ایک چل بستا تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا۔ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (البتہ) خلفاء (وامراء) ہوں گے اور وہ بہت ہونگے صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ کا حکم ہم کو کیا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے جس سے بیعت کی ہے اس کا حق پورا کرو (اسی طرح درجہ بدرجہ) ان کا حق ان کو دو (اگر تمہارا حق ادا نہ کریں) تو اللہ تعالیٰ خود ان سے رعیت کے متعلق پوچھ لیں گے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کی نبوتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھیں۔ مستقل اور تشریعی ہوتیں نہ تھیں۔ مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے ان کی بندش اور ختم ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔ وہاں سارا کام نبی کرتے تھے۔ یہاں حضور کے بعد خلفاء امراء، علماء، اولیا کریں گے۔

[At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali)].

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا ارشاد

مولانا عبدالحکیم:

لو كان بعدی نبی لكان عمر

(ترمذی شریف)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

اس مبارک ارشاد میں آخری جملہ صاف اور صریح ہے جس میں کسی مرزائی کی تاویل یا وسوسہ کی گنجائش نہیں۔ صاف صاف فرمان ہے کہ میرے آنے سے سارے نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں مہر وغیرہ کا معنی نہیں چل سکتا۔

آٹھواں ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

فانی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد

(مسلم شریف جلد اول ۴۴۶ ونسائی شریف)۔اس حدیث شریف کے پہلے حصے نے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تصریح فرما دی ہے ۔ لیکن مرزائی بڑے خوش ہیں کہ ان کو احادیث کا معنی بدلنے کا موقعہ اس حدیث کے دوسرے جزو سے ہاتھ آ گیا وہ کہتے ہیں کہ جیسے حضور کی مسجد کے بعد ہزاروں مسجدیں بنی ہیں اسی طرح آپ کے بعد اور نبی آ سکتے ہیں مگر قدرت کو ہی منظور ہے کہ ہر ہر جگہ لاجواب اور رسوا ہوں۔ چنانچہ اسی حدیث کو امام دیلمی، ابن بخا اور امام بزارؒ نے نقل فرمایا اور اس میں یہ الفاظ ہیں۔ومسجدی آخر مساجد الانبیاء کہ میری مسجد پیغمبروں کی مساجد میں سے آخری مسجد ہے (کنزالعمال) لیجئے حدیث کی تشریح خود دوسری حدیث نے کر دی اور مرزائیوں کی خوشی خاک میں ملا دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر

ان روایات سے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر کا بھی علم ہو گیا۔ کسی صحابی نے کسی ایک حدیث کے مطلب کا انکار نہیں کیا اور کر کیسے سکتے تھے وہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں پر جان قربان کرنے والے تھے۔

حضرت عمرؓ کے محدث ہونے کی تصریح بھی آپ فرما چکے ہیں۔ کہ ان سے مکالمات ہوتے تھے۔ مگر پھر بھی فرمایا کہ وہ نبی نہیں اور وجہ صرف یہ بتائی کہ میرے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ واقعی جو ہستی مکارم اخلاق، کمالات نبوت اور تمام اعلیٰ صفات نبوت کی جامع ہو۔ اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور سب کی سرتاج اور امام ہو۔ ایسی ہی پاک ہستی کو لائق ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد آنا اور منصب نبوت کا خاتم ہونا۔

معلوم ہوا کہ محدث بھی نبی نہ ہو سکتا نہ کہلا سکتا ہے اور اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ اس کو حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ مکالمات کی دولت نصیب ہوئی ہے تو اپنے دماغ کا علاج کرائے۔

جنابِ امام الانبیاء علیہ السلام کا ساتواں ارشاد

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ علیہ و سلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالر ملك واحلت لی الغنائیم وجعلت لی الارض مسجداً او طهوراً و ارسلت ان الخلق کافة و ختم بی النبیون۔

(مسلم کتاب،لفضائل)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضلیت دی گئی ہے ۔ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔غنیمت کا مال میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے(جبکہ پہلی امتوں میں مال غنیمت کے ڈھیر کو آسمان کی آگ جلا دیتی تھی اور یہی اس کی قبولیت کی نشانی تھی) اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہور بنا دی گئی (نماز زمین پر ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں اور بوقت ضرورہ تیمّم بھی کر سکتے ہیں) اور میں تمام مخلوق کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور میرے ساتھ تمام پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا ہے (یعنی یہ سلسلہ بند ہو گیا اور تعدادِ معین پوری ہو گئی)

اُمت کا اجماع

تیرہ سو سال تک انہی معانی پر اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر تمام علماء کرام، محدثین، مجددین اور مجتہدین بلکہ عام اہل اسلام کا اتفاق رہا اور مدعی نبوت سے کبھی نہیں پوچھا گیا کہ تو کس قسم کی نبوت کا مدعی ہے بلکہ اس کو سخت ترین سزا دی گئی۔

نقل اجماع

(۱) قرآن پاک کی صریح روایات اور خود سرور کائنات کی تفسیر پھر صحابہ کرامؓ کی متواتر روایات کے بعد کسی اجماع کے نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ کسی صحابیؓ نے اس معروف و مشہور تفسیر کا انکار بھی نہیں کیا، جبکہ اس کا تعلق کفر و ایمان سے تھا۔ تو یہ بات بجائے خود تمام اسلاف کا اجماع ہو گیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور بعثت سے انبیاء علیہم السلام کی تعداد پوری ہو چکی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی قسم کا پیغمبر کسی نام سے نہیں بن سکتا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی اور خاتم الانبیاء کا معنی تیرہ سو سال تک صحابہؓ اور تابعین اور کاملین اسلام پر باوجود پوری کوشش و کاوش کے کھل نہ سکا تو قرآن پاک ہدایت کی کتاب کیسی ہوئی العیاذ باللہ چیستان ہو گئی اور پھر آج کے نئے معنوں کا کیا اعتبار رہ سکتا ہے۔

(۲) تفسیر روح المعانی میں ہے:

و کونہ صلی اللہ علیہ و سلم خاتم النبیین ممانطق بہ الکتاب و صدقت بہ السنۃ و اجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان امر

(روح المعانی جلد نمبر ۷ ص۔ ۶۵)

ترجمہ: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن نے تصریح کی۔ اور جن کو احادیث نے صاف صاف بیان کیا اور جن پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا۔ اور توبہ نہ کرے بلکہ اپنی بات پر اصرار کرے قتل کر دیا جائے گا۔

(۳) حجتہ الاسلام امام غزالیؒ نے اپنی کتاب اقتصاد میں اس مسئلہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ جس نے اس کی تاویل کی وہ بکواس ہے۔ اُمت کا اجماع ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہیں ہے۔

(۴) شرح عقائد سقارینی نے بھی ۲۵۷ پر احادیث کے متواتر ہونے کا قول فرمایا ہے۔

اس مسئلہ پر ہم اتنے ہی پر اکتفاء کرتے اور ساتھ ہی حضرت مولانا مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کراچی کی کتاب منسلک کرتے ہیں جس میں سو آیات سے اور دو سو حدیثوں سے اور سینکڑوں اقوال سلف صالحین سے مسئلہ ختم نبوت ثابت کیا گیا۔ اور مخالفین کے تمام اوہام اور وساوس کا تار پود بکھیر کے رکھدیا ہے۔ جو تفصیل دیکھنا چاہے یہ کتاب دیکھے۔

البتہ

البتہ مرزائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے خود مرزا جی کے تین قول نقل کر دیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ (مطبع منشی عبدالقادر سیالکوٹی ۱۳۱۱ ہجری ص۔ ۲۰ پر لکھا ہے)۔

(۳) ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين

ترجمہ: یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والا ہے۔

ازالۃ الاوہام حصہ دوم ۲۵۲ مطبوعہ لاہور آرٹ پریس انارکلی۔ ۲۰ دسمبر، ۱۹۵۱ء

اب مرزائیوں کو خاتم النبیین کے معنوں میں بحث نہیں کرنی چاہیئے۔

ختم نبوت یا نبی تراشی

(۱) ''جو دین دین ساز نہ ہو وہ ناقص ہے''۔ یہ بات قطعاً غلط ہے بلکہ سچ پوچھیں تو خود مرزا قادیانی کے ہاں بھی یہ غلط ہے، کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرے اس کے مستحق نہ تھے حتیٰ کہ صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی بھی مرزا کی طرح نہ تھا، چنانچہ اسی مضمون کو اس نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں درج کرکے یہ بھی لکھدیا کہ وہ ایک ہی ہوگا۔ تو دین دین ساز کہاں رہا۔ یہ تو صرف مرزا جی اپنے نفس کی پیروی اور تسویل ہے۔

(۲) اور یہ کہنا کہ آپ کی قوت قدسی نبی تراش ہے۔ اور آپ کی مہر سے نبی ہی بنتے رہیں گے اور نبوت ختم کرنا خدا تعالیٰ کی رحمت و برکت کو روکنا اور ختم کرنا ہے۔ قطعاً درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا ہے اس کو ختم کرنا ہے۔ اگر ایک رسی کا ایک سرا ہے تو دوسرا سرا بھی ہوتا ہے۔ اگر ایک دریا کا ایک کنارہ ہے تو دوسرے کنارے پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر دن صبح کو شروع ہوتا ہے تو مغرب کو ختم ہوتا ہے۔ اگر دنیا کی ابتداء ہوئی ہے۔ تو اس کی انتہا بھی ہوگی۔ اگر نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی ہے۔ تو اس کو بڑھا بڑھا کر خاتم کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین

(۱) لانه يخالف قول الله عزو جل ماكان محمد ابا احدمن رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين الاتعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمىٰ نبينا صلى الله عليه و سلم خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره بينا فى قوله لانبى بعدى ببيان واضح للطالبين..........وقد انقطع الوحى بعد وفاته و ختم الله به النبيين۔

ترجمہ: اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے اس قول کے مخالف ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کیا تُو نہیں جانتا کہ خدائے مہربان نے ہمارے نبی کا نام بغیر استثناء کے خاتم الانبیا رکھا اور ہمارے نبی نے اس کی تفسیر لا نبی بعدی میں واضح بیان سے صاحب طلب لوگوں کے لئے کر دی (دوسطروں کے بعد) اور وحی منقطع ہو چکی ہے آپ کی وفات کے بعد اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کو ختم کر ڈالا ہے۔

مرزا غلام احمد کے اس قول سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استثناء کے آپ کو خاتم الانبیاء قرار دیا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور کا یہ ارشاد کہ لا نبی بعدی قرآن پاک کی واضح تفسیر ہے۔

(۲) مرزا جی نے اسی کتاب حمامۃ البشریٰ پر لکھا ہے:

و ما كان لى ان ادعى النبوة و اخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين۔

ترجمہ: اور میرے لئے یہ جائز نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔

یعنی دعویٰ نبوت کرنا کافر ہوتا ہے۔

پر پورا کامل کر کے ختم کرنا ہے۔ یہاں ہر چیز کی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (کُلُ شَئیٍ عِندَہ' بِمقدار) (اس کے ہاں ہر چیز کی مقدار معین ہے)۔ اگر چہ بارش رحمت ہے لیکن یہ ضرورت کی حد تک رحمت ہے اگر چند دن مسلسل بارش ہو تو سب روکنے کے لئے دعائیں کریں گے۔

(۳) دین سازی کمال نہیں بلکہ نبوت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے اس کو کامل کرتے کرتے آخری کمال پر پہنچا کر ختم کرنا کمال ہے۔ ناقص نبی بنا کر ختم کرنا کمال نہیں ہے۔

(۴) یہ دین کا کمال نہیں ہے۔ کہ اس دین کے تمام اجزاء پر ایمان لانے کے باوجود صدیوں کے بعد کسی ایک مدعی نبوت پر ایمان نہ لانے سے کروڑوں کی تعداد میں امت کافر ہو جائے، جس مدعی کا کوئی ذکر نہ کیا گیا ہو۔ اور نہ حضرت رحمتہ العالمین نے تمام آنے والی نسلوں کو کفر سے بچانے کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہو جبکہ آپ نے اور بیسیوں امور کی خبریں دیں۔ بلکہ آپ نے لا نبی بعدی کہہ کر گویا اپنی امت کو آمادہ کیا کہ کسی نبی کا بھی اقرار نہ کرو اگر کوئی نبی آنے والا تھا جس کا انکار کفر تھا تو کیا حضورؐ نے العیاذ باللہ مجرمانہ خاموشی اختیار نہیں کی؟ بلکہ اپنی امت کے کافر بننے کا سامان کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ہ

(۵) یہ کمال نہیں ہے کہ امت کا تعلق اپنے کامل نبی سے واسطہ در واسطہ ہو۔ بلکہ یہ کمال اور بہتر ہے کہ تمام امت کا تعلق اپنے نبی سے بلا واسطہ قائم رہے۔

(۶) خاتم النبیین میں ''خاتم'' کا تعلق سابقین اور گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام سے ہے نہ ''لاحقین'' اور آئندہ والوں سے مرزا جی نے اور اس کے چیلوں نے کہا کہ خاتم النبیین کا معنی ہے کہ سارے نبیوں کی مہر ہیں۔ آپ نبی تراش ہیں۔ اور آپ کی قوت قدسیہ سے نبی بنتے ہیں۔ دراصل دائرہ نبوت کا مرکزی نقطہ آپ کی ذات ہے۔ آپ نے تمام کمالات نبوت خود طے فرما کر کمال تک پہنچا دیئے اور ختم کر دیئے۔ آپ اسی لئے آخر میں آئے۔ جیسے صدر جلسہ تمام انتظامات کے بعد آتے ہیں جن کے لئے جلسہ منقعد کیا گیا ہو۔ اسی وجہ سے آدم علیہ السلام بھی تمام انتظامات کے بعد لائے گئے کہ وہ انتظامات آپ کے لئے تھے۔ جیسے زمین و آسمان اور سورج و چاند وغیرہ کی پیدائش۔ پھر جب نبوت کو ختم کرنا تھا تو کامل کر کے ایک کامل کے ذریعے ختم کرنا زیادہ مناسب تھا۔ اسی لئے بیت المقدس میں تمام پیغمبر امامت کے لئے آپ کا انتظار کرتے رہے اور اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

نحن الآخرون والسّابقون

ترجمہ: ہم آخری اور پہلے کے ہیں۔

اور دوسری حدیث جس کو ابن ابی شیبہ اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا ہے

کُنت اَوّل النبیین فِی الخلقِ وَ آخرِ ھُم فِی البعث

ترجمہ: میں پیدائش میں سب سے پہلا نبی تھا اور مبعوث ہونے میں سب سے آخری۔

اور اسی لئے قیامت میں بھی ''لواء حمد'' آپ کو ملے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام شفاعت کبریٰ کا معاملہ آپ کے سپرد فرمائیں گے۔

اور ایک حدیث نے اس کی تشریح کی ہے جو شرح السنہ اور منسلہ امام احمدؒ میں ہے

انی عند الله مکتوب خاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینه

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی گارے میں تھے۔

یہاں صرف یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے یہ جانتے تھے اور تقدیر ہی یہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر پیغمبر اور اس کے وقت کو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کو ایک طرح یہ خصوصیت اور خلعت ختم نبوت کا شرف عطا ہو چکا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت وہبی نعمت ہے یہ کسبی نہیں ہے۔

(۷) یہ نبوت کا آپ پر خاتمہ دین کا نقصان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساری امتوں کو ایک طرف اور اس ساری امت کو دوسری طرف رکھا ہے ۔ چنانچہ چند آئتیں حسب ذیل ہیں :

كنتم خير امةٍ اخر جت لِلنَّاس و كذالك جعلنا كم امةًوِّسطاً لِّتكو نو اشهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً فيكف اذا اجْنامن كّلِ امَّةٍ بشهيد بشهيدُ وجْنا بك علىٰ هئوُ لاء شهيداً

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی خاطر پیدا کی گئی ہو۔ اور ایسے ہی ہم نے تم کو درمیانی (اور بہترین) امت بنایا تا کہ تم باقی لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہی دے۔ وہ کیسا وقت ہو گا کہ جب ہم ہر امت میں سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان (سب) پر گواہ بنائیں گے۔

ایسی بہت سی آیات ہیں۔ بہرحال اگر کثرۃ کا کوئی انضباط نہ ہو تو وہ بھیڑ ہو جاتی ہے اگر اس میں نظم وضبط ہو تو وہ ایک طاقت ہوتی ہے ۔ کثرت اگر کسی وحدت پر ختم ہو تو وہ مربوط اور قوی طاقت ہوتی ہے ۔ تمام انبیاء علیہم السلام سرور عالم صلی اللہ کے ماتحت ہیں۔ اور اس وحدت کا مظاہرہ معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری امتوں کو ایک طرف اور آپ کی امت کو دوسری طرف رکھا اس لئے کہ آپ آخری نبی اور آپ کی امت آخری امت ہے ۔

(۸) پیغمبر شریعت و کتاب لاتے ہیں یا پرانی شریعت کو بیان کرتے اور چلاتے ہیں ۔ یہاں تکمیل دین وشریعت کا کام پورا ہو چکا ہے ۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام ديناً ہ

ترجمہ: آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی مہربانی تم پر پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا۔

بقاء وتحفظِ شریعت کی ذمہ داری بھی خود خدا نے لے رکھی ہے ۔

انّا نحن نزّلنا الذّكرو انّاله‘لحافظو ن

ترجمہ: ہم نے ہاں ہم ہی نے یہ قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

سیاست اور ملکی انتظام کا کام خلفاء کے سپرد ہو چکا ہے ۔ حدیث شریف میں ہے۔

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلمّا هلك نبى“ خلفه‘ نبى ولكن الانبىَّ بعدى و سيكون الخلفاء فيكثررو ن (او كا قال)

ترجمہ: بنی اسرائیل کا انتظام پیغمبر کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی جاتا دوسرا آ جاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ اور تم پہلے خلیفہ سے وفاداری کرتے رہنا ۔

اور مبشرات سچے خوابوں کی طرح نبوت کا جز ہے ۔ بعینہ نبوت نہیں نہ جز کو کل کا نام دیا جاتا ہے ۔ آدمی کی ٹانگ کو آدمی نہیں کہا جا سکتا۔ نہ اس کی ایک آنکھ کا نام انسان ہوتا ہے ۔ یہ اجزاء انسانی ہیں۔ ہاں انسان کی تمام جزئیات کو انسان کہا جائے گا ۔ جیسے مرد، عورت ، کالا، گورا۔ بہر حال اجزاء

اور جزیات کا فرق ہر پڑھا لکھا جانتا ہے یا حیوان ہر گھوڑے ، گدھے اور بلی کو کہہ سکتے ہیں۔لیکن کسی پاؤں یا سر کو حیوان نہیں کہہ سکتے ۔ اب کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی اس امت کو ضرورت نہیں ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح اعلان فرما کر ہر طرح کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ مرزائیوں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں مزہ آتا ہے ۔مبشرات کا معنی خود حدیث میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب بتایا ہے۔

(۹) یہ کہنا کہ وہ لغتی دین ہے جو نبی ساز نہ ہو۔ جیسے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے چانٹے کہتے ہیں ۔ بالکل غلط ہے۔یہ بات تو پہلی امتیں بھی کہہ سکتی تھیں پھر تمہاری کون سے تخصیص ہے! پہلی امتوں نے اپنے اپنے پیغمبر کی اطاعت کر کے نبوت کے سوا باقی مراتب قرب حاصل کئے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا نبوت عطا کی ۔ وہ دین نبی ساز نہ تھا۔ بلکہ نبیوں کی تعداد باقی تھی اس کو پورا کرنا تھا ۔ ان امتوں کی اپنے نبی سے تعلق ونسبت بھی قائم رہی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا منشار ہے کہ یہ آخری امت اپنی نسبت قیامت تک اپنے نبی الزمان سے رکھتے ہوئے مراتب قرب حاصل کرتی رہے۔ کسی دوسرے کا واسطہ درمیان میں نہ ہو ۔یہ بات تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہی تھی کہ ذاتی طور سے میں آدم سے بہتر ہوں۔ آپ کے انتخاب اور اجتباء پر دارومدار کیوں ہو۔ کہ آپ آدم کو سجدہ کراتے ہیں۔ اسی لئے شیطان ملعون و مردود ہوا ۔ او ر آدم علیہ السلام نے عبودیت اور اطاعت اختیار کی وہ مقبول ہو گئے۔ یہاں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں۔ دوسرے کوئی اس کے مستحق نہیں۔گویا یہ بھی شیطان کی وراثت تھامے ہوئے اپنا استحقاق اور شدت

اتباع ثابت کرتا ہے۔ اور اب اس کے گم کردہ راہ چیلے چانٹے اس سے وابستہ رہ کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۔

یہاں سے مرزا قادیانی کی یہ جہالت بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ پہلے پیغمبر براہِ راست پیغمبر ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے پیغمبر کے اتباع کا اس میں دخل نہ تھا۔ مگر یہاں مجھے حضورؐ کی اتباع اور غایت اطاعت سے نبوت کا مقام ملا ہے۔(حقیقۃ الوحی) اس لئے کہ پہلے کے پیغمبر بھی کسی نہ کسی پیغمبر کے دین کا اتباع کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں۔ نبوت تو موہبت اور بخشش ہے۔ جہاں ظرف اس کے مناسب دیکھا وہاں عطا فرما دی۔ اور ظرف بھی خود مہربانی کر کے عنایت کرتے تھے۔

الله اعلم حيث يجعل رسالته

ترجمہ: خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کہاں اپنی نبوت دے۔

مگر اب تو سلسلۂ نبوت کی تکمیل کر کے اس کو بند فرما دیا۔ جتنے نبی آنے تھے وہ آ گئے اور دائرہ نبوت کی ساری مسافت آپ نے طے کر لی۔ اور تکمیل شریعت فرما گئے۔ اب آپ کی نبوت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی اور بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی احمق الذی دو پہر کے وقت پوری روشنی میں اپنا چراغ جلا کر بھینیس ڈھونڈتا پھرے۔ اس احمق الذی کی عقل کو بھینس ہی کی عقل کہہ سکتے ہیں۔

(۱۰) پھر یہ مدعی تو دین محمد کی توہین کرتا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے صرف مرزا قادیانی ہی نبی بن سکا اور وہ بھی ایسا جو انگریزوں کی اطاعت فرض قرار دے ۔ اور غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروائے۔ اور اپنے نہ ماننے والے کروڑوں افراد امت کو کافر قرار دے۔ اور جو پورا وحی کا۔

ڈراوے کا اور لالچ کا اور تقدیر مبرم کا واویلا کر کے محمدی بیگم کو حاصل نہ کر سکا، بلکہ مسلسل بیس سال تک اس کی شادی کے زبانی مزے بھی لیتا رہا اور عقل کے اندھے مگر گانٹھ کے پکے مریدوں کو بتلاتا اور پھسلاتا رہا۔ اور اپنے ساتھ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک کر کے جھوٹا کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اور یہ وحی بھی ایسی تھی بلکہ اس کو مرزا جی نے اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دے کر دنیا کو چیلنج کیا تھا۔

کیا اسی بل بوتے پر ہم اس کی بات یا گپ کو سچ مان لیں کہ میری وحی قرآن کی طرح ہے ۔ پھر ایسا شخص کہ جو اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہے ۔ اپنے مخالفین کو جنگل کے سور لکھے ۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریفؒ کو ملعون کہے، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، کو اندھا شیطان لکھے، مولوی سعد اللہ کو نسل بد کاراں قرار دے۔ تمام علماء کو بد ذات فرقۂ مولویاں سے تعبیر کرے ۔ اور حضرت حسینؓ کے مبارک ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دے، اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہے۔ بلکہ تمام پیغمبروں کی صفات و کمالات کا اپنے کو جامع قرار دے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال) اسی طرح اس نے پیشگوئی کی کہ عبداللہ آتھم پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ جب وہ نہ مرا تو جھوٹا اعلان شائع کر دیا۔ کہ اس نے رجوع الی الحق کر دیا تھا اور جب ۲۲ ماہ بعد وہ اپنی موت مرا تو اعلان کر دیا کہ میری پیشگوئی یہ تھی کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرے گا۔ لعنته الله علی الکاذبین۔

اللہ تعالیٰ ناصر احمد اور سارے قادیینوں کو سمجھ دے ۔ بہت سے نیک آدمیوں کے باپ دادا گمراہ گزر رہے ہیں۔ اگر یہ بھی توبہ کر کے سچے مسلمان ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو خدا کے حوالے کریں۔ پیسے تو اب

بہت ہو گئے ہیں عزت بھی مل گئی اور اگر یہ خیال ہو جیسے کہ آپ کی ڈینگوں سے بُو آتی ہے کہ کوئی آپ کا سر پرست آپ کو بچالے گا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکے گا ۔ وہ وقت گیا جب خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے ۔ آپ نے عام مسلمانوں کو بدنام اور ذلیل کرنے کی اپنے بیان میں کوشش کی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔

(۱۱) خاتم النبیین میں خاتم کی اضافت نبیین کی طرف ہے۔ یہاں پرانے نبی پیش نظر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقین کی تعداد ختم کر دی جو آئے تھے آ گئے۔ اب کسی کو آپ کے بعد نبوت نہیں مل سکتی۔ خاتم النبیین کا معنی خاتم الاحقین نہیں ہے کہ آنے والے آپ کی مہر سے آیا کریں گے ۔ یہ تو اللہ پر جھوٹ بولا گیا، کیونکہ آپ کی مہر سے کون کون آئے کیا مرزا جی یا اس کا پوتا ناصر احمد صاحب بتا سکتے ہیں؟ کیا مرزا جی کے بغیر تیرہ سو سال میں آپ کی قوت قدسیہ نا مکمل رہی۔ خاتم النبیین میں پرانے پیغمبروں کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعداد کو ختم کر دیا اور قصر نبوت کی تکمیل فرما دی۔ اب کوئی شخص نبوت نہ پا سکے گا ۔ یہ اضافت اشخاص کی طرف ہے۔ باقی نبوت و رسالت کے خاتمہ کے لئے وہ مبارک الفاظ زیادہ موزوں ہیں جو امام ترمذیؒ نے روایت کئے ہیں وہ حدیث یہ ہے :

انا الرسالته و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی (قال) فشق ذالك علی الناس فقال لکن المبشرات فقال رأیا المسلم وھی جزء" من اجزاء التبوة (ترمذی)

ترجمہ: "رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے ۔ تو اب میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا نہ نبی (راوی کہتا ہے) یہ بات لوگوں کو مشکل نظر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ لیکن مبشرات باقی ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ مبشرات کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مسلمان کا خواب اور وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے"۔

(ترمذی شریف)

اس حدیث نے تمام مرتدوں کی کمر توڑ دی ہے۔ جس سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی کو رسول بنایا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس کتاب یا شعریت ہو۔ نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے چاہے وہ دوسرے نبی کا تابع ہو اور کوئی نئی شریعت یا نئے احکام اس کو نہ دیئے گئے ہوں۔ جیسے لفظ خاتم النبیین نے اگلے پیغمبروں کی تعداد ختم کر دی۔ اس حدیث کے مبارک الفاظ نے بعد میں دعویٰ کرنے والوں کی حقیقت بھی کھول دی۔ اب نہ کسی کے پاس وحی نبوت آ سکتی ہے نہ وحی رسالت۔ اب یہ کہنا کہ مستقل نبی ختم ہو گئے غیر مستقل باقی ہیں۔ یا یہ کہ صاحب شریعت نہ آئیں گے مگر تابع اور غیر تشریعی نبی آ سکتے ہیں۔ یہ سب بکواس ہے کفر ہے اور دین سے استہزاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ آمین۔ مرزا جی کبھی بروزی اور ظلی نبوت کی آڑ لیتا ہے۔ کبھی فناء فی الرسول ہو کر نبی بننے لگتا ہے۔ کبھی مسیح موعود بننے کے لئے تنکوں کا سہارا لیتا ہے۔ کبھی مریم بنتا ہے۔ پھر مرزا جی کو حیض آتا ہے۔ پھر مریم سے عیسیٰ بن جاتا ہے۔ کبھی آسمان میں اپنا نام محمد و احمد ظاہر کرتا ہے۔ کبھی اپنا نام ہی ابن مریم رکھ لیتا ہے، کبھی محدث و مجدد کا روپ اختیار کرتا ہے اور کبھی مہدی کی حدیثوں کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے، کبھی کرشن کا اوتار بنتا ہے اور کبھی جے سنگھ بہادر، کبھی عین محمد بنتا ہے، کبھی مثیل مسیح کہلاتا ہے تو کبھی ان سے افضل۔ کبھی انسان کی جائے نفرت بنتا ہے۔ کبھی انگریزی عدالت میں توبہ نامہ داخل کرتا ہے اور کبھی

اپنے معجزات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ظاہر کرتا ہے۔ غرضیکہ مرزا غلام احمد صاحب عجیب چیز اور ایک چیستان تھے۔ ہم اس کو صرف انگریز کا کمال تصور کرتے ہیں۔ یہ کمال مرزا ناصر احمد صاحب کو مبارک ہو۔ اگر ایسا نہیں تو پھر شیطان نے جو تلعب اس سے کیا ہے۔ بہت کم ہی کسی اور سے کیا ہو گا۔

ایک فریب اور اس کا جواب

مرزائی لوگ شیخ اکبر کی بعض عبارتیں پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔ یہ صریح دھوکہ ہے۔ اور علمی جہالت ہے۔ دراصل بعض اولیاء یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ جس کو لغت میں نبوت بھی کہتے ہیں۔ لیکن وہ ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ اس کی اجازت ہے۔ یہ جو مکالمہ ہوتا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ بیان شریعت کے لئے مامور ہو کر خدا تعالیٰ کے ہاں منصب نبوت پا لیتا ہے وہ صرف اس مکالمے کو غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں۔ تشریعی نبوت وہ ہر اس وحی نبوت کو کہتے ہیں جس میں شریعت کے لئے احکام ہوں۔ نئے یا پرانے اور یہ صرف نبی کے لئے ہو سکتا ہے۔ گویا لغوی طور پر وہ مکالمہ الہیہ کا نام غیر تشریعی رکھتے ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ شرعی وحی اور نبی کی وحی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نبی اور رسول ایک عہدہ ہے جو اب ختم ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ گویا ان اولیاء کے ہاں تشریعی نبوت میں دونوں نبوتیں شامل ہیں جو ختم ہو چکی ہیں نئی شریعت والی اور پرانی شریعت والی یعنی وہ غیر تشریعی کا اطلاق بھی کبھی ولایت پر کر دیتے ہیں۔ لیکن کسی نے آج تک ان میں سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ نبی ہونے کے اعلان کی اجازت دی۔ اگر مرزائیوں میں سکت ہے تو کسی ولی کا دعویٰ نبوت ثابت کریں۔ یہاں مرزا جی کا ایک قول اولیاء کی اطلاق و اصطلاح کے

بارے میں سن لیجئے۔ مرزا جی اپنی کتاب انجام آتھم ص۔۲۷/۲۹ میں لکھتے ہیں۔ ''لیکن یاد رکھنا چاہئیے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعادہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔ سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیائے کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسے''۔ اس عبارت میں مرزا جی نے بہت دجل کئے ہیں۔ مثلاً عبارت مذکورہ میں صحیح مسلم کے حوالے سے لکھا (کہ آنے والے مسیح موعود کا نام) حالانکہ صحیح مسلم میں مسیح موعود کا لفظ نہیں ہے یہ اصطلاع خود مرزا جی نے گھڑی ہے۔ مگر یہاں ہم کو صرف یہ بتانا ہے کہ شیخ اکبر وغیرہ کے الفاظ جو نبوت غیر تشریعی کے آئے ہیں۔ وہ صرف مکالمات الہیہ کی وجہ سے آپ کی اصطلاع ہے۔ ورنہ نبوت کا عہدہ اور نبی کے نام کا اطلاق وہ بھی ناجائز سمجھتے ہیں۔ جیسے یہاں مرزا جی نے تصریح کر دی ہے۔ بہر حال قرآن پاک نے خاتم النبیین فرما کر نبیوں کا بننا بند کر دیا اور جو تعداد اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر تھی اس کے پورا ہونے کا اعلان فرما دیا۔ مگر مرزا جی نے خاتم النبیین کا مطلب نبی تراش قرار دیا یعنی آپ کی پیروی سے نبی بنتا ہے۔ یہ صریح طور پر خدا تعالیٰ کا ایسا مقابلہ ہے جو شیطان نے کیا تھا۔ کہ اے اللہ آپ کیوں آدم کو سجدہ کرواتے ہیں۔ میں اس سے اچھا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت اور رضاء اور ارادے پر راضی نہ ہوا، بلکہ اپنا حق بتایا۔ اس صریح عدول حکمی اور حجت بازی سے کافر و مردود ہو گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو دروازہ خاتم النبیین کہہ کر بند فرمانا چاہتے ہیں۔ مرزا جی اس کا مطلب نبی تراش بتا کر اس کو کھلا رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہر گاما گھسیٹا فنا فی الرسول بن کو نبی بن جایا کرے۔

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چناں کنند

(۱۲) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ اللہ کی اس امت پر بڑا انعام ہے۔ ایک مرزا جھوٹا نبی بنا اور تمام مسلمانوں میں ہلچل پڑ گئی۔ یہ ستر کروڑ مسلمانوں کو کافر کہتے اور وہ سب ان کو کافر سمجھتے ہیں۔ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان جھوٹے نبیوں کا سلسلہ بند اور ان سے بچنے کی تاکید نہ فرماتے تو اب تک امت محمدیہ میں کتنے ہی فرقے اور کتنی ہی امتیں ہوتیں۔ جو ایک دوسری کو کافر کہتیں۔ اس لئے مسئلہ ختم نبوت رحمت الہیہٰ ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

وھذه اکبر نعم الله علی ھذا الامته حیث اکل تعالیٰ لھم دینھم فلایحتاجون الیٰ دین غیره ولا الیٰ نبی غیر نبیھم صلوٰة الله وسلامیه علیه ولذاجعله خاتم الانبیاء و بعثه، الی الانس والجن۔

ترجمہ: ''اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر بہت بڑی نعمت ہے اور مہربانی ہے کہ اس خدائے برتر نے ان کا دین مکمل کر دیا۔ اب وہ کسی اور دین کے محتاج ہیں نہ اپنے نبی کے بغیر کسی اور نبی کے۔ اور اس لئے ان کو خاتم الانبیاء بنا کر جن وانس کی طرف بھیجا۔

مسئلہ صاف ہو گیا

یہاں تک لکھا گیا تھا کہ آٹھ اگست، 1974ء کو مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے خصوصی کمیٹی کے سامنے بیان دے دیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو برس تک کوئی نبی نہیں آیا نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کوئی نبی آئے گا

چاہے اُمتی نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جب محترم اٹارنی جنرل نے سوال کیا کہ ابوالعطاء صاحب جالندھری نے لکھا ہے کہ آپ کی خاتمیت نے وسیع دروازہ کھول دیا ہے ۔آپ کی اُمت کے لئے آپ کی پیروی کے طفیل وہ تمام انعامات ممکن الحصول ہیں جو پہلے منعم علیہ لوگوں کو ملتے رہے ہیں۔تو کیا حضور کے اس فیضان سے پہلے تیرہ سو برس میں کوئی نبی یا اُمتی نبی آیا ہے یا مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا ؟اس کا جواب مرزا ناصر احمد صاحب نے قطعاً انکار میں دیا اور ابوالعطاء صاحب کی بات کو صرف امکان عقلی پر حمل کیا ۔یعنی ہوتو سکتا ہے لیکن ہو گا نہیں اور اس سلسلہ میں مرزا ناصر احمد صاحب نے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے کہ ایک آن میں کروڑوں فرشتے جبرائیل اور محمد جیسے پیغمبر پیدا کر دیئے حالانکہ ان کا ایمان تھا کہ ایسا کبھی نہ ہوگا کوئی بھی محمد رسول اللہ کی طرح پیدانہیں ہوگا۔ بلکہ آپ خاتم النبیین ہیں صرف خدا کی قدرت کا بیان ہے ۔

مرزا ناصر احمد صاحب کے اس بیان کے بعد سارا مسئلہ صاف ہو گیا ۔نفاذ نبوت اور اجزاء نبوت کی ساری بحثیں فضول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی ہے۔نہ تیرہ سو برس میں پہلے کوئی نبی آیا نہ مرزا غلام احمد کے بعد آئے گا بقول مرزا ناصر احمد کے ایک ہی مرزا غلام احمد امتی نبی بنایا گیا کیونکہ مسلم شریف میں چار جگہ آنیوالے کو نبی کہا گیا، حالانکہ مسلم شریف اور سینکڑوں احادیث میں ایک مسیح کے نزول کی خبر ہے جو آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال دنیا میں رہیں گے۔ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی ، پھر وفات ہو گی۔ دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کا ابتداء ہی سے یہی عقیدہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت کو وہی دوبارہ نازل ہوں گے اور مرزا جی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں اور آنے والا مسیح میں ہوں۔

دو مسئلے

یہاں دو مسئلے ہیں (۱) کہ آیا واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان میں موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بالغرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہو سکتا ہے ۔جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے ۔

ہم یہاں دوسرے مسئلہ پر پہلے بحث کریں گے۔فرض کیجئے ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی آنے والا مسیح ہو سکتا ہے ۔

مرزا غلام احمد قادیانی! ہمارے خیال میں یہ دعویٰ جھوٹ، افترار اور قرآن وحدیث سے مذاق و استہزاء کے مترادف ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح ابن مریم تو کیا مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ مندرجہ ذیل امور ملاحظہ فرمائیں :

(۱) مرزا جی کو ایک نامحرم عورت مسماۃ بانو رات کو مٹھیاں بھرا کرتی تھی۔
(سیرت المہدی صفحہ،۲۱۰)

(۲) مرزا جی کا پہرا راتوں کو عورتیں دیا کرتی تھیں۔
(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ۔۲۱۳)۔

(۳) مرزا جی نے ایک دوشیزہ لڑکی مسماۃ محمدی بیگم کے حصول کے لئے کوششیں کیں۔مگر محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے اس کی شادی دوسری جگہ کرا دی۔ مرزا جی نے اپنے بیٹے فضل احمد سے اس کی بیوی کو طلاق دلوائی جو احمد بیگ ولد محمدی بیگم کی بھانجی تھی۔
(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ۔۲۹)۔

(۴) جب محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا اور مرزا جی کی بیوی والدہ فضل احمد نے ان سے قطع تعلق کر دیا تو مرزا جی نے اس کو طلاق دے دی۔
(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ۔۳۴)۔

(۵) مرزا جی نے محمدی بیگم کے سلسلہ میں اپنے بیٹے سلطان احمد کو جائیداد سے محروم اور عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ بھی مخالفانہ کوشش کرتے رہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ۔۳۴)

(۶) مرزا جی نے نبی بننے کے لئے جھوٹ کہا کہ امام ربانی نے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرۃ ہو تو پھر وہ نبی کہلاتا ہے ۔ حالانکہ اس مکتوب میں نبی کا لفظ نہیں بلکہ محدث کا لفظ ہے۔ اور خود مرزا جی نے اس سے پہلے جب تک کہ ان کو نبی بننے کا شوق نہیں چرایا تھا۔ ازالتہ الاوہام صفحہ ۱۳۰۶ میں محدث کا لفظ لکھا۔ اب شوقِ نبوت میں امام ربانی پر جھوٹ بولا اور اسی لئے مکتوبات کا حوالہ بھی درج نہیں کیا۔

(۷) مرزا جی نے یہ بھی امام بخاریؒ کے حوالے سے جھوٹ لکھا کہ ''آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت آسمان سے آواز آئے گی ۔ھٰذا خلیفۃ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ کی ہے جو ایسی کتاب میں ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے'' کیا کوئی مرزائی یہ حدیث بخاری شریف میں بتلا سکتا ہے؟

(۸) مرزا جی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کہا کہ آپ کے حکم سے ایک دن میں دس ہزار یہودی قتل کئے گئے ۔ اس سلسلہ میں بعض مرزائی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں ۔ دس ہزار کے ہندسوں میں در اصل کا تب سے ایک صفر کا اضافہ ہو گیا۔ یہ غلط بیانی ہے اس لئے کہ مرزا جی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ کئی ہزار یہودی ایک دن میں قتل کئے گئے ۔ یہ سب جھوٹ ہے اور خواہ مخواہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنا ہے ۔ ورنہ غزوۂ

خندق کے بعد جب بنو قریظہ نے ہتھیار ڈالے تو خود انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا فیصلہ سعد بن معاذؓ کریں۔ انہوں نے تورات کے مطابق فیصلہ دیا جس کے تحت چار سو یا چھ سو آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ یہ وہ یہودی تھے جو ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے ۔ غزوۂ خندق میں اگر یہ کامیاب ہو جاتے تو ہزاروں مسلمان مردوں ،عورتوں اور بچوں کا قتل عام ہو جاتا ہے اور جزیرۃ العرب کے سارے مسلمان شہید کر دیئے جاتے۔

(۹) مرزا جی نے عوام کو الو بنانے کے لئے ڈپٹی عبداللہ آتھم کے لئے پیش گوئی کی کہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا ۔بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ مگر آتھم ۱۵ ماہ میں نہ مرا (جنگ مقدس صفحہ۔۲۱۱)۔

(۱۰) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفوں کو مغلظ گالیاں دیں جو علیحدہ لکھی گئی ہیں۔

(۱۱) مرزا جی نے مخالفوں پر لعنت لکھی مگر پورے ایک ہزار بار لکھی اور ہر دفعہ ساتھ ساتھ ہندسہ لکھتے گئے (نور الحق صفحہ۔۱۵۸ تا ۱۶۲)۔

حالانکہ لکھنو کی بھٹیاری لکھ لعنت کہہ کر ہی معاملہ ختم کر دیتی تھی ۔ اب کوئی مرزائی ہو جو لعنت کے ان چار صفحات کو پڑھ پڑھ کو ثواب کمائے۔

(۱۲) مرزا پہلے صرف مبلغ بنا پھر مجدد ، پھر مثیل مسیح، پھر خود مسیح موعود بنا اور جب دیکھا کہ کچھ آدمی پھنس گئے ہیں نبی بن بیٹھا ۔ حالانکہ یہ تدرتج خود فرضی ا بناوٹی سکیم کی غمازی کرتی ہے (ملاحظہ ہو ضمیمہ دعاوی مرزا)۔

(۱۳) مرزا جی نے ہر وہ بڑا شخص بننے کی کوشش کی جس کا ذکر کسی کتاب میں تھا یا وہ آنے والا ہے۔ چنانچہ کرشن کا مثیل بنا۔(سیرت المہدی حصہ اوّل)۔

(۱۴) وہ کرشن بنا اور رود گو پال کہلایا۔

(۱۵) وہ جے سنگھ بہادر کہلایا۔

(۱۶) مہدی، مسیح، حارث، دجل فارسی بنا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اور اپنے اوپر چسپاں کئے حوالہ کے لئے ضمیمہ وعاوی مرزا ملاحظہ ہو۔

(۱۷) مرزا جی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار اور اپنے دس لاکھ بتائے۔(براہین احمدیہ پنجم صفحہ۔۵۶)۔

(۱۸) اس نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا (دافع البلاء صفحہ۔۳۹)۔

(۱۹) اس نے حضرت امام حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی۔ (اعجاز احمدی ص۔۸۲)

(۲۰) مرزا جی نے ایک غیرمحرم لڑکی سے اپنا نکاح آسمان میں ہو جانے کی خبر دی اور کہا کہ خدا نے مجھے سے زوجنٰکھا فرمایا ہے۔(کہ ہم نے اس لڑکی سے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔)

(۲۱) اس نے کہا کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔دافع الوساوس صفحہ۔۲۸۸ جبکہ اس کی یہ پیش گوئی غلط ثابت ہوگئی اور بیس برس تک اس کو مایوس رکھ کر آخر کار جھوٹا ثابت کر دیا۔

(۲۲) مرزا جی نے کہا کہ محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔

(۲۳) مرزا جی نے یہ بھی لکھا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ میں ہر روک کو دور کر کے تمہارے پاس اس عورت کو واپس لاؤں گا (ازالہ وہام صفحہ۔۱۰۵۳ دافع الوساوس صفحہ۔۲۸۶)۔

(۲۴) اس نے یہ بھی لکھا کہ ایک بار بیمار ہوا اور قریب الموت ہو رہا تھا کہ مجھے پیشگوئی کا خیال آیا تو قدرت نے تسلی دی کہ اس میں شک نہ کرو۔ یہ ہو کر رہے گا تب میں سمجھا کہ جب پیغمبر مایوس ہونے لگتے ہیں تو اس طرح خدا ان کو تسلی دیتا ہے۔(ازالتہ الاوہام صفحہ۔۱۰۵۴)۔

(۲۵) مرزا جی نے یہ بھی لکھا کہ یہ (محمدی بیگم) باکرہ ہونے کی حالت میں ہو یا ثیبہ ہو خدا الوٹا کر میرے پاس لائے گا (زالتہ الاوہام صفحہ۔۱۰۵۳)۔

(۲۶) مسلسل بیس سال تک یہ پیشگوئی کرتا رہا اور مریدوں کی تازہ بتازہ الہاموں سے طفل تسلی کرتا اور عوام کو الو بناتا رہا۔ مگر آخر کار بے نیل مراحل چل بسا۔

(۲۷) مرزا جی نے خدا تعالیٰ پر افتراء کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اس محمدی بیگم کا نکاح کر دیا۔ اگر خدا نے نکاح کیا ہوتا تو کوئی اور اس کو کیسے بیاہتا۔ پھر نکاح پر نکاح کا مقدمہ نہ مرزا جی نے کیا اور نہ ہی ان کے مریدوں نے۔

(۲۸) سلطان محمد کے ساتھ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد خدا نے مرزا جی کے ساتھ کیسے نکاح پڑھا؟

(۲۹) اور جب خدا نے نکاح پڑھ دیا تھا تو پھر دوسرے سے شادی کیسے ہونے دی؟ معلوم ہوا کہ آسمانی نکاح کی وحی اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا جو صریح کفر ہے۔

(۳۰) مرزا جی نے لکھا اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئی اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو میں بد سے بدتر ہوں گا۔ کیا اس طرح وہ بد سے بدتر نہ ہوگیا۔ کیا بد سے بدتر کی تعبیر سخت سے سخت نہیں ہوسکتی اور کیا اس کو کافر مفتری علی اللہ نہیں کہہ سکتے۔

(۳۱) جب یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی تو کیا وہ اپنے مقرر کئے ہوئے معمار کے مطابق جھوٹا ثابت نہ ہوگیا۔ جبکہ اس پیشگوئی کو مرزا جی نے اپنے صادق یا

کاذب ہونے کی دلیل ٹھہرایا تھا اور اتنا بڑا جھوٹ بولنے والا آدمی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

(۳۲) مرزا جی نے جہاد کو حرام کہا ہے اور انگریز کی خاطر یہ فتوے ساری دنیا میں پہنچایا۔ (ستارہ قیصرہ صفحہ۔۳)۔

(۳۳) مرزا جی نے انگریز کی اطاعت کو اسلام کا حصہ قرار دیا (شہادۃ القرآن کا آخری اشتہار)۔

(۳۴) مرزا جی نے انگریزوں کو دعائیں دیں جو تمام دنیا میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا تھا (ملاحظہ ہو ستارہ قیصرہ و تحفہ قیصرہ)۔

(۳۵) مرزا نے اپنے کو گورنمنٹ برطانیہ کا حرز اور تعویز کہا۔

(۳۶) مرزا جی مکلّف کھانے کھایا کرتا۔ پرندوں کا گوشت بھنا ہوا مرغ وغیرہ (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ۔۵)۔

(۳۷) ریل کو دجال کا گدھا کہہ کر خود کرایہ دے کر اس گدھے پر سوار ہوتا۔

(۳۸) مرزا جی نے خاتم النبیین کے معنی بدل کر آپ کو نبی تراش قرار دیدیا مگر پھر ایک نبی بھی نہ گڑھا گیا صرف خود ہی نبی بن بیٹھا۔

(۳۹) مرزا جی کے لئے قادیان میں حکومت نے ایک سپاہی رکھا تھا (سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ۔۲۷۵)۔

(۴۰) مرزا جی کے ساتھ جہلم تک گوروں کا پہرہ رہا (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ۔۲۸۹)۔

(۴۱) ایک انگریز نے دریافت کیا کہ بڑے لوگوں کی طرح مرزا جی نے بھی کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے۔

(۴۲) مرزا جی نے ایک عدالت میں لکھ دیا کہ میں آئندہ اس قسم کے الہامات شائع نہ کروں گا گویا یہ توبہ نامہ لکھا۔

(۴۳) مرزا جی نے فخر کرتے ہوئے اور انگریزوں کو ممنون کرکے فائدے حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کی سندیں اور چٹھیاں شائع کیں (تریاق القلوب۔ سیرۃ المہدی وغیرہ)۔

(۴۴) مرزا جی نے سکھوں کے ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی جنگ کو مفسدہ لکھا۔

(۴۵) مرزا نے ۱۸۵۷ء کے جہاد میں اپنے باپ کی امداد اور وفاداری کو انگریز کے سامنے پیش کرکے فخر کیا اور اپنے خاندان کو انگریزوں کا وفادار ثابت کیا (ستارہ قیصرہ صفحہ۔۳)۔

(۴۶) مرزا نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو ناجائز قرار دیا اور حملہ آوروں کو چوروں اور ڈاکوؤں سے تشبیہ دی۔

(۴۷) مرزا جی نے لکھا کہ مولوی ثناء اللہ اور مجھ میں جو جھوٹا ہے وہ مر جائے گا۔ چنانچہ وہ مولوی ثناء اللہ کے سامنے مر گیا اور اسی طرح اس کے جھوٹے ہونے کا قرآنی فیصلہ ہو گیا۔

(۴۸) مرزا جی نے ایسی ایسی دوائیں تیار کیں جن میں صرف یا قوت دو ہزار روپے کے (آج کل شاید ان کی قیمت بیس ہزار روپے ہو داخل کئے) یہ عین محمدؐ ہیں جن کے دولت خانہ میں مساً آگ نہیں جلتی تھی۔

(۴۹) مرزا جی نے اپنے چیلوں کو پورا پورا معتقد بنانے کے لئے یہ گپ بھی لگائی کہ خدا کا کلام مجھ پر اس قدر نازل ہوا ہے کہ وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ۔۳۹۱)

بھلا بیس جزو کلام الٰہی کا کیا مطلب ہے اور مرزا جی نے کیوں چھپایا جبکہ باقی شائع کر دیا۔

(۵۰) مرزا جی نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی جیسے کہ اس عنوان کے تحت اور مرزا جی کے دعاوی سے آپ کو معلوم ہو گا۔

(۵۱) مرزا جی نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی کہا ہے۔ کیا بیس سال کی جھوٹی اور پُر فریب وحی کو قرآن پاک کی طرح قطعی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیسا کوئی نبی وحی کا معنی سمجھنے میں بیس سال یا موت تک قاصر رہ سکتا ہے ہم مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا کسی قطعی امر کے انکار کرنے والے آدمی کو یہ کہہ کر معاف کیا جائے کہ یہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ خود مرزائی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ پچھلی صدیوں میں علماء کے فتوؤں سے فلاں فلاں کو سزا دی گئی۔ اگر وہ نہیں ثابت کر سکتے اور قطعی ثابت نہیں کریں گے، پھر معلوم ہوا کہ کافر اور اسلام سے خارج کر کے ملت اسلامیہ میں باقی رہنے کی بات ایجاد بندہ ہے۔ اور مرزائیوں نے صرف اپنے بچاؤ کے لئے ڈھونگ بنایا ہے۔

(۵۲) یہ سب جھوٹ، بناوٹ اور فریب ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت حضور کے اتباع اور مکمل طور پر فنافی الرسول ہونے سے ملی کیونکہ محدثیت (خدا تعالیٰ سے ہم کلامی) ہو یا نبوت یہ محض خدا تعالیٰ کی بخشش سے ملتی ہے۔ اس میں عمل اور کسب کو قطعاً دخل نہیں ہوتا، اس حقیقت کو خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حمامتہ البشریٰ صفحہ۔۸۲ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ مطبع منشی غلام قادر سیالکوٹی) یہ تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ولا شك ان التحديث موهبة مجردة لاتنال بكسب البتة كما هو شان النبوة

ترجمہ: اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ محدیث ہونا محض اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی طرح کی (محنت و عمل اور) کسب سے نہیں مل سکتی جیسے نبوت کی شان ہے۔ یعنی جس طرح نبوت کسی عمل یا اکتساب کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح محدیث ہونا بھی)

مرزا قادیانی نے کما ہو شان النبوۃ کہہ کر اس حقیقت کو اور بھی زیادہ واضح کر دیا کہ محدث اور نبی کسی عمل کے نتیجہ میں نہیں بن سکتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اگر مرزا جی کو نبوت ملی ہے۔ جیسے کہ مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بلکہ خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں تو وہ محض خدائی بخشش اور محبت الٰہیہ ہے جس طرح پہلے نبیوں کو ملا کرتی تھی۔ اور اس نبوت میں یا محدث ہونے میں حضور کے اتباع اور فنافی الرسول ہونے کا کوئی دخل نہ تھا اور یہ کفر صریح ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی بننے لگے۔ یا کسی کو نبی مانا جائے عین محمد کی گپ اور کامل اتباع کے دعوے سے مرزا جی نبی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی عیسیٰ ابن مریم نام رکھنے سے حضرت عیسیٰ ہو سکتے ہیں۔

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

مرزا ناصر احمد صاحب ناراض نہ ہوں آپ نے بحیثیت امام جماعت احمدیہ جو محضر نامہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے سنایا۔ اس کے صفحہ۔۹۱ سطر ۸ پر جو لکھا کہ "اس طرح ممتنع نہیں کہ وہ چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو.......... بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو"۔ یہ قطعاً غلط اور اپنے دادا مرزا جی قادیانی کی عبارت مذکورہ اور متفقہ عقیدہ کے قطعاً خلاف اور جھوٹی نبوت کے لئے ایک ڈھونگ ہے۔

فتاویٰ کفر کی حیثیت

یہ عنوان مرزا ناصر احمد نے اپنے محضرنامے کے صفحہ-۲۲ میں قائم کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سواد اعظم والے ارشاد سے مرزا ناصر احمد پر کپکپی پڑی ہوئی ہے۔ مرزا موصوف نے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے فتوے ایک دوسرے کے خلاف نقل کر کے گویا ایک طرح دنیائے کفر کو مسلمانوں پر ہنسنے کا موقعہ فراہم کیا ہے ۔ ورنہ دنیائے کفر اس گئی گزری ہوئی حالت میں بھی مسلمانوں سے لرزاں ہیں اور وہ ان کے اتفاق سے خائف اور نفاق ڈالنے کے لئے کوشاں ہے۔ مرزا ناصر احمد کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم (عظیم اکثریت) ان کو کافر سمجھتی ہے تو انہوں نے محضرنامے کے صفحہ۔۲۳ سطر نمبر ۹ پر لکھدیا ''کہ کسی ایک فرقہ کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے تو اس کے مقابل پر دیگر تمام فرقے سواد اعظم کی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور اس طرح باری باری ہر ایک فرقے کے خلاف بقیہ سواد اعظم کا فتویٰ کفر ثابت ہوتا چلا جائے گا''۔

اس عبارت میں جو دھوکا اور فریب ہے وہ ظاہر ہے ۔ مرزا ناصر احمد صاحب کو معلوم ہونا چاہیے:

(۱) پہلے تو کسی ایک مسلک اور مکتب فکر نے مل کر کسی دوسرے فرقہ کے خلاف سخت فتویٰ نہیں دیا۔ یہ بعض افراد ہیں اور ایسے افراد ہر ہر فرقہ میں ہو سکتے ہیں۔

(۲) بعض حضرات بے شک اونچی حیثیت رکھتے ہیں مگر ان کے افتاء میں بہت احتیاط ہے ۔

(۳) بعض فتوے جھوٹی خبروں پر مبنی ہیں مثلاً دیوبندیوں پر یہ الزام کہ ان کے ہاں خدا جھوٹ بولتا ہے ۔ حالانکہ یہ بات سب کے ہاں کفر صریح ہے ۔

دراصل بات صرف اتنی ہے جو خود مرزا ناصر احمد صاحب نے تسلیم کر لی ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک آن میں کروڑوں فرشتے

جبرائیل کی طرح اور کروڑوں پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے اقرار کیا کہ شاہ اسمٰعیل شہید حضور کو خاتم النبیین سمجھتے اور یقین کرتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بن سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت بیان کر دی گئی ہے۔

اسی طرح خود احقر ہزاروی نے بعض علماء بریلوی سے گفتگو کی ۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے سے بالکل اختلاف نہ کیا اور کر کیسے سکتے تھے۔ جبکہ قرآن میں ایسا کہا گیا اور دنیا کا کوئی فرد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد آدم میں سے ہونے کا انکار نہیں کر سکتا ۔ رہا آپ کا درجہ اور مرتبہ تو یہ ہماری سمجھ عقل اور وہم سے بھی بالاتر ہے۔

اسی طرح احقر ہزاروی نے بریلوی حضرات سے رسول کے حاضر و ناظر پر گفتگو کی تو انہوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا۔

علم غیب میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کی بحث بھی ہے پھر خدا تعالیٰ کے برابر علم ہونے یہ نہ ہونے کی بھی بحث ہے بہرحال خود حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندیؒ نے بریلویوں کی تکفیر سے انکار کیا۔

شیعہ حضرات ہیں ان کی کتابوں میں تحریف قرآن کا قول موجود ہے مگر آج کوئی شیعہ دوست قرآن کی تحریف کا اقرار نہیں کرتا۔ باقی شان صحابہؓ کے بارہ میں ان کا رویہ تو مولانا مظہر علی اظہر (احرار لیڈر) جو تحریک مدح صحابہؓ کے سلسلہ میں لکھنؤ گئے اور انہوں نے تقریر کی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بیس سال کے قریب ان صحابہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو ہم کیوں ان کی اقتداء نہ کریں بہرحال شیعہ فرقہ پر بحیثیت فرقہ یا اس نے بحیثیت فرقہ کوئی فتویٰ نہیں لگایا۔

یہ حال اہل حدیث حضرات کا ہے۔

(۴) پھر یہ فتاویٰ اکثر انگریز کے عہد کے ہیں۔ جس انگریز نے جب اپنی فوجیں ترکوں کے دارالحکومت قسطنطنیہ میں اتاریں تو خلیفہ ترکی سے اپنے حق میں فتویٰ دلا دیا۔

انگریزوں کی دسیسہ کاریوں کا علم ہونا آسان نہ تھا اور نہ اب ہے۔

(۵) اسلام کا کامل دین ہندو دھرم کی طرح نہیں ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو خدا کے منکر بھی ہوں پھر بھی ہندو ہوں۔ سناتی دھرجی بت پرستی کریں اور آریہ بت پرستی کے خلاف ہوں پھر بھی رشتے ناطے جاری ہوں۔ دین اسلام کی حدود ہیں۔ ان حدود کو پھلانگنے والا ظاہر ہے۔ ان حدود سے باہر سمجھا جائے گا۔ مگر اسلامی وحدت، اسلامی حکومت اور خلافت کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد مختلف طبقات میں افراتفری پیدا ہوئی اور اسی لئے اسلامی عہد کے بہت ہی کم واقعات مرزا ناصر بین کر سکا ہے۔ ان میں بھی کسی جگہ نیک نیتی اور کہیں بد نیتی کا دخل ہے۔

مرزا ناصر احمد صاحب! جب کوئی فرقہ بحیثیت فرقہ دوسرے کو کافر نہیں کہتا تو سب مل کر کسی ایک کو کیسے کافر کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صحابہؓ کو ماننے والے سواد اعظم کے مصداق کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ نہ آج تک کیا ہے نہ آئندہ کریں گے۔

(۶) بہتوں کے فتاویٰ دوسروں کے خلاف فروعی مسائل میں ہیں مثلاً ایک فریق کا الزام ہے کہ دوسرا انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا ہے۔ مگر دوسرا فریق اس الزام کے ماننے سے منکر ہے بلکہ وہ اصول میں متفق ہے کہ توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔ آیا اس عبارت سے توہین ہوتی ہے یا نہیں صرف اس میں بحث ہے۔

(۷) ان کا اختلاف اسی طرح کے الزامات یا غلط فہمیوں پر مبنی ہے یا اسی قسم کے مختلف مسائل ہیں۔

اب مرزائیوں کا حال سنیں

(۱) مگر مرزائیوں سے مسلمانوں کا اختلاف اصولی ہے وہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہتے ہیں۔

(۲) وہ کھلم کھلا حضور کے بعد مرزا جی کو نبی مانتے ہیں اور اس طرح ختم نبوت کی مہر توڑ کر غلط تاویلوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔

(۳) وہ تیرہ سو سال کے مسلمانوں کے تمام فرقوں کے متفقہ عقائد کے مخالفت کرتے ہیں۔

(۴) اور تمام کے تمام فرقے دیوبندی بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، سنی سب ہی ان مرزائیوں کو کافر کہتے اور سمجھتے ہیں۔ خود مرزا ناصر احمد صاحب نے سب کے فتاویٰ اپنے خلاف نقل کئے ہیں اور یہ بات حق ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ آپس میں مختلف ہو کر بھی وہ سب کے سب مرزائیوں کو قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت سمجھتے ہیں۔

(۵) پھر مرزا غلام احمد قادیانی بھی تمام مسلمانوں کو جو اس کو مسیح موعود نہیں مانتے کافر کہتے ہے (یہ جرأت اس کو انگریزی سرپرستی سے ہوئی ورنہ وہ کبھی ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتا)۔

(۶) اور مرزا جی خدا کے حکم سے کہتے ہیں کہ جو مرزا جی کے مسیح ہونے میں شک بھی کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

(۷) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے صفائی سے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔

(۸) تمام مسلم فرقے مل کر مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور رشتے ناطے اور نمازیں علیحدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اب یہ

کس طرح ایک قوم رہ سکتے ہیں ۔ یہ کیوں مسلمان کے نام سے مسلم حقوق اور منصوبوں پر قبضہ کرتے ہیں اور کیوں اپنی حقیقت کو چھپاتے ہیں۔

(ا) اس بیان سے دو باتوں کا جواب ہو گیا۔ ایک تو فتاویٰ کفر کی حیثیت کے مندرجات کا۔ کہ سارے فرقے مل کر کبھی ایک فرقہ کے خلاف ہو کر سواداعظم نہیں بنے نہ بنیں گے نہ بن سکتے ہیں۔

(ب) دوسرے مرزائی ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ لگانے کا جو الزام لگاتے ہیں اس کی بھی حقیقت واضح ہو گئی اور مرزائیوں کا ان اختلافات کو ہوا دینا اسلام دشمنی سے کم نہیں ہے ۔ اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

بعض دیگر الزامات

اسی طرح لگے ہاتھوں ہم مرزا ناصر احمد کے محضر نامے صفحہ ۔۱۴۹ کا بھی جواب دیتے ہیں جو انہوں نے (بعض دیگر الزامات) کے عنوان سے ذکر کیا ہے ۔ اس میں انہوں نے مرزائیوں کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ اس موضوع میں مرزا ناصر احمد صاحب کا برا حال رہا ہے۔ انہوں نے جان چھڑانے کے لئے صفحہ ۔۱۵۴ سطر ۱۳ سے لے کر صفحہ ۔۱۶۲ تک فتاویٰ نقل کر کے یہ لکھا ہے کہ ہم ان میں سے کس کے پیچھے نماز پڑھیں جن کو فلاں نے کافر کہا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ۔ پڑھیں تو فتویٰ دینے والے کے ہاں کافر ہوتے ہیں نہ پڑھیں تو غیر مسلم اقلیت۔ مرزا ناصر احمد صاحب اس سوال میں بری طرح پھنسے ہیں وہ صاف نہیں کہتے کہ مسلمانوں کے پیچھے نماز ہم کس طرح پڑھیں کہ وہ ایک نبی کے منکر اور کافر ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے شک کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہے ۔ گویا مرزا جی کی نبوت کا انکار اور اس کو مفتری سمجھنا ہی نماز نہ پڑھنے کی وجہ ہے۔ باقی لفاظی ہے مرزا ناصر احمد

صاحب نے باتیں بنائی ہیں باقی طبقات کا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم دینا دعویٰ نبوت کے انکار کی وجہ سے نہیں ہے۔ اسی لئے وہ باہم اختلاف رکھنے کی باوجود مرزائیوں کے سلسلہ میں ایک ہیں ۔

(۱) ذات باری کا عرفان صفحہ ۔۳۹

(۲) قرآن عظیم کی اعلیٰ وارفع شان صفحہ ۔۵۵

(۳) مقام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ص ۔۷۵

ان تین عنوانات میں سے پہلے دو عنوانوں کا تو کسی مسلمان کو انکار نہیں تیسرے عنوان کا جواب لکھ دیا گیا ہے اور در اصل یہ ساری بحث مسلمان قوم کو الجھانے کے لئے ہے ورنہ بحث کسی نبی کے آنے میں نہیں ہے۔ صرف مرزا قادیانی کی ذات میں ہے ۔ باقی دو عنوان سے جو لکھا گیا ہے اگر چہ عنوان مسلم ہے مگر ان عبارات اور مرزا جی کے اقوال سے نقل کرنے، اصلی مقصد مرزا قادیانی کی شخصیت بنانا اور اس کو محدث نبی اور مسیح موعود جتلانا ہے اور کوئی مقصد نہیں ہے چنانچہ صفحہ ۔۴۲ سطر نمبر ۱۱ ص ۔۴۳ سطر ۱۲ صفحہ ۔۴۴ سطر نمبر ۵ اور سطر نمبر ۱۵ صفحہ ۔۴۸ سطر نمبر ۲ صفحہ ۔۵۷ سطر نمبر ۳ صفحہ ۔۵۸ سطر نمبر ۸ صفحہ ۔۶۱ سطر نمبر ۴، صفحہ ۔۶۵ سطر نمبر ۱۸ صفحہ ۔۷۰ سطر نمبر ۳ سے ظاہر ہے ۔ یہ صرف اپنے لئے مرزا جی نے راستہ صاف کرنے کی سعی کی ہے۔

مقام خاتم النبیین صفحہ ۔۲۹ تا صفحہ ۔۳۶

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگان دین کے اقوال سے غیر تشریعی نبوت کا بقاء و اجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔ جب آپ نے مان لیا کہ سوائے قادیانی کے نہ پہلے کوئی نبی بن سکا ہے نہ بعد میں آئے گا۔ تو اب خاتم النبیین کے معنی میں بحث فضول ہے بحث صرف اتنی ہے کہ آنے والے

مسیح واقعی وہی مسیح ابن مریم عیسیٰ رسول اللہ ہیں جو آسمان پر زندہ ہیں اور نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال زندہ رہ کر وفات پائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ یا وہ مرچکے ہیں اور آنے والے مسیح (نظر بد دور) مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ مرزا ناصر احمد نے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیخ اکبرؒ، ملاعلی قاریؒ وغیرہ وغیرہ حضرات کے نام لئے ہیں کہ یہ غیر تشریعی نبوت کو باقی سمجھتے ہیں۔حالانکہ ان حضرات کی مراد صرف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے وہ ہماری شریعت کو چلائیں گے اور کوئی شریعت نہیں لائیں گے نہ چلائیں گے۔ اس کی خاطر انہوں نے بعض الفاظ لکھے ہیں۔

ناصر احمد کو چیلنج

اگر یہ بات نہیں تو ہم مرزا ناصر احمد صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچا نبی بنا ہے۔

خود مرزا صاحب مذکور نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہوگئی۔آپ خاتم النبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں۔

مرزا جی نے اور خود مرزا ناصر احمد صاحب نے تو یہ بھی اقرار کیا کہ مرزا قادیانی کے بعد بھی قیامت تک کوئی نبی نہ آئے گا تو ساری بحث اس پر کرو کہ سینکڑوں حدیثوں میں مسیح ابن مریم کے نزول اور ساری دنیا پر حکومت کرنے اور چالیس سال کے بعد وفات پا جانے کی حدیثیں غلط ہیں یا صحیح۔

ہم خود شیخ اکبرؒ اور ملاعلی قاری وغیرہ کے ارشادات سے ثابت کریں گے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان میں ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے جب یہ حضرات خود کسی اور کو نبی نہیں مانتے اور انہی مسیح ابن مریم کو آسمان سے نازل ہونے والا بتاتے ہیں تو مرزا قادیانی تو ان کے ہاں بھی جھوٹا ثابت ہو گیا اس لئے ہم اس عنوان کے تحت زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ البتہ ختم نبوت کے عنوان سے جو باب لکھا گیا وہ مرزا ناصر احمد صاحب کے مندرجہ بالا اقرار سے پہلے لکھا گیا۔ناظرین اس کو بھی دیکھ لیں۔

آئندہ صفحات میں ہم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، ان کے دعاوی، توہین انبیاء علیہم السلام، ان کی اخلاقی حالت، جہاد کے بارے میں ان کے کفریہ خیالات، انگریزی دربار میں ان کے عجز و انکسار اور وفاداری کے مشت نمونہ از خروارحوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی

یہ ضلع گورداس پور قصبہ قادیان میں مغل خاندان کا بقول خود گمنام آدمی تھا۔ روزگار کے سلسلہ میں ملازم ہوا۔ مگر ضرورۃ کے تحت مختاری کے امتحان میں شریک ہوا جس میں فیل ہو گیا۔اس زمانے کے مطابق اردو، عربی، فارسی جانتا تھا جب یہ مختاری کے امتحان میں فیل ہوا تو اس نے ایک اور طریقہ اختیار کیا۔ عیسائیوں اور آریوں سے مباحثات شروع کر دیئے اور بعض کتابوں کو چھاپنے کے اشتہارات شائع کر کے عوام سے خوب پیسے بٹورے۔ مبلغ اسلام بنا پھر مجدد و مامور بنا۔ اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور مسیح موعود ہونے کی سختی سے تردید کی (ازالۃ الاوہام) مگر چند ہی دنوں کے بعد مسیح موعود بن بیٹھا یہ اس کی اپنی گھڑی ہوئی اصطلاع ہے۔ کتابوں میں صرف مسیح یا عیسیٰ ابن مریم کا ذکر آتا ہے۔ پہلے پہل اس نے دعوئ نبوت کا انکار کیا بلکہ اس کو کفر ٹھہرایا (حمامتہ البشریٰ) مگر جب خاصے چیلے چانٹے مل گئے تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اپنے معجزات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ بتائے۔ اور دس لاکھ تک کی گپ لگا دی۔ اس کو علم تھا کہ مسلمان قوم میں نبی ہونا مشکل ہے تو اس نے اپنا شوق پورا کرنے کے لئے نزول مسیح ابن مریم والی

حدیث کی آڑ لی مگر چونکہ تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ چلا آرہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہو کر دجال کو قتل کر کے دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ اس لئے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے وفات شدہ ثابت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور پوچ دلائل سے چند فرنگی زدہ افراد کو اپنا پیرو بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور خود مسیح بننے کے لئے اس کو بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ اس نے انگریزوں کے لئے دعائیں کیں اور اشتہارات چھاپ چھاپ کر اور ممانعت جہاد کے مضامین میں لکھ لکھ کر تمام مسلم ممالک میں پھیلائے اب اس کو روپوں کی کیا کمی ہو سکتی تھی۔

مگر اس کو علمائے حق کے مقابلے سے بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ اتنے میں اس کو ایک نابالغ بچی مسماۃ محمدی بیگم سے نکاح کا شوق چرایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتارتے ہوئے اپنی اس وحی کا اعلان کر دیا۔ زوجن کیاہم نے (عرش پر یا آسمان پر) تمہارا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔ شائد اسی نقل اتارنے کی اس کو سزا ملی اور محمدی بیگم کے رشتہ داروں نے اس کی شادی سلطان محمد نامی شخص سے کر دی اس کے بعد مرزا جی پر بڑے بڑے خود ساختہ الہامات ہوتے رہے کہ باکرا ہو یا سیبہ اس کو تمہاری طرف لوٹاؤں گا۔ مگر اس کی بست سالہ جدو جہد اور وحی کی شکل میں ساری پیشگوائیاں غلط ہوئیں۔ اگرچہ مرزا جی نے اعلان کیا کہ اس کے ساتھ میرا نکاح تقدیر مبرم اور اٹل ہے اور اس کے پورے نہ ہونے کی شکل میں میں بد سے بد تر اور جھوٹا ہوں گا۔ مگر آخر کار ۱۹۰۸ء میں یہ نامراد چل بسا۔ اس پیشگوئی نے اس کی لٹیا ڈبو دی۔ اور جھوٹی مسیحت کا بھانڈا پھوڑ کے رکھدیا۔

یہ انگریز کا خاص وفادار آدمی تھا۔ جہاں جہاں انگریز گیا اس کی تحریک بھی گئی۔ ترکی، افغانستان اور حجاز میں نہ جا سکی۔ مصر و شام وغیرہ میں جب تک فرنگی اثرات تھے یہ

دندناتے رہے۔ جب انقلاب آیا ان ممالک نے ان کو خلاف قانون کر ڈالا اور ان کے دفاتر ضبط کر لئے۔ یہودی فلسطین حیفا میں اب تک ان کا دفتر موجود ہے۔

حال ہی میں عالم اسلام کے نمائندوں نے حجاز مقدس میں مرزائیوں کے دعویٰ اسلام کی قلعی کھول دی۔ وائسرائے ہند نے چوہدری ظفر اللہ خان مرزائی کو اپنی ایگزیکٹو کونسل کا ممبر بنایا۔ اب مرزائیوں کو مسلمانوں کے پھنسانے کا خوب موقع ملا۔ پاکستان بنا تو چوہدری ظفر اللہ خان وزارت خارجہ کا قلمدان تھامے ہوئے تھے۔ مختلف آسامیوں پر مرزائیوں کا قبضہ کرایا گیا۔ انگریز گیا تو امریکی حکومت کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ پاکستان میں مذہب کے علمبردار مرزائی ہیں۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں یہ بیان دیا تھا کہ اگر میں ظفر اللہ خان کو نکال دوں گا تو امریکہ گندم نہیں دے گا۔ چوہدری صاحب مذکور نے بیرونی دنیا میں سفارتخانوں کے ذریعے مرزائی بھر دیئے۔ خدا خدا کر کے یہ ملک سے باہر گیا تو بعض دوسرے مرزائیوں نے گل کھلائے۔ آخر کار سیاسی حرکات کی وجہ سے ائیر مارشل ظفر چوہدری کو محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیر اعظم پاکستان نے علیحدہ کر کے کروڑوں مسلمانوں کو مطمئن کیا۔

پاکستان بننے کے بعد انگریزوں کا دخل

ہماری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ پاکستان بننے کے بعد صوبہ سرحد کا گورنر کنگھم انگریز ہو۔ ساری پاکستانی فوج کا کمانڈر انچیف مسٹر گریسی انگریز ہو۔ جبکہ ہندوستان کا گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن تھا۔ مسٹر گریسی کے زمانہ میں مرزائیوں کی ایک فوج بنائی گئی جس کا نام فرقان بٹالین تھا۔ جس کو بعد میں مسلمانوں کے شدید مطالبہ پر مسٹر گریسی نے توڑا۔ مگر بے انتہا تعریف کیساتھ۔ کشمیر کی لڑائی میں میجر جنرل نذیر احمد پیش پیش رہا چوہدری ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا۔ اور آخر کار شہید ملت لیاقت علی خان کے سازش

کیس میں گرفتار ہو کر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ تعجب ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجرم کو لاہور کارپوریشن کا ''میئر'' بنا دیا گیا جس کے خلاف غوث ہزاروی نے مغربی پاکستان اسمبلی ۱۹۶۲ء میں آواز اٹھائی۔

اب اس بیان کی ضرورت نہیں کہ کس طرح مرزائی فرقہ آہستہ آہستہ ہزاروں آسامیوں پر فائز ہو کر مسلمانوں کے لئے مار آستین بنا۔ ہمارے بچوں کے حقوق تباہ ہوئے، عقائد کی جنگ شروع ہوئی جس سے مذہب کو عظیم نقصان پہنچا۔ ایک بات سے اس پر تھوڑی روشنی پڑتی ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں منیر کمیشن کے سامنے کہا کہ جب لیاقت علی خان صاحب مرحوم باہر جاتے تو وزارت عظمیٰ کا قلمدان میرے سپرد کرتے۔

فرنگی نے متحدہ ہندوستان سے جاتے جاتے مرزائی وفاداری کا حق یوں ادا کیا کہ پنجاب کے انگریز گورنر سر موڈی نے ان کو چنیوٹ کے پاس بہت بڑی زمین کوڑیوں کے مول دیدی جو انجمن احمدیہ کے نام وقف ہے۔ مگر مرزا بشیر الدین محمود نے اس زمین کے ساتھ ذاتی جائیداد کا سا معاملہ بنا ڈالا۔ یہیں بہشتی مقبرہ بنایا اور یہیں نبوت کا کاروبار چلایا۔

موجودہ فساد اور اسمبلی

اب جبکہ مرزائیوں نے ۲۹ مئی، ۱۹۷۴ء کو ربوہ سٹیشن پر کالج کے طلبہ پر حملہ کر کے ان کو زد و کوب کیا۔ تو ملک میں جو پہلے ہی سے ان کے خلاف تھا۔ جس کی نشاندہی مسٹر منیر صاحب جج انکوائری کورٹ پہلے سے کر چکے تھے۔ خطرناک ہل چل شروع ہو گئی اور ان کے خلاف دریا آمد آیا۔ ہم نے قومی اسمبلی میں پھر لاہور ٹریبونل کے سامنے یہ کہا کہ ہو سکتا ہے کہ مرزائیوں نے ربوہ سٹیشن کی حرکت پاکستان دشمنوں کی سازش سے کی ہو تاکہ ملک میں فسادات ہوں اور دشمن اپنا اُلو سیدھا کرے۔ اس کا ایک قرینہ ہے جبکہ مرزائیوں نے مسلمانوں کے پر اُمن جلوسوں پر گولیاں چلائیں۔ عوامی حکومت نے عوامی مطالبہ کے پیش نظر اسمبلی سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں مرزائیوں کی مذہبی پوزیشن کا تعین کرے۔

پہلے بطور تمہید کے چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔ پھر مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی جائے گی۔

عقائد فاسدہ کی بھر مار

(۱) مرزا قادیانی نے جب خود مسیح موعود بننے کی ٹھان لی۔ تو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے کے لئے سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور روایات اسلامیہ کا انکار یا ان کی مضحکہ خیز تاویلات کرنی پڑیں۔

(۲) آنے والے مسیح چونکہ نبی تھا اور مرزا جی کا دامن اسلام کے مقتضیات سے بالکل خالی تھا۔ اس لئے اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی آڑ لی اور آپ کا تابع نبی بنا۔

اسی طرح غیر مستقل اور غیر تشریعی نبوت بھی اس کو ثابت کرنی پڑی اور ختم نبوت کی سینکڑوں آیتوں، حدیثوں اور امت کے اجماعی فیصلے کے خلاف رکیک باتیں بنانی پڑ گئیں۔

(۳) چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اہل اسلام کے متفقہ عقیدے کے مطابق آسمان پر زندہ لے جائے گئے۔ تو مرزا جی نے آسمان پر جانے کو محال ثابت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کی معراج جسمانی سے بھی انکار کر دیا۔

(۴) بعضوں کے قول کے مطابق وہ چند منٹ یا چند سکینڈ سو کر آسمان پر اٹھائے گئے اور عیسائیوں نے لکھا پھر زندہ ہو کر آسمان پر لے جائے گئے اسی طرح قرآن پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ حیاء موتی یعنی مردے زندہ کرنے کا ذکر کرتا ہے تو مرزا جی کو ان آیتوں کا بھی انکار کرنا پڑا۔ جن سے دنیا میں حسب فرمان و بیان قرآن مردہ زندہ کرنے کا ذکر ہے اور ایسی آئتیں قرآن میں بہت ہیں۔

(۵) چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات تھے اور یہ بیچارہ خالی خولی تھا۔ اس لئے اس نے سرے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا بھی انکار کر دیا۔

(۶) چونکہ اس کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لئے اس نے باقی انبیاء علیہم السلام اور خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ملوث کرنا چاہا کہ وہ بھی کبھی کبھی اپنی وحی اور الہام کا معنی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ یہاں تک تہمت لگا دی کہ ایک بار چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔

(۷) اس کو مسیح ابن مریم بننے کے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔ کبھی مریم بنا، پھر مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر خود عیسی ابن مریم بنا۔ کبھی روحانی و اخلاقی مماثلت ثابت کر کے مسیح بنا۔ کبھی ابجد کا حساب لڑا کر مسیح بنا۔ کبھی کہا کہ مخالف میرا حیض دیکھنا چاہتے ہیں وہ اب کہاں رہا۔ وہ اب بچہ بن گیا ہے۔ اس طرح مرزا جی نے مریم مرتبہ سے عیسوی مرتبہ میں داخل ہونے کی سبیل نکالی۔ کبھی بروز وحلول کا سہارا لے کر مسیح بنا۔ پھر مسیح کے نزول کی سینکڑوں روایات کے معانی اپنی طرف سے گھڑنے پڑے۔

(۸) چونکہ مرزا جی کو مسیح ابن مریم بننے کا شوق تھا اور ساری امت مسیح ابن مریم حضرت عیسیٰ کے سوا کسی کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی تو اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی آڑ لی۔ اسی لئے آپ کی تمام صفات کا بروز بنا بلکہ اس کو فنا فی الرسول ہونے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متحد الذات ہونے کی گپیں لگانی پڑیں۔

(۹) کبھی مجدد والی روایت کا سہارا لے کر مجدد کہلایا اور کبھی مکالمات الہیہ اور تحدیث کے بہانے محدث اور ناقص نبی بنا۔

(۱۰) اس کو خود مسیح بننا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت کچھ گستاخیاں کیں اور اُن کی وفات ثابت کرنے کے لئے تمام کتابوں میں رطب و یابس جمع کیں۔

(۱۱) وجاہت، اقتدار اور دولت کا چسکہ لگ جائے تو بات کہیں روکنے سے رکتی نہیں، چنانچہ مرزا جی ہندوؤں کو ساتھ ملانے کے لئے کرشن کا اوتار بنے۔ اسی طرح رودر گوپال بھی بنا۔ اور سکھوں کے لئے جے سنگھ بہادر بھی۔ اس نے مہدی، مسیح بلکہ تمام پیغمبروں کے نام اپنے اوپر چسپاں کئے۔

(۱۲) حقیقۃ الوحی میں یہ وحی بھی اپنے اوپر اتروائی ''آوہن'' جس کا معنی بھی خود مرزا جی نے کیا کہ ''خدا تمہارے اندر اتر آیا ہے'' معاذ اللہ وہ کون سا کفر ہے کہ جو مرزا جی نے اختیار نہ کیا ہو۔

(۱۳) **خدائی کا دعوی**:۔ اور جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے چلے جاتے ہیں تو یہاں تک کہہ دیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں پھر میں نے زمین و آسمان پیدا کئے۔ (ظاہر ہے کہ پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے تو اب اس

وحی کو آپ خود دیکھیں شیطانی ہے یا رحمانی) (آئینہ کمالات اسلام صفحہ۔۵۶۴)۔

دعویٰ یہ ہے کہ میں پیغمبر ہوں ۔مگر پیغمبر دین کا محافظ ہوتا ہے ۔کسی پیغمبر نے ایسا خواب یا کشف بیان نہیں کیا۔

(۱۴) چونکہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں آخری وقت میں اسلام کی عالم گیر فتح مروی ہے اور مرزا جی انگریزوں کے دعا گو تھے اس لئے فتح سے روحانی اور مباحثے کی فتح مراد لی اور اس کے مریدوں نے روحانی فتح کو خوب ہوا دی۔ مگر اس میں بھی چاروں شانے چت رہا۔ علمائے حق نے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔

اور باوجود سرکاری سرپرستی کے مرزائی کسی جگہ کامیاب مقابلہ ومناظرہ نہ کر سکے ۔ بھاگ بھاگ کر روحانی فتح کا نقارہ بجاتے رہے ۔ جیسے پہلے جنگ عظیم میں کسی نے کہا تھا کہ فتح انگلش کی ہوتی ہے ۔قدم جرمن کا بڑھتا ہے۔

(۱۵) ہمارے پاس کسی کے الہام، کسی کی وحی، کسی کے کشف اور کسی کے دعوے پرکھنے کے لئے قرآن وحدیث ہی تھے ۔مگر مرزا قادیانی نے حیات مسیح کے سلسلہ میں حدیث کا قصہ یوں ختم کیا۔اس نے لکھا ''میں حکم بن کر آیا ہوں مجھے اختیار ہے ۔ حدیثوں کے جس ڈھیر کو چاہوں خدا سے وحی پا کر ردی کر دوں چاہے ایک ہزار حدیث ہوں۔ دیکھو حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ۔۱۴۵ اسی طرح اعجاز احمدی صفحہ۔۲۹۔

اب حدیث سے بھی اس کو نہیں پرکھا جا سکتا۔ بس آنکھیں بند کرکے اس پر ایمان لانا ہوگا ورنہ ستر کروڑ مسلمان مرزا جی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو

جائیں گے ۔قرآن وحدیث سے کسی الہام یا انسان کو پرکھنے کا راستہ تو اس نے بند کر دیا اب جو چاہے کرے۔دینی بحث سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مبارک صحابہؓ سے منقول روایات کے ذریعے ہوسکتی ہے ۔ دین ہے ہی وہ جو پیچھے سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے ۔مگر مرزا جی نے اپنی کتاب اربعین نمبر۴ صفحہ۔۲۵ پر لکھدیا ہے کہ مجھے خدا نے مسیح کر کے بھیجا اور بتا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسے کہ توریت، انجیل اور قرآن پر۔

(۱۶) افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سخت کلامی اور تشدد میں مذہبی حدود کے اندر رہنا کافی نہ سمجھا بلکہ اس نے اپنی تحریرات میں وہ طریقہ اختیار کیا جو کسی طرح دائرہ تہذیب میں نہیں آ سکتا ۔حالانکہ اس کا دعویٰ نبوت اور مسیحت کا تھا اور وہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات واخلاق اپنے اندر جذب ہونے کا بھی مدعی تھا ۔اس نے ظاہری طور پر سہی مگر اپنے جھوٹے دعوؤں کی لاج نہ رکھی ۔(چنانچہ اس کی گالیاں بطور ضمیمہ علیحدہ آپ ملاحظہ کریں)۔

(۱۷) **عین محمد ہونے کا دعویٰ:** اس بل بوتے پر مرزا قادیانی دعویٰ کرتے ہوئے توضیح الحرام میں لکھتے ہیں۔ کہ میں عین محمد ہوں اس طرح مہر نبوت نہ ٹوٹی اور محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کیا زبردست چور ہے کہ مہر بھی نہ ٹوٹی اور مال بھی چرا لے گئے)۔ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ جو کہا ہے کہ میں عین محمد ہوں واقعی وہ دو شخص

نہیں ایک ہی ہیں۔ تو یہ صاف غلط اور مشاہدے کے خلاف ہے۔ اور اگر دو ہیں تو مہر نبوت ٹوٹ گئی اور یہ کہنا غلط ہوا کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک مرزا جی میں آئی گی تو یہ ہندوؤں کا عقیدہ تناسخ ہے جو قطعاً باطل ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی آپ کے اخلاق و صفات کے مظہر ہیں تو اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی غلط بیانی نہیں ہو سکتی کیونکہ جس پیغمبر کے اخلاق و عادات کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کی ہمسری کا دعویٰ مندرجہ بالا حوالہ جات و واقعات والا شخص کرے۔ یہ قطعاً صحیح نہیں۔

(۱۸) ظاہر ہے کہ ظل (سایہ) اور ذی ظل (جس کا سایہ ہے) قطعاً ایک نہیں ہو سکتے۔ سایہ میں وہ تمام صفات نہیں آ سکتی۔ اور اگر کوئی شخص بعض صفات کی وجہ سے عین محمد بنے تو ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا جی نے اربعین صفحہ ۴ یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہیں (۱) رب العالمین سب کو پالنے والا (۲) رحمان بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام۔ انعام و کرام کرنے والا اور خدمت کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہی ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرے۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظلی طور پر خدا اور عین خدا ہو گئے؟ یہ سب غلط اور ھذیان صرف نبی بننے کے شوق کو پورا کرنا ہے۔

(۱۹) ایک بات اس سے معلوم کہ جب مرزا جی کہتے ہیں کہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی اور مہر نبوت نہیں ٹوٹی تو وہ اس بات کے معترف ہو گئے کہ نبوت تو ختم ہے اور کوئی جدا شخص نبی نہیں بن سکتا۔ رہ گیا میں تو میں عین محمد ہوں مجھ میں اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی نہیں ہے۔ میں بالکل وہی ہوں (یہ منہ اور مسور کی دال)۔

جناب چیئرمین: اب ہم چائے کے لئے وقفہ کرتے ہیں اور پھر گیارہ بجکر بیس منٹ پر دوبارہ شروع کریں گے۔

مولانا عبدالحکیم: جی، جناب؟

جناب چیئرمین: ہم چائے کے لئے وقفہ کرتے ہیں اور پھر گیارہ بجکر بیس منٹ پر شروع کریں۔

مولانا عبدالحکیم: بہت اچھا، جیسا آپ حکم فرمائیں۔

[The Special Committee adjourned for tea break to meet at 11.20 a.m.]

[The Special Committee re-assembled at 11.20 a.m., Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.]

جناب چیئرمین: مولانا عبدالحکیم! مولانا صاحب! کم از کم ڈیڑھ بجے تک ہم بیٹھیں گے۔ اگر آپ تھک جائیں تو بتا دیں، تو ہم ایک بجے دس منٹ کا بریک کر لیں گے۔ ممبر صاحبان کھسکنا شروع نہ ہو جائیں۔

مولانا عبدالحکیم:

دعاوی مرزا

ماخوذ از کتاب دعاوی مرزا

تصنیف

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ

یوں تو مہدی بھی ہو عیسےٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مرزائی فرقہ ایک عجیب چیستان ہے اس کے دعوے اور عقیدہ کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا جس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ اس فرقہ کے بانی مرزا قادیانی نے خود اپنے وجود کو دنیا کے سامنے لاینحل معمے کی شکل میں پیش کیا ہے اور ایسے متناقض اور متضاد دعوے کئے کہ خود ان کی اُمت بھی مصیبت میں ہے کہ ہم اپنے گروہ کو کیا کہیں۔ کوئی تو ان کو مستقل صاحب شریعت نبی کہتا ہے کوئی غیر تشریعی نبی مانتا ہے اور کسی نے ان کی خاطر ایک نئی قسم کا نبی لغوی تراشا ہے اور ان کو مسیح موعود مہدی۔ اور لغوی یا مجازی نبی کہا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ مرزا صاحب کا وجود ایک ایسی چیستان ہے جس کا حل نہیں۔ انہوں ے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ متعیّن کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا صاحب انسان ہیں یا اینٹ پتھر۔ مرد ہیں یا عورت۔ مسلمان ہیں یا ہندو۔ مہدی ہیں یا حارث۔ ولی ہیں یا نبی۔ فرشتے ہیں یا دیو۔

نوٹ : ’’اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کر دے کہ یہ عبارت مرزا صاحب کی نہیں ہے تو فی عبارت دس (10) روپے انعام‘‘۔

مرزائیوں کے تمام فرقوں کو کُھلا چیلنج

اس لئے دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی اُمّت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ بھی متعین نہیں کر سکتے کہ مرا صاحب کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں اور کیا ہیں۔ دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہم مرزا صاحب کی تحریرات کو بغور پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی ایک گہری چال ہے۔ وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی۔ اس لئے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے اور جب دیکھا کہ قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کے ہر دعویٰ کو مان لیں تو پھر کھلے بندوں۔ نبی رسول۔ خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے اور ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی بھی تمہید ڈال دی تھی۔ جس کی تصدیق عبارات مذکورہ نمبر ۲۶ لغایت نمبر ۳۰ سے بخوبی ہوتی ہے۔ لیکن قسمت سے عمر نے وفا نہ کی ورنہ مرزائی دنیا کا خدا بھی نئی روشنی اور نئے فیشن کا بن گیا ہوتا۔ خود مرزا صاحب کی عبارات ذیل اس تدریجی ترقی اور اس کے سبب ہمارے دعویٰ کی گواہ ہیں۔

نصرۃ الحق کے صفحہ ۵۳ پر فرماتے ہیں۔ میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا (اور پھر فرماتے ہیں) علاوہ اس کے اور مشکلات یہ معلوم ہوئیں کہ بعض امور اس دعوت میں ایسے تھے کہ ہرگز امید نہ تھی کہ قوم ان کو قبول کر سکے اور قوم پر تو اس قدر بھی امید نہ تھی کہ وہ اس امر کو بھی تسلیم کر سکیں کہ بعد زمانہ نبوت وحی غیر تشریعی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔

نیز حقیقۃ الوحی کی عبارت ذیل بھی خود اس تدریجی ترقی کی شاہد ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرزا صاحب ختم نبوت کے قائل تھے اور اپنے کو نبی نہیں کہتے تھے۔ بعد میں ارزانی غلہ نے نبی بنا دیا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ وصفحہ ۱۵۰۔

اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کے متعلق ظاہر ہوتا تھا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which has accupied by (Prof. Ghafoor Ahmad.)]

مولانا عبدالحکیم : اس کے بعد ہم مرزا صاحب کے دعاوی خود ان کی تصانیف سے معہ حوالہ صفحات نقل کرتے ہیں جو دعوے متعدد کتابوں اور مختلف مقامات میں موجود ہیں۔ بغرض اختصار عبارت تو ان میں سے ایک ہی نقل کر دی گئی ہے باقی حوالہ صفحات درج کر دیئے گئے ہیں۔

مبلغ اسلام اور مصلح ہونیکا دعویٰ

یہ عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ بنی اسرائیل مسیح کے طرز پر کمال مسکینی وفروتنی وغربت وتذلل وتواضع سے اصلاح خلق کے لئے کوشش کرے۔ خط مندرجہ "مقدمہ براہین احمدیہ صفحہ ۸۲"۔

مجدّد ہونے کا دعویٰ

اب بتلا دیں کہ اگر یہ عاجز حق پر نہیں ہے تو پھر وہ کون آیا جس نے اس چودھویں صدی کے سر پر مجدّد ہونے کا ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۴/۶۶ خورد /کلاں حصہ اولیٰ۔

محدّث ہونے کا دعویٰ

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس اُمّت کے لئے محدث ہو آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت نامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ "ازالہ اوہام ۱۷۴/۴۲۰ خورد/ کلاں۔ توضیح المرام صفحہ ۹۔"

امام زمان ہونے کا دعویٰ

میں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہو گا۔ "حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۹ ضرورۃ الامام صفحہ ۲۴ کتاب البریہ صفحہ ۷۶۔

مہدی ہونے کا دعویٰ

اشتہار معیار الاخیار و ریویو آف ریلیجز نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۰۷ وغیرہ۔ یہ دعویٰ مرزا صاحب کی اکثر تصانیف میں بکثرت موجود ہے اس لئے نقل عبارت کی حاجت نہیں۔

خلیفہ الٰہی اور خدا کا جانشین ہونے کا دعویٰ

میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا۔ کتاب البریہ صفحہ ۷۶۔

حارث مددگار مہدی ہونے کا دعویٰ

واضح ہو کہ یہ پیشن گوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حارث ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی۔ الہامی طور پر مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشن گوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا۔ دراصل ان دونوں کا مصداق یہ ہی عاجز ہے۔ ازالہ صفحہ ۷۹/۳۳ خورد/ کلاں۔

نبی امتی اور بروزی وظلی یا غیر تشریعی ہونے کا دعویٰ

اور چونکہ وہ محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں۔ اس سے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ منقول از ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶۸ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴۔

نبوت و رسالت اور وحی کا دعویٰ

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء صفحہ ۱۱ حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔

نیز یہی مضمون اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ اور نزول المسیح صفحہ ۹۹ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲ و صفحہ ۱۰۷ و انجام آتھم صفحہ ۶۲ و حقیقۃ النبوۃ لمرزا محمود صفحہ ۲۰۹ صفحہ ۲۱۴ وغیرہ وغیرہ کتابوں میں بکثرت موجود ہے۔

اپنی وحی کی بالکل قرآن کے برابر واجب الایمان ہونے کا دعویٰ

میں خدا کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ ایضاً صفحہ ۲۱۱ انجام آتھم صفحہ ۶۲۔

سارے عالم کے لئے مدار نجات ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ اپنی امّت کے سوا امّت محمدیہ کے چالیس کروڑ مسلمان کافر و جہنمی ہیں

"کفر دو قسم پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کے باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا و رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا و رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ

دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں''۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ اور اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسن غیر مقلد کو دعوتِ دین اسلام کی گئی۔ اربعین نمبر۴ حاشیہ صفحہ ۱۱ اور فرماتے ہیں اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بعیت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا (اربعین نمبر۴ صفحہ۶) یہی دعویٰ سیرت الابدال صفحہ ۴۱ انجام آتھم وغیرہ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

مستقل تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ اور یہ کہ وہ احادیث نبویہ پر حاکم ہے جس کو چاہے قبول کرے اور جس کو چاہے ردی کی طرح پھینک دے

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهر علی الدین کلهٗ اعجاز احمدی صفحہ ۷ اس عبارت میں نبوت تشریعیہ کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے (اور فرماتے ہیں) اگر یہ کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کئے۔ وہ صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضو امن البصار هُم یحفظوا فروجهم۔

ذالك از کی لهم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہیں بھی اور اس پر ۲۳ برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسے ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی الخ (اربعین نمبر۴ صفحہ۶) پھر فرماتے ہیں چونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی اس لئے الخ اربعین صفحہ ۶ وار بعین نمبر ۳ صحفہ ۳۶ میں بھی یہ دعویٰ موجود ہے اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ وہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق میں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ وصفحہ ۳۱ وصفحہ ۲۹ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰ مع تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰۔

اپنے لئے دس لاکھ معجزات کا دعویٰ

اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ اور براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ میں دس لاکھ معجزات شمار کئے ہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ ایضاً صفحہ ۱۳۶ ایضاً ۱۳۷ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ ایضاً صفحہ ۵۸ اعجاز احمدی صفحہ ۱ وصفحہ ۲۔

تمام انبیاء سابقین سے افضل ہونے کا دعویٰ اور سب کی توہین

بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت

کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۶ وصفحہ ۱۳۷۔

آدم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو اس کلام میں آدم علیہ السلام قرار دیا ہے یا آدم اسکن انت وزوجك الجنة اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۳ و نزول المسیح صفحہ ۹۹ کتاب البریہ صفحہ ۸۶۔

ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

آیت واتخذوامن مقام ابراهیم مصلی اس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدؐیہ میں بہت فرقہ ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہو گا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا جو اس ابراہیم کا پیرو کار ہوگا۔ اربعین نمبر۳ صفحہ ۳۲۔

نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، یعقوب علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، داؤد علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، شیث علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، یوسف علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، اسحٰق علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے نام کا میں مظہراتم ہوں،

یعنی ظلی طور پر میں محمدؐ اور احمد ہوں۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ نزول المسیح صفحہ ۴۸ وصفحہ ۴۸ و صفحہ ۴۹ ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۳ براہین احمدیہ۔

یحییٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ، اسمٰعیل علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

پنجم صفحہ ۹۰ وتتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵۔

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ

اس خدا کی تعریف جس نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ اربعین نمبر۳ صفحہ ۲۳ یہ دعویٰ تو تقریباً سب ہی کتابوں میں موجود ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اور ان کو مغلظات بازاری گالیاں

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ دافع البلاء صفحہ ۲۰ ،خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح بن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ وصفحہ ۱۵۳۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷۔ پس اس نادان

اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ ازالہ کلاں صفحہ ۳ اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ وصفحہ ۱۴ ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۲ وصفحہ ۱۳۳ وکشتی نوح صفحہ ۱۶۔

نوح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ اور ان کی توہین

اور خدائے تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۷۔

مریم علیہا السلام ہونے کا دعویٰ

پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد میں اس کو ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۲ حاشیہ براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۶ وکشتی نوح صفحہ ۴۶ وصفحہ ۱۴۷ ازالہ صفحہ ۴۱۸ خورد/۱۷۳ کلاں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ برابری کا دعویٰ

یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس نام محمدؐ واحمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ ایک غلطی کا ازالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۵۶ بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و اخرین منھم لما یلحقوابھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ وصفحہ ۸۶ وصفحہ ۷۹ وصفحہ ۸۱

میں اکثر ان اوصاف کو اپنے لئے ثابت کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مخصوص ہیں۔ نیز ازالہ صفحہ ۲۵۳ میں بھی۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ افضل ہونے کا

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے۔ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۰۔

اور اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

له خسف القمرالمنیر و ان لی۔ غسا القمران المشرقان اتنک۔

اس کے لئے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ اعجاز احمدی صفحہ ۷۱۔ اس میں آپ پر فضیلت کے دعوے کے ساتھ معجزہ شق القمر کا انکار اور توہین بھی ہے۔

میکائیل ہونے کا دعویٰ

اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔ حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵۔

خدا کے مثل ہونے کا دعویٰ

اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند حاشیہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵۔

اپنے بیٹے کے خدا کا مثل ہونے کا دعویٰ

انا نبشرك بغلام مظهر الحق و العلیٰ كان الله نزل من السماء استفتا ۔ صفحہ ۸۵۔

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

انت منی بمنزلته اولادی۔ حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹

اپنے اندر خدا کے اُتر آنے کا دعویٰ

آپ کو الہام ہوا آوا ہن جس کی تفسیر کتاب البریہ صفحہ ۷۶ پر خود ہی یہ کرتے ہیں کہ خدا تیرے اندر اُتر آیا۔

خود خدا ہونا بحالت کشف اور زمین و آسمان پیدا کرنا

اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہ ہی ہوں (پھر فرماتے ہیں) اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے (پھر فرماتے ہیں) اور اس حالت میں۔

یوں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاءِ حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زينا السماء الدنيا بمصابيح۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت

کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہوئے۔ کتاب البریہ صفحہ ۷۸ وصفحہ ۷۹ و آئینہء کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و اخبار الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء۔

مرزا جی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہو جانا

منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے اپنی متواتر نعمتیں جو مجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۸۔

حاملہ ہونا

عبارت مذکورہ حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و کشتی نوح صفحہ ۴۷ حاشیہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۴۹۶۔

حجر اسود ہونے کا دعویٰ

الہام یہ ہے۔ یکے پائے من مے بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔ حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵۔

سلمانؓ ہونے کا دعویٰ

الہام ہوا۔ انت سلمان ومنی یا ذالبرکات ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ۵ نمبر ۴ بابت اپریل ۱۹۰۶ء۔

کرشن ہونے کا دعویٰ

حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ آریہ قوم کہ الگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔ آہ۔

آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵ اور یہ دعوے صرف میرے طرف سے ہی نہیں بلکہ خدا نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ چونکہ آریوں کا بادشاہ بنا ظاہری طور سے بھی آسان نہ تھا اس لئے اس کے بعد الہام کی تفسیر یوں فرماتے ہیں اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔

یہ ہے عمر عیار کی زنبیل جس کے چوالیس مظاہر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (محمد شفیع دیوبندی)

توہین انبیاء علیہم السلام

یوں تو دعاوی مرزا کے زیر عنوان بعض حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن مشت نمونہ از خردار چند اور حوالے بھی ملاحظہ کئے جائیں۔

مرزا جی نبی نہیں تو پھر کوئی بھی نبی نہیں ہوا

(۱) ''حضرت موسیٰ اور مسیح کی نبوت جن دلائل اور جن الفاظ سے ثابت ہے ان سے بڑھ کر دلائل اور صاف الفاظ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق موجود ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں کوئی نبی ہوا ہی نہیں۔'' (حقیقۃ النبوۃ حصہ اول صفحہ ۲۰۰) (مرزا جی) آیت فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الامن ارتضی من رسول کا مصداق ہے (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۰۲)۔

انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین

(۲) ''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے''۔ چشمہء معرفت صفحہ ۳۱۷۔

مزید توہین انبیاء علیہم السلام

(۳) ''اور اگر کہو کہ اس وحی کے ساتھ جو اس سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ہوئی تھی۔ معجزات اور پیشگوئیاں ہیں تو اس جگہ اکثر گزشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگویاں موجود ہیں بلکہ بعض گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور پیشگوئیوں کو ان معجزات اور پیشگوئیوں سے کچھ نسبت نہیں۔'' (بحوالہ تتمہ حقیقۃ النبوۃ مصنفہ مرزا محمود صفحہ ۲۹۲)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کلی

(۴) حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنے آپ کو مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل اس لئے نہیں قرار دیا کہ آپ کو معلوم ہوگیا کہ غیر نبی نبی سے افضل ہوتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی وحی نے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا اور وہ بارش کی طرح آپ پر نازل ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ آپ نے تریاق القلوب والے عقیدہ کو بدل دیا کیونکہ آپ نے تریاق القلوب میں لکھا تھا کہ مسیح سے میں صرف جزوی فضیلت رکھتا ہوں اور بعد میں فرمایا کہ میں تمام شان میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۷ حصہ اوّل)۔

[At this stage Prof. Ghafoor Ahmad vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Shaibzada Farooq Ali)].

مولانا عبدالحکیم: حضرت عیسیٰؑ سے میری افضلیت پر اعتراض شیطانی وسوسہ ہے

(۵) آپ (مرزاجی) نہ صرف یہ کہ مسیح سے اپنے افضل ہونے کا ذکر فرماتے ہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کے حضرت مسیح سے افضل ہونے پر اعتراض کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ اور یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نبی نہیں کہلا سکتے۔ خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۱)

حضرت عیسیٰؑ کی صریح توہین اور قرآن پر بہتان

(۶) لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (حاشیہ دافع البلاع صفحہ ۵)

اس حوالے سے چند باتیں ثابت ہوئیں (۱) پہلی یہ کہ مرزا قادیانی نے جو توہین یسوع مسیح کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ وہ مرزا نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی توہین کی ہے۔ (۲) دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزامات کی تصدیق خود خدا تعالیٰ نے بھی کر دی ہے ورنہ کسی پیغمبر پر غلط الزام کی تو خدا تعالیٰ صفائی کیا کرتے ہیں۔

جناب نبی کریم علیہ السلام کی توہین

(۷) ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولدلہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خاص ''تزوج ہے جو بطور نشان ہو گا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔'' (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۳۷)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو محمدی بیگم کی محبت نے اندھا بہرا کر دیا تھا۔ اس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملوث کرنے کی کوشش کی کہ گویا حضور نے بھی محمدی بیگم کے نکاح کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اشارہ کر رہے تھے۔ کہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئے گی اور یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کبھی نہ آئے گی۔

قرآن میں مرزا کا نام احمد ہے

(۸) حضرت مسیح موعود کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے، چنانچہ ایک جو آیت مبشراً من بعد اسمیتہ احمد سے ثابت ہے کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ رسول رکھتا ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۸)۔

ایضاً

(۹) ''دوسری آیت جس میں مسیح موعود کو رسول قرار دیا ہے وآخرین منھم لما یلحقو ابھم کی آیت ہے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث بتائے گئے۔ پس ضروری ہے کہ دوسرا بعث بھی رسالت کے ساتھ ہو۔'' (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۹)۔

مرزا جی کی اخلاقی حالت

مرصع اور مغلظ گالیاں

(۱) اے بدذات فرقہ مولیان، تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہود یانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو، تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۱)۔

(۲) مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵)۔

(۳) بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے "شتر مرغ" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۸)

میرے مخالف جنگل کے سؤر ہیں

(۴) اِنَّ العدیٰ صَارُوْ اَخنازَ یر اْلفلَا ونساء ھُمْ مِّنْ دُوْ نھنَّ الْا اکلُبُ

ترجمہ : میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰)۔

مولوی سعد اللہ کی نسبت

(۵) مولوی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرماویں :-

وَمِنَ اللّئَامِ اریٰ رُجَیْلاً فَاسقًا غَوْلاً لعِیْناً نُطفة السُّفَھَاءِ۔

اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ۔

شَکِسٌ خَبِیثٌ مُفْسِدٌ وَّمَزَوِّرٌ نَحسٌ یُسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجَھْلَاءِ۔

بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذَیتَنِي خَبِیثاً فَلَستُ بِصَادِقٍ اِن لَم تَمُت بِالخِزیِ یاَ اِبنَ بغَاء

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے۔ پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہو (اے نسل بدکاراں) تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴ وصفحہ ۱۵۔

میرے مخالف کنجریوں کی اولاد ہیں

(۶) تلکَ کُتُبٌ "یَنظُرُ اِلَیھاَ کُلُّ مُسلِمٍ بِعَینِ المُحَبَّۃِ وَ المُوَدَّۃِ وَیَنتفعُ مِن مَعارِفِھَا وَیُقبِلُنِي وَیُصَدِّقُ دَعوَتِي اِلَّا ذُرِّیَّۃَ البغَایَا۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۴۷)

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے۔

اے مردار خور مولویو اور گندی روحو!

بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں ...... دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو تم پر افسوس کہ تم نے میری عداوت کے لئے اسلام کی سچی گواہی کو چھپایا۔

اے اندھیرے کے کیڑو ...... سو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی۔ (انجام آتھم صفحہ ۳۰۵)۔

چور، قزاق، حرامی

ہم ۱۸۵۷ء کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانے کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں، جنھوں نے عام طور پر مہریں لگا دی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہتے تھے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جن میں نہ رحم تھا نہ عقل، نہ اخلاقانہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اس کا نام جہاد رکھا۔ (حاشیہ ازالہء اوہام صفحہ ۲۹۵)۔

حرامی، بدکار

اس گورنمنٹ ...... اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا یہ مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت (یعنی گورنمنٹ برطانیہ) کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ ۳)۔

مولوی سعد اللہ

اے عورتوں کے عار ثناء اللہ کب تک مردانِ جنگ کی طرح پلنگی دکھائے گا۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۸۳)۔

حضرت امام حسینؓ کی نسبت

کربلا ایست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم (درثمین صفحہ ۲۸۷)

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۸۲)۔

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو پس یاد کر لو۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۶۹)۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی نسبت

اندھا شیطان اور گمراہ دیو۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۵۲)۔

(اسی کے ساتھ مولوی نذیر حسین، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا عبدالحق دہلوی، محمد حسن امروہوی پر بھی مذکور کتاب میں تبرّا کیا ہے)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کی نسبت

- مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔
- اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے۔
- کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے جھوٹ بنا لیا ہے۔ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے۔
- جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہوگیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل بے قرار تھا۔
- تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے متکبر۔
- اے دیوتو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار خدا سے ڈر کیوں دلیری کرتا ہے۔
- اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی، مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں (اعجاز احمدی صفحہ ۷۵،۷۶،۷۸،۷۹)۔

شیعہ عالم علی جائیری کی نسبت

میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۶۸)۔

مسلمانوں سے بائیکاٹ

حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے (برکات خلافت صفحہ ۷۵ بحوالہ قادیانی مذہب) ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کی طرح غیر احمدی بچوں کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۲ ملائکتہ اللہ صفحہ ۴۶)۔

مرزا جی کی گالیاں

بحساب حروف تہجی

اب ہم مرزا جی کی گالیاں اور ان کے ''ستھرے الفاظ'' ابجد کے طریقے پر الف سے یاء تک نقل کرتے ہیں تا کہ مرزائی پڑھ کر لطف اٹھائیں۔

الف: ''اے بدذات[1] فرقہ مولویان۔تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالا نعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے نیم دہریہ۔ ابولہب۔ اسلام کے دشمن۔ اسلام کے عار مولویو۔ اے جنگل کے وحشی۔ اے نابکار۔ ایمانی روشنی سے مسلوب۔ احمق مخالف۔ اے پلید دجال۔ اسلام کو بدنام کرنے والے۔ اے بدبخت۔ مفتریو۔ اعمیٰ۔ اشرار۔ اول کافرین۔ اوباش اے بدذات خبیث دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی''۔

ب پ: بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع۔ پاگل۔ بدذات۔ بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بے حیائی سے بات بڑھانا۔ بددیانت۔ بے حیاانسان۔ بدذات فتنہ انگیز۔ بدقسمت منکر۔ بدچلن۔ بخیل۔ بداندیش۔ بدطینت۔ بدبخت قوم۔ بدگفتار۔ بدباطن۔ باطنی جذام۔بخل کی سرشت والے۔ بیوقوف جاہل۔ بیہودہ۔ بدعلماء۔ بے بصر۔

ت: تمام دنیا سے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقویٰ و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر ولعنت کی جھاگ مُنہ سے نکالنے کے لئے۔

---

[1] تمام فرقہ مولویاں کو بدذات بتا کر مرزا صاحب نے اپنی نیکذاتی کا ثبوت دیا ہے۔ مولویوں کا فرقہ وہی ہے جس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس نے میری اُمت کے علماء کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ اور جس نے ان کی اہانت و ہتک کی۔ اس نے میری ہتک کی۔ ایک اور حدیث میں علماء کو وارث انبیاء بھی فرمایا ہے۔

ث: ثصلب لومڑی۔ ثم اعلم ایھا الشیخ الضال والدجال البطال۔

ج چ: جھوٹ کی نجاست کھائی۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہل وحشی۔ جادہ صدق وثواب سے منحرف و دور۔ جعلساز۔ جیتے ہی جی مر جانا۔ چوہڑے۔ چمار۔

ح: حمار۔ حمقا۔ حق و راستی سے منحرف۔ حاسد۔ حق پوش۔

خ: خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خطا کی ذلت انہی کے مُنہ پر۔ خالی گدھے۔ خائن۔ خیانت پیشہ۔ خاسرین خالیته من نور الرحمن۔ خام خیال۔ خفاش۔

دڈ: دل سے مجذوم۔ دھوکادہ۔ دیانت ایمانداری راستی سے خالی۔ دجال دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن دلی تاریکی۔

ذ۔ ذلت کی موت۔ ذلت کے ساتھ پردہ داری۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دیں گے۔

ر: رئیس الدجالین۔ ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ۔ روباہ باز۔ رئیس المتصلفین۔ راس المعتدین۔ راس الغاوین۔

ز: زہرناک مادے والے۔ زندیق۔ زور کم یفشوالی مواحی الزورا۔

س: سچائی چھوڑنے کی لعنت انہی پر برسی۔ سفلی ملا۔ سیاہ دل منکر۔ سخت بے حیا۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سیادہ لوح۔ سافسی۔ سفہا۔ سفلہ۔ سلطان المتکبرین الذی اضاع دینہ بالکبر والتوہین۔ سگ بچگان۔

ش: شرم و حیا سے دور۔ شرارت۔ خیانت و شیطانی کارروائی والے۔ شریف از سفلہ نمے ترسد۔ بلکہ از سفلگئی اومے ترسد۔ شریر مکار۔ شیخی سے بہرہ ہوا۔ شیخ بخدی۔

ص: صدر القناۃ نیوش صدر کی ضربہ وریک رمانی بحار دماء۔

ض: ضال۔ ضررھم اکثر من ابلیس لعین۔

ط: طالع منحوس۔ طبتم نفسا بالغاء الحق والدین۔

ظ: ظالم۔ ظلمانی حالت۔

ع: علماء السوء عداوت اسلام۔ عجب و پندار والے۔ عدو العقل۔ عقارب۔ عقب الکلب۔ عدوہا۔

غ: غول الاغوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔

ف: فیمت یا عبدالشیطان۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ۔ فرعونی رنگ۔

ق: قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قسمت قلوبھم۔ قد سبق الکل فی الکذب۔

ک گ: کتے۔ گدھا۔ کینہ ور۔ گندے اور پلید فتوئ والے۔ کمینہ۔ گندی کارروائی والے۔ کہماء (مادرزاد اندھے) گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی۔ گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہو جا۔ کج دل قوم۔ کوتاہ نظر۔ کھوپری میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جاویں گے۔ گندی روحو۔

ل: لاف وگزاف والے۔ لعنت کی موت۔

م: مولویت کو بدنام کرنے والو۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے۔ منافق۔ مفتری۔ مورد غصب۔ مفسد۔ مرے ہوئے کیڑے۔ مخذ دل۔ مہجور۔ مجنون۔ مغرور۔ منکر۔ محبوب مولوی۔ مگس طینت۔ مولوی کی بک بک۔ مردار خور مولویو۔

ن: نجاست نہ کھاؤ۔ نا اہل مولوی۔ ناک کٹ جائے گی۔ ناپاک طبع لوگوں نے۔ نابینا علماء۔ نمک حرام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم۔ نفرتی و ناپاک شیوہ۔ نادان متعصب۔ نالائق۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نا اہل حریف۔ نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خوری کا شوق۔

و: وحشی طبع۔ وحشیانہ عقائد والے۔

ہ: ہامان۔ ہالکین۔ ہندوزادہ۔

ی: یک چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ یاایھا الشیخ الضال و المفتر ی البطال۔ یہود کے علماء۔ یہودی صفت وغیرہ وغیرہ (ازعصائے موسیٰ)

جہاد اور مرزا جی کے کفریہ خیالات

جہاد حرام ہے

(۱) اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال   دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹) مطبع ضیاء الاسلام (پریس قادیان)

دین کے لئے جنگ ختم ہے

(۲) اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے   دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(۳) اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے   اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

جہاد کرنے والا خدا کا دشمن ہے

(۴) دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد   منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۹)

تلوار کا جہاد سراسر غلط اور نہایت خطرناک ہے

(۵) ''مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں''۔ (ستارہ قیصر صفحہ ۸)

قرآن میں جہاد کی ممانعت ہے

(۶) ''قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ''۔

(ستارہ قیصر صفحہ ۸)

میں جہاد کو ختم کرنے آیا ہوں

(۷) ''میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب اس تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۴)

میرا آنا دینی جنگوں کے خاتمہ کے لئے ہے

(۸) ''صحیح بخاری کی ایک حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنی جب مسیح آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا''۔

(گونمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۵)

جہاد قبیح اور حرام ہے

(۹) لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے   اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے۔

(ضمیمہ گولڑویہ صفحہ ۴۲)

جہاد کی شدت کم ہوتے ہوتے مرزا جی کے وقت قطعاً موقوف ہو گیا

(۱۰) ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان نہ لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا۔ اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا۔ اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا''۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵)

ان عبارات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی نے قرآن و حدیث کا ایک حکم منسوخ کیا، جبکہ حدیث میں ہے۔ الجہاد ماضٍ الیٰ یوم القیامتہ۔ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔

مرزا جی نے بخاری سے بھی استدلال کیا ہے جہاں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لئے فرمایا۔ ویضع الحرب بعض میں ویضع الجزیتہ ہے ۔جس کا مطلب یہ ہے کہ کفار مغلوب ہو جائیں گے اور جو باقی ہوں گے وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے جیسے کہ حدیث میں ہے تو جزیہ کافر رعایا سے لیا جاتا ہے۔ اب جب سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ تو جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اہلِ عالم مسلمان ہو جائیں گے تو لڑائی خود بخود ختم ہو جائے گی۔ مرزا جی نے شریعت کا حکم منسوخ کر دینے کا معنی سمجھا۔ یا جان بوجھ کر دھوکہ دیا۔

(۱) مرزاجی نے اپنے نزول کا وقت برطانوی عہد قرار دیا ہے اور وہ بھی قادیان میں مگر مرزاجی کو خبر نہیں کہ آخری زمانہ میں دمشق میں زبردست جنگیں ہوں گی، جس کی تیاری مہدی علیہ السلام کر رہے ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ہر درخت آواز دے گا کہ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ جب تمام مخالف ایمان لے آئیں گے تو لڑائی بند ہو جائے گی۔ اور جزیہ بھی نہ رہے گا۔

(۲) مرزا قادیانی نے جابجا خونی مہدی اور خونی مسیح لکھ کر مسلمانوں کو پریشان کیا ہے۔ اور کیا جہاد پہلے سے شائع نہ تھا۔ کیا خود مرزا جی نے حوالے نمبرے میں نہیں کہا کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ گویا پہلے تھا۔ اب یہ پیغام لے کر مرزا جی منسوخ کرنے آئے ہیں۔

اور حوالہ نمبرا کے مطابق ''کہ نزول مسیح کا وقت ہے اب جنگوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ گویا پہلے سے جنگیں جاری تھیں اب مسیح نے آ کر بند کرا دیں۔ ان حوالوں میں ایک طرح اقرار ہے کہ جہاد پہلے صحیح اور جاری تھا۔ مگر افسوس کہ جابجا مرزا جی نے لکھا ہے کہ ''دین کے لئے تلوار اٹھانا غلط ہے۔ اسلام کو پھیلانے کے لئے جہاد کرنا خطا ہے۔ اور سرحدی و کوہستانی علاقوں میں علماء جہالت سے لوگوں کو ان غلط کاموں میں لگاتے ہیں۔ یہ کوئی جہاد نہیں ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اٹھائی تھی وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں اٹھائی تھی، جنہوں نے پہلے مسلمانوں پر بڑا ظلم روا رکھا تھا۔ ورنہ اسلام میں تلوار کا جہاد نہیں ہے''۔

حالانکہ یہ صدیوں پہلے کے مسلمانوں کے دین وفہم پر بڑا حملہ ہے۔ اور تاریخی لحاظ سے بھی غلط ہے۔ قریش نے ہمیشہ پہل کی اور اسلام اور مسلمانوں کے استحصال کے درپے رہے۔ پھر روم و ایران نے مسلمانوں کو پریشان کیا۔ سلطنت عثمانیہ (ٹرکی) کے وقت یورپ ٹرکی کے خلاف نبرد آزما تھا اور ترکی کی حکومت کو وہ مرد بیمار کہتے رہے۔ یہاں تک کہ طرابلس اور بلقان کی ریاستیں مسلمانوں سے چھین لیں۔

آخر میں انگریز نے ہندوستان کی مسلم حکومت کو دجل وفریب اور خاص چالبازیوں سے تباہ کیا۔ حتیٰ کہ قبائلی علاقوں تک جا پہنچا۔ قبائل اور پہاڑی علاقے کے لوگ کیا کرتے وہ جانتے تھے کہ نرمی اختیار کرنے سے انگریز سب کو ہڑپ کر جائے گا۔ وہ بھی جنگ کے لئے مجبور تھے۔ مرزا جی کو معلوم ہے کہ مدافعانہ جنگ کیا ہوتی ہے۔

(۱) دفاعی جنگ ایک تو وہ ہوتی ہے کہ دشمن حملہ کر دے اور ہم اس کا جواب دیں۔

(۲) حملہ تو نہیں کیا لیکن وہ طاقت اور قوت بنا رہا ہے تاکہ موقعہ ملتے ہی مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیں۔ اس وقت بھی ان کی قوت کو توڑنا اور ان کو پہل کر کے کمزور کرنا دفاعی جنگ ہے۔

(۳) جب دو حکومتوں میں کوئی معاہدہ نہ ہو اور مسلمان خطرہ محسوس کریں تو بھی یہ دونوں فریق جنگ میں ہیں۔

(۴) اگر دو حکومتوں میں معاہدہ ہے تو اگر مسلمان اس کو مضر سمجھتے ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں تو معاہدہ کی خلاف ورزی جائز نہیں۔ اس دشمن کو معاہدہ کی منسوخی کی اطلاع کر دینی چاہیئے۔ پھر دونوں حکومتیں ہوشیار رہیں گی۔ اگر مسلمان اپنی بقاء اور اسلامی تبلیغ کی حریت و آزادی کے لئے ضروری تصور کریں تو بے شک اعلانِ جنگ کر دیں مگر پہلے فسخ کا معاہدہ کرنا ہوگا۔ یہ تمام باتیں در اصل اپنا دفاع ہیں اور کافر اسلام کی قدرتی کشش اور روز افزوں پھیلاؤ دیکھ کر حسد یا ڈر سے مسلمانوں کی بیخ کنی کے درپے ہوتے تھے۔ مگر مدینہ منورہ کا کرنٹ جب تک باقی تھا اور مسلمان اپنی جانیں محض خدا کے لئے قربان کرتے تھے۔ اس وقت تک اسلام آگے ہی کو جاتا رہا۔ مگر جب معاملہ برعکس ہوا۔ دوسری طرف ملک کی توسیع ہوئی تو قدرتاً مخالفین نے حملے شروع کیے۔ تمام صلیبی لڑائیاں اسی طرح ہوئیں ربع مسکون کا بڑا حصہ جو مسلمانوں کے زیر نگین تھا اسی طرح دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ خدا خدا کر کے اب دوبارہ انفرادی طور سے سہی مگر پھر بھی مسلمانوں نے کروٹ لی ہے اور تقریباً سارے ملک آزاد ہو گئے ہیں۔ خدا کرے اگر ایک خلافت قائم نہیں ہوتی تو نہ سہی مگر سب کا آپس میں معاہدہ اور تعاون رہے تو پھر بھی غنیمت ہوگا۔

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کے لئے تلوار اٹھائی یا کسی کو جبراً مسلمان کیا۔ لیکن ضروری دفاع اور اپنی بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے کسی حیوان کو پنجے دیئے تو کسی کو سینگ کسی کو ڈاڑھیں کسی کو لاتیں لمبی دیدیئے ہیں۔ اگر مرزائی یہ چاہیں کہ مسلمان خرگوش بن کر بھاگتے ہی رہیں تو یہ مذہب ان کو مبارک ہو۔ ہم جہاد اور جہادی قوۃ کو اسلام اور مسلمانوں کی بقاء کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

مرزائی وہم کا جواب

اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ دراصل جہاد کی ضرورت نہ تھی اس لئے مرزا جی نے اس کو حرام کیا تو یہ قطعاً غلط ہے۔ مرزا جی نے انگریز کی اس قدر تعریفیں اور خوشامدیں کیں کہ اس سے بڑھ کر کوئی ٹوڈی نہیں کرسکتا۔ مگر یہ سب تعریف و توصیف اور وفاداری محض اس لئے تھی کہ انگریزوں کی سرپرستی اور پہرے میں مرزا جی اپنی کفریات خوب پھیلاتے اور روپیہ کماتے رہے۔ ورنہ کیا انگریز کے زمانہ میں کسی کو یہ طاقت تھی کہ زنا یا چوری کی شرعی سزا جاری کرتا۔ اور کیا انگریزی حکومت باقی دنیا کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ نہیں توڑ رہی تھی؟ اور کیا فارورڈ پالیسی کے تحت سرحد کی مسجدیں اور عورتوں، بچوں کو شہید نہیں کر رہی تھی۔ کیا جب تم پر انگریز نے احسان کیا تو اس کو اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ قسطنطینہ میں داخل ہو کر عراق پر قبضہ کرے۔ وہ پارس کے حلیف مسلمان بچوں اور عورتوں کو قتل کرے اور اس کے حلیف یونانی سمبرنا میں مسلمان عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں اور عسکی شہر پر قبضہ کر کے انقرہ پر چڑھائی کی تیاریاں کریں تاکہ ترکوں کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ کیا انگریزوں کو مرزا جی پر احسان کرنے کے عوض ہم اجازت دیں کہ وہ دنیا بھر سے یہود کو جمع کر کے فلسطین میں بسائے۔ اور عربوں کے سینے پر مونگ دلے۔ کیا عدن ویمن کی

جنگ آزادی ظلم تھا۔ کیا نہر سویز کو واپس لینا ظلم تھا؟ کیا موپلہ قوم کو انگریزوں نے زمانہ خلافت میں سارے ہندوستان کی جیلوں میں تقسیم کر کے پھانسیاں دے کر ظلم نہیں کیا؟

دوسرا وہم

مرزائی دوسرا وہم یہ پیش کرتے ہیں کہ بعض دوسروں نے بھی جہاد کے بارے میں یا انگریز سے جنگ نہ کرنے کے بارے میں یوں کہا ....

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کسی کا انفرادی قول ہو سکتا ہے مستقل کسی مسلمان فرقے نے یہ فیصلہ نہیں کیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کسی نے الاان تتقو امنھم تقہٰ کے تحت صرف اپنے بچاؤ کے لئے کیا ہے تو اس کی حیثیت اور ہے اور مرزا جی نے بحوالہ عبارت نمبر۱۰ صاف صاف نہیں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جہاد میں بڑی شدت تھی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بہت سی نرمی کی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کے قتل سے روک دیا اور مسیح (یعنی مرزا جی) کے وقت بالکل ہی موقوف ہو گیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی انگریز کے لئے اسلام کا مسئلہ جہاد بالکل ختم کرنا چاہتے تھے۔ جو فرض ہے۔ کبھی تو فرض عین اور کبھی فرض کفایہ۔

جواب نمبر۳ :- مرزا قادیانی نے انگریزی نبی بن کر فتویٰ دیا۔ نبوت کے نام سے بلکہ عیسیٰ ابن مریم کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے والے کو دوسروں پر قیاس کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر۴:- بعض فتوے جو انگریز سے جہاد کرنے کے خلاف ہیں وہ کوئی اتھارٹی نہیں ہیں ان کی مثال مرزا قادیانی اور چوہدری ظفر اللہ ہیں۔

جواب نمبر۵ :- پھر فتویٰ دینے والوں نے صرف مسلط حکومت کے بارے میں فتویٰ دیا ہے۔ جہاد کو حرام یا موقوف نہیں کیا (ان میں بڑا فرق ہے)۔

ایک خاص دجل

مرزائیوں اور ان کے نمائندوں نے مسئلہ جہاد اور اسلام بالجبر۔ کو ملا کر غلط طور پر خلط مبحث کیا ہے۔ کیا آج یہود اور شام کی جنگ جہاد نہیں کیا اس میں مسلمان ظلم کر رہے ہیں۔ کیا خدانخواستہ اگر دمشق میں عظیم نقصان ہو جائے اور مسلمانوں کی باگ ڈور کوئی اللہ والا سنبھال کر تمام مشرق وسطیٰ کو دوبارہ منظّم کر دے۔ پھر یہودی کوئی بڑی طاقت مقابلہ کے لئے آ جائے تو یہ غلط ہو گا کہ حضرت مسیح ابن مریم ہمارے اجماعی عقیدے کے مطابق نازل ہو کر اس یہودی طاقت کو تہس نہیس کر دیں۔

کیا حالیہ عرب و اسرائیل جنگ میں عرب لیڈروں کو خونی لیڈر کہہ سکتے ہیں

کیا یہ جنگ عرب اس لئے لڑ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کو جبراً مسلمان کر دیں۔ اگر یہ جنگ جائز ہے تو اس کی امداد بھی جائز ہے اور کمزوری کی صورت میں فرض ہے۔ کیا مرزائی ابھی تک نہیں سمجھے کہ مشرق وسطیٰ میں یہود نے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر کتنے انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔

[At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupiad by Dr. Mrs. Ashraf Khatton Abbasi].

مولانا عبدالحکیم:

سرکار انگریز سے وفاداری

سرکار انگریز سے وفاداری

عنوان بالا کے تحت مرزا صاحب کی بارگاہ ملکہ و سرکار انگریز میں عاجزی و انکساری کے چند حوالے ملاحظہ کیئے جائیں۔ کیا یہ شانِ نبوت ہے؟

عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ دام اقبالہا

''اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ والی انگلستان ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شست سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا۔ مبارک ۔مبارک۔ مبارک''۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲)

میری جماعت کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے

''بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے۔ کہ میں دعویٰ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے''۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۹)

اے ہماری ملکہ! تجھ پر بے شمار برکتیں نازل ہوں

''اے ہماری ملکہ معظّمہ تیرے پر بے شمار برکتیں نازل ہوں۔ خدا تیرے وہ تمام فکر دور کرے جو دل میں ہیں۔ جس طرح ہو سکے اس سفارت کو قبول کر''۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۰)۔

ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا

''ان واقعات پر نظر ڈالنے سے نہایت آرزو سے دل چاہتا ہے کہ ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا بھی قیصر روم کی طرح ......''۔ (تحفہ قیصریہ)

اے قادر و کریم ہماری ملکہ کو خوش رکھ

''اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔'' (قیصرۂ ہند صفحہ ۲۴)

میرے والد انگریزی سرکار کے دل سے خیر خواہ تھے

''اور میرے والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے۔ اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔'' (تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۴)

خدا کا حکم ہے کہ اس گورنمنٹ کے لئے دعا میں مشغول رہوں

''بلکہ خدا سے مامور ہوں کہ جس گورنمنٹ کے سایہ عطوفت کے نیچے میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہوں اس کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ اور اس کے احسانات کا شکر کروں اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھوں۔'' (تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۱)۔

ملکہ کے لئے دل اور وجود کے ذرہ ذرہ سے دعا

''اس موقعہ جوبلی پر جناب ملکہ معظّمہ کے ان متواتر احسانات کو یاد کر کے جو ہماری جان و مال اور آبرو کے شامل حال ہیں ہدیہ شکرگزاری پیش کرتا ہوں اور وہ ہدیہ دعائے سلامتی و اقبال ملکہ ممدوحہ ہے جو دل سے اور وجود کے ذرہ ذرہ سے نکلتی ہے۔'' (تحفہ قیصریہ صفحہ۔۱۱)

ملکہ معظّمہ کی اقبال وسلامتی کے لئے ہماری روحیں سجدہ کرتی ہیں

ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے حضرت احدیث ''میں سجدہ کرتی ہیں۔'' (تحفہ صفحہ ۱۱)

ملکہ کا وجود ملک کے لئے خدا کا بڑا فضل ہے

''خدا تجھے ان نیکیوں کی بہت بہت جزا دے جو تجھ سے اور تیری بابرکت سلطنت سے اور تیرے امن پسند حکام سے ہمیں پہنچی ہے۔ ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا بڑا فضل سمجھتے ہیں۔'' (تحفہ صفحہ ۱۱)

شکریہ کے لئے الفاظ نہ ملنے پر ہمیں شرمندگی ہے

''اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔ ہر ایک دعا جو ایک سچا شکرگزار تیرے لئے کر سکتا ہے۔ ہماری طرف سے تیرے حق میں قبول ہو۔'' (تحفہ صفحہ ۱۱)

خدا نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت کی جائے

''سو خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔'' (تحفہ صفحہ ۹)

گورنمنٹ کی سچی اطاعت کے لئے تصانیف

سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں، چنانچہ میں نے اس مسئلہ پر عملدر آمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں (تحفہ صفحہ ۹)

گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت خیال جہاد بھی ظلم اور بغاوت ہے

پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ (تحفہ صفحہ ۱۰)

ملکہ سے وفاداری پر عظیم الشان خوشی

''اس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شست سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کا اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری

طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے''۔ (تحفہ صفحہ ۲)

مرزا جی کی کلمہ شاہانہ کے لئے تڑپ اور دربار انگریزیہ میں انتہائی عاجزانہ وفاداری

''مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنز ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے۔ جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں۔ لہٰذا اس حسن زن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کر رہا ہوں''۔ (حوالہ ستارہ قیصرہ صفحہ ۲)

حکومت انگریزی کے قیام سے میرے والد کو جواہرات کا خزانہ مل گیا

اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ (ستارہ قیصریہ صفحہ ۳)۔

میری کوشش سے لاکھوں مسلمانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے

''جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پہ فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا''۔ (ستارہ قیصرہ صفحہ۴)

دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں

''میں معہ اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیرگاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر''۔ (ستارہ قیصرہ صفحہ۴)

عالی شان جناب ملکہ معظّمہ کی عالی خدمت میں

''اور میں اپنی عالی جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی معمور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر مما لک میں قائم کیا ہے تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھریں۔'' (ستارہ قیصرہ صفحہ۴)

غیب سے، آسمان سے، روحانی انتظام

''اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہِ مبارکہ کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل اور امن اور آسودگی عامیہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق

میرے والد سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے

اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جانثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء (یعنی جہاد آزادی) میں پچاس گھوڑے معہ سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو مدد دیں۔ (ستارہ قیصر صفحہ۳)

مرزاجی نے سرکار انگریز کی خدمت کے لئے پچاس ہزار کے قریب کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھے

اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ (ستارہ قیصرہ صفحہ۳)

گورنمنٹ برطانیہ کی سچی اطاعت ہر مسلمان کا فرض ہے

''لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے''۔ (ستارہ قیصرہ صفحہ۳)

مما لک اسلامیہ میں انگریزی وفاداری کی اشاعت

''اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔'' (ستارہ قیصرہ صفحہ۳)

اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں۔ آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرماوے۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۴۔۵)

مرزا جی کے مسیح موعود بننے کا مقصد

"سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے۔ تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت الحم میں پیدا ہوا، اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا۔ اور اپنا مسیح بنایا۔ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خدا آسمان سے مدد دے"۔

ملکہ کے نور کی کشش

"سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں۔"" حوالہ" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۵)

ہماری پیاری قیصرہ ہند

"سوائے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیرگاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی قیصر روم سے کم نہیں۔ ملکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۶)

مرزا جی کی بعثت ملکہ وکٹوریہ کی برکت سے ہوئی

"سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیری ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۶)

خدا کا ہاتھ ملکہ وکٹوریہ کی تائید کر رہا ہے

"تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۷)

تیری سلطنت کے ناقدر شریر اور بدذات ہیں

"تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اُٹھ رہے ہیں تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہیں وہ انسان جو تیری عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکرگزار نہیں۔" (ستارہ قیصرہ صفحہ ۷)

مرزا جی کی ملکہ وکٹوریہ سے دلی محبت

"چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور میرے دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے آب رواں کی طرح جاری ہیں۔" (صفحہ ۷ ستارہ قیصرہ)

اے بابرکت قیصرۂ ہند جس ملک پر تیری نگاہ اس پر خدا کی نگاہ

"اے بابرکت قیصرۂ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔" (صفحہ ۷۔۸ ستارۂ قیصرۂ ہند)

خدا نے مرزا کو ملکہ کی پاک نیتوں کی تحریک سے بھیجا ہے

’’تیری ہی (ملکہ ہند) پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیز گاری اور نیک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔‘‘ (صفحہ۸ ستارۂ قیصرہ)

ملکہ کی خدمت پورے طور سے اخلاص، اطاعت اور شکر گزاری کے جوش کو ادا نہیں کر سکے

’’اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریضہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں یہ جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرۂ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ بلکہ ناچار دعا سے ختم کرتا ہوں...... وہ (اللہ تعالیٰ) آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزاء دے۔‘‘ صفحہ۱۲۔

گورنمنٹ برطانیہ کے مخالف، چور، قزاق اور حرامی ہیں

’’ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۳۷۸)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔‘‘ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ۳)۔

اسلام کے دو حصے ہیں دوسرا حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت

’’میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔‘‘ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق صفحہ۳، ملحقہ شہادۃ القرآن)

میں نے ابتداء سے آج تک گورنمنٹ برطانیہ کی بے نظیر خدمت کی ہے

’’میں نے اپنی قلم سے گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ابتداء سے آج تک وہ کام کیا ہے جس کی نظیر گورنمنٹ کے ہاتھ میں ایک بھی نہیں ہو گی۔‘‘ (انجام آتھم صفحہ ۶۸)

گورنمنٹ برطانیہ کی مخالفت سخت بدذاتی ہے

’’اور میں نے ہزار ہا روپیہ کے صرف سے کتابیں تالیف کر کے ان میں جابجا اس بات پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی چاہیئے اور رعایا ہو کر بغاوت کا خیال بھی دل میں لانا نہایت درجہ کی بدذاتی ہے‘‘۔ (انجام آتھم صفحہ ۶۸)

مرزا قادیانی اور ملکہ انگلستان

آپ حوالہ جات مذکورہ کو بار بار پڑھیں اور انصاف سے کہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی پوری روحانیت مجھ میں اتر آئی ہے اور کبھی کہتا ہے میں عین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، میں نبی اور رسول ہوں۔ پھر یہ کافر حکومت کی تعریف میں

زمین آسمان کے قلابے ملائے۔ اور بار بار ملکہ لنڈن کے لئے دعائیں کرے اور دام اقبالہا کہہ کہہ کر اس کی زبان خشک ہو جائے۔ اور آرزو کرے کہ ایک لفظ شاہانہ ہی ملکہ اس کو لکھ کر بھیج دے۔ اپنے نور کے نزول کو ملکہ نورانی عہد کی کشش قرار دے انگریز کی حکومت کو خدا کی رحمت کہے اور تمام ملکوں میں اس کی خیر خواہی کے لئے اشتہارات بھیجے۔ کتنے افسوس اور شرم کی بات ہے۔ ایسے آدمی کو عام لوگ انگریز کا ٹوڈی کہتے ہیں۔ کاش کہ یہ اپنے کو مسلمان کہہ کر مسلمانوں کو ذلیل و رسوانہ کرتا۔ ناظرین ان عبارتوں کو پڑھ کر خود سوچیں اور عبرت حاصل کریں۔ کیا خدا کے پیغمبر ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم : جناب والا! مجھے بلڈ پریشر کی تکلیف ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ کچھ وقفہ کریں تا کہ میں کچھ دوائی کھالوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : آپ پانچ منٹ یہاں بیٹھے رہیں۔

مولانا عبدالحکیم : بیٹھ کر پڑھ لوں؟

جناب قائمقام چیئرمین : ہاؤس کی اجازت سے آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔

آوازیں: بیٹھ کر پڑھ لیں۔

(اس مرحلے پر مولانا عبدالحکیم بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کیا)

مولانا عبدالحکیم : پہلا مسئلہ

حیات حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

ناظرین کرام جیسا کہ صفحہ ۸۴ پر ہم نے دو مسئلے کے زیرِ عنوان لکھا تھا کہ مرزا ناصر احمد صاحب کے بیان کے بعد اب ساری بحث ان دو مسئلوں پر ہو گی۔ (۱) آیا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ نازل ہوں گے۔ (۲) اگر بالفرض وہ فوت ہو چکے ہیں تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی وہی آنے والا مسیح ابن مریم ہوسکتا ہے جس کی خبر سینکڑوں حدیثوں میں موجود ہے۔

چنانچہ مسئلہ نمبر۲ پر کافی بحث کر دی گئی جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قطعاً آنے والا مسیح ہی نہیں بلکہ وہ مسلمان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ اب ہم مسئلہ نمبر۲ یعنی حیاتِ عیسیٰ علیہ السّلام پر بحث کرتے ہیں۔

اسلامی عقائد اور موجودہ سائنس

پہلے پہل جو سائنس کا چرچا ہوا اور انگریزوں کی غلامی کا طوق بھی گردنوں میں تھا۔ اور ہر ایرے غیرے کو سائنس کے نام سے اسلامی عقائد پر اعتراض کر کے اپنے کو روشن خیال ثابت کرنے کا شوق تھا، اس وقت قیامت کے دن ہاتھ پاؤں کی گواہی بھی قابل اعتراض سمجھی جاتی تھی۔ دور سے سننا بھی سمجھ میں نہ آتا تھا، وزن اعمال پر بھی بحث تھی، جسم کے ساتھ معراج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے انکار تھا، اور ان کے معجزات مردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کرنے پر بھی اعتراض تھا۔ حتیٰ کہ آسمانوں اور فرشتوں کا وجود بھی محل نظر سمجھا جاتا تھا۔ مگر جوں جوں جدید فلسفے نے ترقی کی تمام شبہات خود بخود دور ہوتے چلے گئے۔

گراموفون کی سوئی اور پلیٹ نے جو انسانی دماغ کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں کی گواہی کو سمجھا دیا جس کا لوہے کی سوئی سے زیادہ انسانی دماغ سے تعلق ہے۔ ریڈیو کی ایجاد نے بھی بہت سے مسائل حل کر دیئے۔ فلموں نے تمام انسانی اعمال کے

محفوظ ہونے کا مسئلہ بھی سمجھا دیا۔ ڈاکٹروں نے مردہ مینڈک کو زندہ کر کے بھی اپنا کمال دکھایا۔ چاند پر جانے اور مریخ کو راکٹ پہنچانے نے، اوپر جانے کی بات بھی سمجھا دی۔

ایسے ایسے اجرام (جسموں) کے ثبوت نے جو ہم سے اربوں کھربوں میل سے بھی زیادہ دور ہیں اور تمام کے تمام باقاعدہ حرکت کرتے اور مقررہ راستوں پر چلتے اور باہم ٹکراتے بھی نہیں۔ نے تمام ان باتوں کو معقول ثابت کر دیا جو غیر معقول معلوم ہو رہی تھیں اور ذرہ بے مقدار کے تجربے سے روشنی، کڑک اور حرارت کی زبردست پیدائش نے تو طاقت کا معیار ہی بدل دیا۔ ہوائی جہاز کی اڑان نے تختِ سلیمانی علیہ السّلام کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ اس دریافت نے کہ درخت ہوا میں سے صرف آکسیجن جدا کر کے اپنی غذا بناتے ہیں۔ ہواؤں اور عناصر کے جدا کرنے اور ملانے کا فلسفہ بلکہ تجربہ بھی بتا دیا۔ غرضیکہ ایک ناچیز انسان کی مادی توجہات سے وہ کام دیکھے گئے جن کو سو سال پہلے کوئی نہ مانتا۔ حالانکہ یہ تمام امور مادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور مادیات سے تعلق رکھنے والی بجلی کا یہ عالم ہے کہ لوہے کی بیس ہزار میل موٹی چادر سے وہ آن کی آن میں گزر سکتی ہے۔ اور روشنی جو اجسام سے تعلق رکھتی ہے وہ منٹوں میں کروڑوں میل کی رفتار سے چلتی ہے۔ اب آپ اس خدائے برتر کی طاقت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جس نے ان سب میں یہ یہ قوتیں رکھی ہیں۔ پھر ان قوتوں کو صرف دریافت کیا گیا ہے۔ ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوسکتی۔ پھر جو رسول اسی خدائے برتر سے سن کر اور معلوم کر کے فرماتے ہیں۔ ان کی بات میں شبہ کرنا کسی صحیح الفطرۃ آدمی کا کام نہیں ہوسکتا۔

دراصل پہلے کسی کام کا امکان دیکھا جائے آیا ایسا ہونا ممکن ہے، اگر ممکن ہے تو پھر پاک اور سچے پیغمبروں کی اطلاع پر یقین کیوں نہ کیا جائے جو لاکھ سے زیادہ ہو کر بھی سب متفق ہیں۔

بحث حیات مسیح علیہ السّلام کی حیثیت

لہٰذا اب بحث صرف اس بات پر کرنی ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے اس بارے میں کیا فرمایا۔ اس میں تو بحث نہیں رہی کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں اور ہم کو بحیثیت مسلمان ہونے کے اس بات کو دیکھنا ہے کہ آیا قرآن و حدیث نے یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو یہودی سولی دے رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا کر آسمان پر لے جا کر بچا لیا اور قرب قیامت کو پھر نازل کر کے یہود و نصاریٰ کو راہ راست پر لائیں گے اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلائیں گے۔ اگر قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر بحیثیت مسلمان کے ہم کو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ جھوٹے لوگ جو مسیح کے نام سے آتے ہیں یا آئے ہیں سب کذاب اور جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔

مسئلہ کے دو پہلو

اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح بن مریم آسمان کو اٹھائے گئے، دوسرا یہ کہ وہ نازل ہونے والے ہیں۔ نزول رفع جسمانی کی فرع ہے اگر نزول ثابت ہو جائے تو یہ بات خود بخود ثابت ہو جائے گی۔ کہ وہ جسم سمیت آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور رفع ثابت ہو جائے تو نزول وصعود بالمقابل زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک کی تفسیر کے چند اصول، مسئلہ قادیانی

(۱) قرآن شریف کے وہ معانی و مطالب سب سے زیادہ قابل قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی (گویا شواہد قرآنی) میں دوسری آیات سے ہوتی ہے۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۳)۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی تفسیر ثابت ہو جائے تو پھر اس کا نمبر ہے۔ اس لئے کہ قرآن پاک آپ پر نازل ہوا اور آپ ہی اس کے معانی بہتر جانتے ہیں۔ مرزا جی نے بھی برکات الدعا صفحہ ۱۴ میں اس کو تسلیم کیا ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر صحابہ کرامؓ کی تفسیر ہے کیونکہ یہ حضرات علم نبوت کے پہلے وارث تھے۔ اس کو بھی مرزا جی نے برکات الدعا صفحہ ۱۴ میں تسلیم کیا ہے۔

(۴) پاک آدمی کا دل یعنی خود اپنا نفس مطہرّہ وہ بھی سچائی کی پرکھ کے لئے اچھا معیار ہوتا ہے۔ (برکات الدعا صفحہ ۱۴)

(۵) اس کی تائید مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل اقوال سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندے کو پیدا کرتا رہے گا کہ اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ (فتح الاسلام صفحہ ۶/۸۲۴)

(۲) شہادۃ القرآن صفحہ ۴۸ میں ہے مجدد لوگ دین میں کچھ کمی و بیشی نہیں کرتے ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔ (شہادۃ القرآن مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ)

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ اس کو مرزا جی نے ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۴۰۹/۱۷۰ میں تسلیم کیا ہے۔ (ازالہ حصہ دوم خورد کا صفحہ ۵۴۰ ازالہ کلاں کا صفحہ ۲۲۴ ہے)

(۶) جس حدیث میں قسم ہو اس میں تاویل اور استثناء ناجائز ہے مرزا جی بھی (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۴ مطبع منشی غلام قادر) میں لکھتے ہیں۔

والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاھر لاتاویل فیہ واستثناء والا فایّ فائدۃٍ فی القسم ہ

ترجمہ: اور قسم کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کے ظاہری معنیٰ ہی قابل قبول ہیں۔ کوئی تاویل اور استثناء نہیں ہوتی ورنہ قسم کھانے میں کیا فائدہ تھا۔

(۷) مومن کا یہ کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔ (ازالہ حصہ اول صفحہ ۱۳۷ کلاں صفحہ ۳۲۸ خورد طبع پنجم)

یہ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ جس نے قرآن پاک میں اپنی رائے کو دخل دیا تو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور بعض روایات میں ہے کہ اس نے صحیح بھی کیا۔ تو بھی غلطی کی (اوکما قال)

بہر حال قرآن پاک کی تفسیر وہی معتبر ہوگی جو خود قرآن کی کسی دوسری آیت سے ہو پھر وہ تفسیر قابل اعتماد ہوگی جو خود سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہو۔ تیسرا نمبر صحابہؓ کا ہے جنہوں نے اپنے علوم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہیں۔ اس کے بعد ان حضرات کی تفسیر کا نمبر ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کے تازہ کرنے کے لئے، بعد ہر صدی میں پیدا کیا ہے ____ ان چار باتوں کے سوا جو تفسیر اپنی رائے سے کی جائے گی۔ یہ قطعاً جائز نہیں نہ مومن کا کام ہے۔

اور اگر کسی آیت یا حدیث میں قسم کے لفظ ہوں تو ان کو تاویل و استثناء کے بغیر ظاہری معنوں پر حمل کیا جائے گا۔

(۸) انجیل برنباس نہایت معتبر انجیل ہے۔ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۲/۱۷۸

ان اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ ان کو مرزا جی نے بھی تسلیم کیا ہے جس کے حوالے ہم نے بتا دیئے ہیں۔

تیرہ صدیوں کے مجددین کی مسلمہ فہرست

ایک کتاب ہے ''عسل مصفّٰی''، جس کو خدا بخش صاحب نے لکھا ہے۔ یہ کتاب مرزا جی کو سنائی گئی، اس پر مرزائیوں کے خلیفہ دوم اور مولوی محمد علی کی تصدیق وتقریظ

درج ہے اس نے تیرہ صدیوں کے مجددین شمار کئے ہیں جو تقریباً اسی ۸۰ ہیں ہم ان میں سے مشہور تیس حضرات کے نام لکھتے ہیں۔

(۱) امام شافعی مجدد صدی دوم
(۲) امام احمد بن جنبل محدد صدی دوم
(۳) ابو جعفر مجددی مجدد صدی سوم
(۴) ابو عبدالرحمٰن نسائی مجدد صدی سوم
(۵) حافظ ابو نعیم مجدد صدی سوم
(۶) امام حاکم نیشا پوری مجدد صدی چہارم
(۷) امام بیھقی '' '' '' ''
(۸) امام غزالی مجدد صدی پنجم
(۹) امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم
(۱۰) امام مفسر ابن کثیر مجدد صدی ششم
(۱۱) حضرت شہاب الدین سہروردی مجدد صدی ششم
(۱۲) امام ابن جوزی '' '' '' ''
(۱۳) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، '' '' ''
(۱۴) امام ابن تیمیہ حنبلی '' '' '' '' ہفتم
(۱۵) حضرت خواجہ معین الدین چشتی '' ''
(۱۶) حافظ ابن قیم جوزی '' '' '' ''
(۱۷) حافظ ابن حجر عسقلانی '' '' '' ''ہشتم
(۱۸) امام جلال الدین سیوطی مجدد صدی '' '' ''نہم

(۱۹) ملا علی قاری " " " " دہم

(۲۰) محمد طاہر گجراتی " " " "

(۲۱) عالمگیر اورنگ زیب" " " یاز دہم

(۲۲) شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی مجدد صدی یاز دہم

(۲۳) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی مجدد صدی دواز دہم

(۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد صدی "

(۲۵) امام شوکانی " " " "

(۲۶) شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی " " " "

(۲۷) شاہ رفیع الدین " " " " " "

(۲۸) مولانا محمد اسمٰعیل شہید" " " سیز دہم

(۲۹) شاہ عبدالقادر صاحب مجددی " " " "

(۳۰) سید احمد بریلوی " " " " " "

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارہ میں عقائد یہودیوں کا عقیدہ

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح علیہ السّلام کو سولی دے کر قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی مخالفت کی۔ پھر بادشاہ سے کہہ کر ان کے خلاف حکم جاری کرایا اور پولیس کے ذریعے ان کو اپنے خیال کے مطابق سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا۔ قرآن پاک نے اس کی سختی سے تردید کی بلکہ ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ ان پر لعنت کی۔ اور ظاہر ہے کہ یہود کا دعویٰ یہی تھا کہ ہم نے سولی کے ذریعے ان کو قتل کر دیا ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ

عیسائیوں نے خود تو دیکھا نہ تھا۔ حواریین موقعہ پر موجود نہ تھے۔ یہودیوں کے کہنے سے انہوں نے بھی یہ مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو یہودیوں نے قتل کر ڈالا۔ پھر کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساری امت اور مخلوق کی نجات کے لئے اپنی قربانی دے دی۔ سب کی طرف سے وہی کفارہ ہو گئے۔

بعض عیسائی کہتے ہیں

البتہ بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر زندہ ہو کر آسمان پر تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا عقیدہ

اس سلسلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ وہی ہے جو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک اپنے پاک پیغمبروں کے بارہ میں تہمتوں اور غلط بیانیوں کی اصلاح فرما دیتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کی تردید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے خدا ہونے کی تردید فرما دی۔ عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث (تین خدا مل کر ایک خدا ہونے) کی تردید بھی کر دی اور حضرت مریم علیہا السلام کو صدیقہ کہہ کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بیان کر کے کہ یہ فرشتے کی پھونک مارنے سے، بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی صفائی بھی بیان کی ہو۔ قرآن جو صحیح فیصلے کرنے، اور اختلافات میں حق کا اعلان کرنے آیا تھا، اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہود و نصاریٰ کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے قتل اور سولی کی نفی کر دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا اعلان فرما دیا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ تمام یہودیوں اور نصرانیوں کو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لانا ہوگا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ یہود نے بھی ایک تدبیر کی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کرا دیں اور ہم نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب مدبروں سے بڑھ کر بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔ یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے مسلمان یہی کہتے لکھتے اور مانتے چلے آئے ہیں کہ یہود نے سولی دینی چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعے آسمان پر اٹھا لے گئے۔ اور حضرت عیسیٰ کی شکل پر یعنی باتوں اور صورت میں ایک ایسے شخص کو کر ڈالا جس نے حواری ہو کر غداری کی اور اپنی طرف سے پولیس کو لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانا چاہا جب پولیس آئی تو اس شخص کو گرفتار کر کے سولی دیدی۔ جس کی شکل وصورت اور باتیں ہو بہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہو چکی تھیں۔ اس طرح یہودیوں کی تدبیر دھری کی دھری رہ گئی۔ غدار کو بھی سزا مل گئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب آئی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے درمیان سے اٹھا کر آسمان پر لے گئے۔ یہی فیصلہ قرآن پاک نے دیا اور اسی پر مسلمانوں کا ایمان ہے۔ اور سینکڑوں حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور اسی وجہ سے لڑائی ختم ہو جائے گی اور اسی وجہ سے کسی سے جزیہ (غیر مسلموں کا ٹیکس) نہ لیا جائے گا ۴۰ برس تک وہ رہیں گے حج کریں گے، شادی کریں گے۔ پھر وفات ہو گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک میں دفن ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ

مرزا قادیانی نے نہ مسلمانوں کے عقیدے کو صحیح قرار دیا نہ یہود و نصاریٰ کی بات کو درست مانا، بلکہ اس نے چونکہ خود آنے والا مسیح ابن مریم بننا تھا۔ اس لئے پہلے تو یہ کہا کہ اصلی عیسیٰ بن مریم فوت ہو چکے ہیں اور فوت شدہ کوئی آدمی دنیا میں دوبارہ نہیں

آ سکتا۔ اس لئے آنے والا مسیح بن مریم میں ہوں اور اپنی طرف سے مسیح موعود کی اصطلاح گھڑلی۔ حالانکہ تمام پرانی کتابوں میں مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم مذکور ہے۔ مسیح موعود کا لفظ کہیں نہیں ہے۔

مرزا جی کہتے ہیں کہ یہودی قتل تو نہیں کر سکے مگر سولی پر عیسیٰ علیہ السلام کو ضرور چڑھایا۔ ان کو گرفتار کیا۔ ان کے منہ پر تھوکا، ان کے منہ پر طمانچے مارے، ان کا مذاق اڑایا اور سولی پر چڑھایا۔ ان کے جسم میں میخیں ٹھونکیں اور ان کو مار کر اپنی طرف سے مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتار لیا۔ مگر دراصل اس میں ابھی۔ رمق باقی تھی۔ مرہم لگائے گئے۔ خفیہ علاج کیا گیا اور اچھا ہو کر وہ وہاں سے چپکے سے نکل گئے اور ماں سمیت کہیں چلے گئے۔ جاتے جاتے وہ افغانستان پہنچے۔ وہاں سے پنجاب آئے۔ پھر کشمیر چلے گئے اور سری نگر میں دن گزارے وہیں مر گئے ان کی قبر بھی وہیں ہے۔

اور آنے والا مسیح ابن مریم میں ہوں اور آ گیا ہوں۔ مجھ پر ایمان لے آؤ میں کہتا ہوں انگریز سے جہاد حرام ہے۔ اس کی اطاعت آدھا اسلام ہے ۱۸۵۷ء کا جہاد غنڈوں کا کام تھا، میرے سارے خاندان نے انگریزی خدمات بجا لائیں۔ میں فقیر تھا اور کچھ نہ ہوا تو ممانعت جہاد کی کتابیں لکھ لکھ کر سارے مسلمان ملکوں تک پہنچا دیں۔ خدا قیصرۂ لنڈن کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے۔ اس کی سلطنت میں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں، کسی نے کہا کہ آنے والے مسیح تو پہلے زمانے میں نبی تھے۔ اور اب بھی ان کی شان نبوت اسی طرح رہے گی۔ وہ امت محمدیہ کی خدمت اسی شریعت کی رو سے کر کے اس کو غالب بنائیں گے۔ تو مرزا جی نے کہا میں بھی نبی ہوں اور بے شک نبوت ختم ہو گئی ہے۔ مگر میں فنافی الرسول ہو کر نبی بنا ہوں حضرت ابو بکر صدیقؓ ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت پیران پیرؒ، حضرت خواجہ اجمیریؒ امام ربانیؒ اور شیخ اکبرؒ کوئی بھی میرے برابر درجہ حاصل نہیں کر سکا۔ نبوت کا نام صرف مجھے ملا ہے قیامت

تک، اور بھی امت میں سے کوئی نبی نہ ہوگا میری شان اس پرانے عیسیٰ بن مریم سے ہر طرح بلند ہے بلکہ میرے معجزات اتنے ہیں کہ ایک ہزار پیغمبروں کی پیغمبری ان سے ثابت ہوسکتی ہے یہ ہے مرزا قادیانی اور یہ ہے اس کا عقیدہ۔ اب ہم قرآن وحدیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ تمہید میں بیان کئے ہوئے اصول کو پھر پڑھیں اور پیش نظر رکھیں۔ نیز مجددوں کی تفسیر کی اہمیت بھی سمجھ رکھیں۔

قرآنی آیات سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت

پہلی آیت:۔

واذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرك بکلمته منه اسمه المسیح عیسیٰ ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرہ (الایۃ)

ترجمہ: اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تم کو خوشخبری سناتا ہے اپنے ایک کلمہ کی (یعنی بچے کی) اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے جو دنیا میں بھی صاحب عزت و وجاہت ہے اور آخرت میں بھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ السلام کی دینوی وجاہت کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کی خوشخبری دی۔ اب یہ وجاہت وہ وجاہت و عزت تو ہے نہیں جو دنیاداروں کو عام طور پر حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ خاص کر ذکر انعام واکرام کے موقعہ پر۔

روحانی وجاہت بھی مراد نہیں ہے۔ وہ تو حضرت مریم علیہا السلام کو لفظ کلمہ سے اور اُخروی وجاہت سے معلوم ہوسکتا تھا۔ وجیھاًفی الدنیا کے بیان کا کیا مقصد ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عزت و وجاہت معمولی عزت و وجاہت بھی نہیں ہوسکتی جو خاص طور پر بطور نعمت و بشارت کے ہو۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ السلام کو پہلی عمر میں دینوی وجاہت تو حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہود کی مخالفت نے جو گل کھلائے وہ سب کے سامنے ہیں۔ لازماً اس سے وہی وجاہت مراد ہے جو نزول کے بعد ہوگی۔ اس وقت تمام اہل کتاب بھی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی وہ چالیس سال تک دنیا بھر میں شریعت محمدیہ کی روشنی میں دین کی خدمت کریں گے۔ بیوی اور اولاد بھی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر دنیوی وجاہت کیا ہوسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزائی حوالہ جات بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) رسالہ مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۱ میں مرزا جی کہتے ہیں :''دنیا میں مسیح علیہ السلام کو اس زندگی میں وجاہت، عزت، مرتبہ، عظمت بزرگی ملے گی۔ اور آخرت میں بھی اب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح نے ہیرودیس کے علاقہ میں کوئی عزت نہیں پائی۔ بلکہ غایت درجہ تحقیر کی گئی''۔

(۲) مولوی محمد علی لاہوری (امیر جماعت لاہوری مرزائی) نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ السلام کو یہود بیت المقدس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ (تفسیر بیان القرآن جلد نمبر ا صفحہ ۳۱۱ طبع ۱۳۴۰ھ)

(۳) مرزا جی کو جب تک خود عیسیٰ ابن مریم بننے کا شوق نہیں چرایا تھا تو خود انہوں نے بھی براہین احمدیہ میں لکھا۔

''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرهٗ علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کا ملہء دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے دوبارہ آنے سے ظہور میں آئے گا''

پس مسلمانوں کے اس معنی کو ماننے بغیر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آکر دنیوی جاہ وجلال کے مالک ہوں گے چارہ ہی نہیں ہے۔ اس کے سوا سری نگر میں کسی

وجاہت کی بات کسی مفسر یا مجدد کے قول کے مرزائی ثابت نہیں کر سکتے۔

دوسری آیت:۔

فلما احس عیسیٰ منھم الکفرقال من انصاری الی اللہ ط قال الحواریون نحن انصار اللہ ج آمنابااللہ ج واشھد بانا مسلمون ہ ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ہ ومکر و ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ہ

ترجمہ: پھر جب عیسیٰ السلام نے ان لوگوں کی طرف سے انکارمحسوس کیا فرمایا کون کون اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہوں گے۔ حواریین نے کہا ہم اللہ کے دین کی مدد کریں گے۔ ہم اللہ پرایمان لائے اورآپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جوآپ نے نازل کیا اور پیغمبر کی ہم نے اطاعت کی۔ تو ہم کو گواہوں میں لکھ دے۔ اور انہوں (یہودیوں) نے تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ (تمام مدبروں سے بڑھ کر)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہودیوں نے تدبیر کی اور ہم نے بھی تدبیر کی اور ہماری تدبیر سے کس کی تدبیر بہتر ہوسکتی ہے۔

یہودیوں کی تدبیر یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوگرفتار کرا کرسولی پر چڑھا دیں کہ بقول مرزا جی تورات کی تعلیم کے مطابق (معاذ اللہ) وہ لعنتی ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کوفرشتے کے ذریعے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ان کی شکل وصورت کے مشابہ ایک اور آدمی کو کر دیا کہ جس نے جاسوسی کر کے آپ کو پکڑوا کرسولی دلائی تھی۔

چنانچہ وہی (جاسوس) سولی پر چڑھایا گیا۔ اس کا سارا واویلا فضول گیا۔ سب نے اس کومسیح ابن مریم ہی سمجھا۔ وہ لوگوں کو پاگل سمجھ رہا تھا کہ مجھ بے گناہ کو کیوں قتل کر

رہے ہیں اور لوگ اس کو پاگل سمجھتے اور کہتے تھے کہ اب موت سے بچنے کے لئے یہ پاگل بنتا ہے۔ اب آپ مراز جی کی قابلیت کی داد دیں'' کہ تورات کی تعلیم یہ تھی کہ جو سولی پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ کیا کوئی بے گناہ سولی پر لٹکائے جانے سے خدا کے ہاں لعنتی ہوسکتا ہے؟ تورات میں بھی گناہ گار اور مجرم آدمی کا ذکر ہے۔

بے گناہ تو کتنے پیغمبر خود قرآن کے ارشادات کے مطابق قتل کئے گئے جو شہید ہوئے۔

(At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Frooq Ali)

مولانا عبدالحکیم: مرزا جی کی دوسری قابلیت کی بھی داد دیں کہ حضرت عیسیٰ السلام گرفتار ہوئے۔ ان کے منہ پر (معاذ اللہ) تھوکا گیا، طمانچے مارے گئے، سولی پر چڑھائے گئے۔ میخیں ٹھوکی گئیں۔ خوب مذاق اڑایا گیا اور وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکارتے رہے۔ اور آخر کاران کومقتول سمجھ کر اتار دیا گیا۔ بھلا یہ خدا کی تدبیر تھی! جو بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔ اس طرح تو یہود کی تدبیر کامیاب ہوئی اور بقول مرزا جی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر طرح ذلیل کیا گیا اور جو یہودی چاہتے تھے وہ کرگزرے۔ حتیٰ کہ نصرانیوں کو بھی یقین دلا دیا کہ ہم نے یسوع مسیح کوقتل کردیا۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ خدا کی تدبیر یہ ہوئی کہ جان نہیں نکلنے دی۔

کیا یہی وہ تدبیر تھی کہ جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ بطور احسان کے جتلائیں گے؟

پس معلوم ہوا کہ جومسلمان سمجھے ہیں وہ حق ہے۔

اس آیت کریمہ کے ضمن میں مجددینؒ نے کیا لکھا ہے وہ سن لیجئے۔

(۱) حضرت مجدد صدی ششم امام فخرالدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہود کی تدبیر تو قتل کی تیاری تھی اور خدا کی تدبیر یہ تھی کہ جبرائیلؑ

حضرت عیسیٰ علیہ ولسلام کو مکان کے روزن سے آسمان کو اٹھالے گئے۔ اور ایک اور شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل پر کردیا جس کو یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کا شران تک نہ پہنچنے دیا۔

مجدد صدی ششم حضرت حافظ ابن کیثر کی تفسیر

(۲) انہوں نے بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا۔ اور ان کی جگہ اس غدار شخص کو سولی دی گئی۔ جس کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کر دی گئی تھی۔

(۳) حضرت مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیلوطیؒ نے فرمایا کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے انتظام کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر کی کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور ایک اور آدمی کو ان کی شکل پر کردیا جس کو سولی دے دی گئی۔

(۴) یہی تفسیر مجدد صدی دواز دہم حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے کی اور فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اور دوسرے آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا گیا۔

اب ان مجددین کی تفسیر کو صحیح نہ ماننے والا کیسے مسلمان ہوگا؟

آیت نمبر۳

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کی تفصیل بتا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطمینان دلایا۔

واذ قال الله یا عیسیٰ انی متوفیك و رافعك الی ومطهرك من الذین كفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الیٰ یوم القیامة ثم الی مرجعكم فاحكم بینكم فیما كنتم فیه تختلفون ہ

ترجمہ: جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تم کو پوری طرح اپنی طرف اٹھاؤنگا اور کافروں سے پاک کردوں گا اور تمہارے متبعین کو کافروں پر (قرب) یوم قیامت تک

غالب رکھوں گا۔ پھر میرے پاس آؤ گے اور میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

یہاں بھی مرزا قادیانی کی جہالت آپ پر خوب واضح ہو جائے گی۔ کیونکہ مرزا جی نے متوفیک کا معنی کیا ہے۔ ''میں تجھے موت دوں گا۔''

بھلا یہ بھی کوئی تسلی ہے کہ یہودی تو کہیں ہم اس کو قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہیں کہ میں موت دوں گا۔ یوں تو اور ڈرانا اور پریشان کرنا ہے۔ متوفیک کے معنی ہیں ان مجددین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ جو مرزائیوں کے ہاں بھی مسلم مجدد ہیں۔

ایک مجدد کی تفسیر

اس آیت کا معنی اور مطلب مجدد صدی ہشتم امام رازی تفسیر کبیر میں وہی لکھتے ہیں جو ہم نے یہاں بیان کیا۔ فرماتے ہیں تو فی کے معنی ہیں اخذ ایشئی وافیاً۔ یعنی کسی چیز کو ہر لحاظ سے اپنے قابو میں کرلینا۔ اے عیسیٰ میں تیری عمر پوری کروں گا اور پھر تجھے وفات دوں گا۔ میں ان یہود کو تیرے قتل کے لئے نہیں چھوڑوں گا، بلکہ تجھے آسمان کی طرف اٹھا لوں گا اور تجھ کو ان کے قابو میں آنے سے بچا لوں گا۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ بعض لوگ خیال کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم نہیں بلکہ روح اٹھائی گئی تھی۔ اس لئے متوفیک فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ روح اور جسد دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ اگر کہا جائے کہ جب تو فی کے معنی پوری طرح قابو کر لینا ہے تو پھر اس کے بعد رافعک کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پوری طرح قابو کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو فی موت کے ذریعے ہوتی ہے۔ ایک بمعہ جسم آسمان کی طرف اٹھا لینے سے ورافعک نے دوسرے معنی کو متعین کر دیا۔ (یہ سارا بیان حضرت امام زاری کا تھا)

دوسرے مجدد کی تفسیر

امام جلال الدین سیوطیؒ جو قادیانی، لاہوری دونوں کے ہاں مجدد صدی نہم ہیں۔ اور ان کو اس درجہ کا آدمی سمجھتے ہیں کہ وہ متنازع فیہ مسائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ پوچھ لیتے تھے۔ (ازالہ اوہام) وہ فرماتے ہیں

یا عیسیٰ انی متوفیك (قابضك) ورافعك الی (من الدنیا من غیر موت (تفسیر جلالین)

ہم نے قرآن پاک کے وہ معانی کئے جن کی تائید دوسری آیات بھی کرتی ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر نزول عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتے ہیں۔ جو بلحاظ اصول مذکورہ ظاہر پر محمول ہے۔ پھر صحابہؓ نے یہی فرمایا اور دو مجددوں کی تفسیر بھی آپ کے سامنے ہے۔ مگر مرزائی ایک ہی رٹ لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس مقولے پر عمل کئے ہوئے ہیں۔ کہ جھوٹ اتنا بولو کہ اس کے سچ ہونے کا گمان ہونے لگے۔ مرزائی ہلدی کی گرہ لے کر پنساری بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور خاص کر ابن عباسؓ کے معنی کو لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ توفی کے معنی اور حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر پر ذرا تفصیلی روشنی ڈالیں۔

لفظ توفی کی تحقیق

توفی کا لغوی معنی اخذ الشیئ وافیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قابو کر لینا یا پورا پورا لے لینا۔ یہ وفاء سے ہے فوت سے نہیں۔ اس کا اصلی معنی وہی ہے جو دو مجددین نے بیان کر دیا۔

اب ان مجددین کے مقابلہ میں ہم انگریز کے خاص وفادار مرزا قادیانی کی بات کیسے مان سکتے ہیں۔

تیسرے مجدد کی تفسیر

امام ابن تیمیہؒ مجدد صدی ہفتم۔ اپنی کتاب ''الجواب الصحیح ممن بدل دین المسیح'' جلد نمبر دوص ۲۸۰ پر لکھتے ہیں۔

لفظ التوفی فی لغته العرب معناه الاستیفاء والقبض وذالك ثلثة انواع احدها توفی النوم والثانی توفی الموت والثالث تو فی الروح والبدن جمیعاً فانه بدالك خرج عن حال اهل الارض۔

ترجمہ: توفی کا معنی لغت عرب میں استیفاء اور قبض (یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اس کو اپنے قابو میں کر لینا ہے) اس کی پھر تین قسمیں ہیں ایک نیند کی توفی ایک موت کی توفی اور ایک جسم اور روح دونوں کی توفی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اسی تیسرے طریقہ سے اہل زمین سے جدا ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! دو منٹ کے لئے ریسٹ کر لیں۔ باقی تقریباً ۸۰ صفحے رہتے ہیں، دو گھنٹے میں ختم ہو جائیں گے۔

(وقفہ)

مولانا عبدالحکیم: جناب! اجازت ہے؟

جناب چیئرمین: پھر دو بجے تک جاری رکھیں۔ شام کو ایک گھنٹہ میں ختم ہو جائیں گا۔

مولانا عبدالحکیم: جناب! اجازت ہے؟

جناب چیئرمین: ایک سیکنڈ۔ پھر ہم ۲/۱-۱ بجے تک جاری رکھتے ہیں۔ پھر شام کو ساڑھے پانچ بجے دوبارہ شروع کریں گے اور نماز مغرب تک ختم کر دیں گے۔

میاں محمد عطا اللہ : جناب والا! میری رائے میں جو میٹریل اب باقی رہ گیا ہے وہ ایک گھنٹہ میں آسانی سے مولانا صاحب پڑھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں، آدھ گھنٹہ ٹھیک ہے۔ پھر اس کے بعد ریویو کریں گے۔

مولانا عبدالحکیم : جناب اجازت ہے؟

ترجمہ: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی دلیل یہ آیت ہے: وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته الیٰ حین بنزل۔۔۔۔ اور حق یہ ہے کہ وہ جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اس بات پر ایمان لانا واجب ہے۔

(۲) مجدد صدی ہفتم امام ابن تیمیہ اپنی کتاب الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح جلد دوم صفحہ ۲۸۱ میں فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: الا لیؤمنن بہ میں ایمان نافع مراد ہے جو قبل از موت ہے۔ موت کے وقت غرغرے اور نزع کے وقت کا ایمان نہیں ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں۔ اور تمام کافروں کے لئے ہے اور تمام باتوں کے مان لینے کے لئے ہے۔ جس سے بھی انکار کرتے تھے۔ اس میں حضرت مسیح کو کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ لیؤمنن مستقبل ہی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اور سب اہل کتاب حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ انہوں نے ایک حدیث بیان کر کے یہ آیت کریمہ پڑھی اور بتایا کہ اس آیت کریمہ میں اسی مسیح علیہ السلام کی زندگی کا ذکر کیا ہے جن کی نزول کی خبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ ہزاروں صحابہؓ میں سے کسی نے انکار نہیں کیا اور اس طرح اس مسئلہ پر اجماع صحابہؓ منعقد ہو گیا۔

جناب چیئرمین : ڈیڑھ بج گیا ہے۔ آپ کا کتنا Stamina ہے؟

مولانا عبدالحکیم : بیجان ہو گیا ہوں بالکل۔

جناب چیئرمین : کیا رائے ہے آپ کی۔

Members: Monday.

جناب چیئرمین : منڈے نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کل صبح نہیں، آج شام کو ایک گھنٹہ لگے گا۔ ساڑھے پانچ بجے۔ اس کے بعد اگر کوئی ممبر صاحبان مختصر بحث کرنا چاہیں تو بیشک شام تک کر لیں۔ اس کے بعد جب کتاب ختم ہو جائیگی تو پھر جنرل ڈیبیٹ منڈے مارننگ سے شروع ہو گی۔

The Committee of the whole House is adjourned to meet at 5.30 p.m. today.

The Special Committee adjourned for lunch Break to re-assemble at 5.30 p.m.

The Special Committee re-assemble after lunch break, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

Mr. Chairman : Yes, Maulana Abdul Hakim.

جناب چیئرمین : ہاں جی، شروع کریں۔

(At this stage Mr. Chairman Vacated the Chair which was accupied by Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi)

قرآن پاک اور لفظ توفی

مولانا عبدالحکیم :قرآن پاک میں لفظ توفی بائیس مقامات پر آیا ہے۔ اگر توفی کا حقیقی معنی بقول مرزا جی کے موت دینے کے مانے جائیں تو بعض مقامات پر معنی ہی نہیں بنتا۔

(۱) الله یتوفی الانفس حین موتها و التی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ ہ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قابو کرلیتا ہے۔ روحوں کوان کی موت کے وقت جو مری نہیں ان کو قابو کرلیتا ہے۔ نیند میں پھر جن کا فیصلہ موت کا کیا اس کو روک دیتے ہیں اور دوسری روحوں کو واپس کر دیتے ہیں۔ معین میعاد تک۔ اگر موت دینا مراد لیں تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو موت دیتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روحوں کو قابو کر لیتے ہیں موت کے وقت بھی اور نیند کے وقت بھی۔

(۲) هو الذی یتو فاکم باللیل ویعلم ماجر حتم با النهاره

ترجمہ: خدا وہ ہے جو تم کو رات کے وقت قابو کر لیتا ہے اور جو تم دن کو کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

یہاں بھی توفی سے مراد نیند ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ رات کو سارے لوگ مرجایا کریں۔

(۳) ولذین یتوفون منکم (اور وہ لوگ جو تم میں سے اپنی عمر پوری کر لیتے ہیں)

جب قرات زبر کے ساتھ ہو تو پھر یہاں موت دینے کے معنی بن ہی نہیں سکتے ورنہ معنی یہ ہوگا جو لوگ اپنے کو موت دیتے ہیں۔

توفی کا اصلی اور لغوی معنی تو یہ ہوا۔ اور چونکہ موت میں بھی روح قابو (قبض) کی جاتی ہے اس لئے اس کو توفی کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح نیند میں بھی روح کو ایک طرح قبض کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو بھی توفی کہہ دیا جاتا ہے۔ مگر اصلی معنیٰ کے سوا باقی معانی کے لئے قرینے اور دلیل کی ضرورت ہوتی ہے جیسے قرآن پاک کو بعض دوسری آیات میں قرینے موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے وہاں موت کا معنی ہوتا ہے۔

ایک مسئلہ

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی لفظ کا استعمال زیادہ تر اس کے اصل معنی کی بجائے شرعی معنی یا عرفی معنیٰ میں ہونے لگے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اب اصلی معنیٰ میں یہ لفظ کبھی استعمال نہ ہوگا، یہ قطعاً غلط ہے۔

پہلی مثال

مثلاً صلوٰۃ کے معنی دعا کے ہیں، مگر شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ ایک خاص عبادت ہے جس میں رکوع اور سجدے وغیرہ ہوتے ہیں اور قرآن پاک میں اس اصطلاحی معنی میں سینکڑوں جگہ صلوٰۃ کا استعمال ہوتا رہتا ہے، مثلاً قرآن پاک میں ہے۔

وصلی علیهم ان صلوتك سکن لهم ہ

ترجمہ: اور آپ ان کے لئے دعا کریں اس لئے کہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث سکون ہے۔

دوسری مثال

اسی طرح زکوٰۃ کا لفظ ایک خاص معنی میں زیادہ استعمال ہوتا ہے یعنی مالی عبادت کا ایک مخصوص طریقہ مگر اصلی معنیٰ میں بھی بلا روک ٹوک استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً

وحنا ناً من لدنا وزکوٰۃ ط وکان تقیاً ط

ترجمہ: اور یحییٰ علیہ السلام کو ہم نے اپنی طرف سے شوق دیا اور ستھرائی اور تھا پرہیزگار۔

یہاں زکوٰۃ اپنے اصلی معنیٰ پاکی میں مستعمل ہوا۔ یعنی ستھرائی اور پاکیزگی۔ اسی

طرح توفی کا لفظ ہے، زیادہ تر اس کا استعمال روح کو قبض کرنے میں ہوتا ہے، چاہے نیند کی صورت میں ہو یا موت کی صورت میں، لیکن کبھی اس کا استعمال روح اور جسم دونوں کے قبض کرنے میں بھی ہوتا ہے اور یہی اس کے اصل معنی ہیں۔ یعنی

اخذالشیی وافیا۔ (کسی چیز کو پوری طرح تو قابو کرلینا) جیسے کہ اہل لغت اور مجددین نے کہا ہے۔

ایک مرزائی ڈھکوسلہ اور اس کا جواب

مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کہہ دیا کرتے ہیں کہ توفی کا فاعل خدا ہو اور مفعول کوئی ذی روح ہو تو اس کا معنیٰ قبض روح اور موت ہی کے ہوتے ہیں یہ ایک دھوکہ یا ڈھکوسلہ ہے۔ ہم کہتے ہیں توفی کا فاعل خدا ہو مفعول ذی روح ہو اور اس کے بعد رفع کا ذکر ہو تو توفی کا معنیٰ جسم و روح دونوں کا اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔

ایک اور دھوکہ

مرزائیوں بلکہ خود مرزا جی نے حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے مسلمانوں کو بڑا دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے بخاری میں ''متوفیک'' کا معنی ''ممیتک'' کیا ہے کہ میں تجھے موت دینے والا ہوں _____ گویا وہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ یہ قطعاً دھوکہ اور غلط ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''متوفیک'' کا معنی ''ممتیک'' کیا ہے۔ یہ تو تسلی اور وعدہ ہے کہ میں تجھے توفی کر کے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اب یہ بات کہ یہ وعدہ کب خدا نے پورا کیا ہم کہتے ہیں کہ جب وہ سولی پر چڑھانے کا ارادہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کے مطابق ان کو پوری طرح قبض کر کے آسمان کی طرف اٹھالیا۔ مرزائی کہتے ہیں کہ پوری پوری تکلیف اور ایذاؤں کے بعد سال گزار کر موت دی۔ موت تو ہر شخص کو دی جاتی ہے یہ کیا وعدہ تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کے شایان شان یہی تھا۔

مگر اماتت کا معنیٰ صرف موت دینا نہیں بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی ہے۔

(دیکھو مرزا جی کی کتاب ازالہ وہام حصہ دوم ص ۱۲۹۸)

تو معنیٰ یہ ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے سلا کر یا بے ہوش کر کے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔ تو اب تمام آیات اور تفسیریں ایک طرح ہو گئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ممیتک کا معنی وہی موت دینے کے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا یہ نہیں دے سکتے اور فی الحال آسمان کی طرف اٹھاتا ہوں اور ان لوگوں سے تم کو پاک کرتا ہوں۔ گویا آیت میں وہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں کہ موت میں دوں گا، لیکن بعد میں اور فی الحال تم کو اٹھاتا ہوں۔

یہ معنی ہم اپنی طرف سے، مرزائیوں کی طرح نہیں کرتے بلکہ مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ نے خود حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ تابعی ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ میں تجھے اٹھاؤں گا اور پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا (درمنشور)

اسی طرح مجدد صدی دہم حضرت علامہ محمد طاہر گجراتی مصنف مجمع البحار نے فرمایا کہ

انی متوفیك ورافعك الی علی التقدیم والتاخیر ویجیی اخرالزمان لتواتر خبر النزول ہ

ترجمہ: یہ متوفیک اور رافعک الّی تقدیم و تاخیر کے ساتھ ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آئیں گے۔ کیونکہ ان کے نزول کی خبر متواتر ہے۔

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر جلد دوم سورۃ آل عمران میں لکھا ہے کہ یہاں واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کہ پہلے وفات ہو پھر رفع، بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

یہ کام کریں گے، باقی کب کریں گے؟ کس طرح کریں گے؟ تو یہ بات دلیل پر موقوف ہے اور دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور حضور سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر ان کو اللہ تعالیٰ اس کے بعد وفات دیں گے۔ اور یہ تقدیم و تاخیر قرآن میں بہت ہے مثلاً

(۱) یامریم اقنتی لربك واسجدی وارکعی ہ

ترجمہ: اے مریم اپنے رب کی عبادت کر اور سجدہ اور رکوع کر۔

تو یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رکوع سے سجدہ پہلے کرے۔ کیونکہ سجدے کا ذکر پہلے آ گیا ہے۔

(۲) اسی طرح واوحینا الیٰ ابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب والا سباط و عیسی وایوب ویونس وھارون وآتینا داؤد زبوراط

اس آیت میں بھی واؤ سے ترتیب ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکور باقی انبیاء علیہم السلام سے بعد میں آئے ہیں۔ مگر آیت میں ان کا ذکر پہلے ہے۔

(۳) اگر ہم کہیں کہ یہاں زید عمر، بکر اور خالد آئے تو اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ پہلے زید آیا پھر عمر آیا پھر بکر اور آخر میں خالد آیا۔ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات آئے۔ باقی کس طرح اور کس ترتیب سے آئے اس کا ذکر نہیں ہے۔

مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابن عباسؓ کے لفظوں کا معنی موت دینا ہی لے لیں تو بھی وہ حیات مسیح کے قائل ہیں اور آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔

چند نکات اور سوالات

(۱) جب توفی کے بعد رفع ہو اور رفع کا وقوع بھی بعد میں ہو تو اس کا معنیٰ یقیناً موت نہ ہوں گے۔ ایسی کوئی مثال نہیں ہے۔

(۲) اس سے پہلے کی آیت میں ہے کہ یہودیوں نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرح کون بہتر تدبیر کر سکتا ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تفسیر مان لیں اور متوفیک کا مفہوم ہم تیرہ سو برسوں کے مجددین و محدثین کے مطابق نہ لیں تو پھر کس کی تدبیر غالب آئی۔ یہود کی یا خدا تعالیٰ کی، بقول مرزا جی کے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوایا، مذاق اڑایا، منہ پر تھوکا، منہ پر طمانچے مارے، سولی پر چڑھایا، ان کے اعضا میں میخیں ٹھونکیں اور جو کچھ کر سکتے تھے کیا۔ آخر کار مرا ہوا سمجھ کر سولی سے اتارا۔ حالانکہ ان میں ابھی جان تھی۔ خفیہ علاج کیا گیا وہ بچ گئے اور زخم اچھے ہونے کے بعد ماں سمیت وہاں سے چلے گئے اور دو ہزار سال پہلے کے جنگلوں، صحراؤں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے کرتے افغانستان پہنچے خدا جانے کس طرح پھر پنجاب آئے۔ کسی نہ کسی طرح سری نگر جا پہنچے وہاں ساری عمر گمنامی میں گزاری اور مر گئے۔ یہودیوں نے اپنی طرف سے قتل کر کے ان کو لعنتی قرار دے دیا، عیسائیوں کو جو موقع پر موجود نہ تھے یقین دلا دیا، جنہوں نے کفارے کا عقیدہ گھڑ لیا اللہ تعالیٰ اتنا ہی کر سکے کہ سولی پر جان نہ نکلنے دی۔

کیا یہ خدا تعالیٰ کی بہترین تدبیر تھی، پھر اسی تدبیر کا قیامت کے دن احسان جتائیں گے کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا کیا یہی روکنا تھا؟

(۳) کیا موت کے بعد اوروں کا رفع روحانی نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کون سی تخصیص ہے۔

(۴) اگر متوفیک کا معنیٰ موت دینا ہے اور رافعک کا معنیٰ بھی روح کا اٹھانا ہے تو پھر رافعک کا لفظ زائد اور بے سود ہو جاتا ہے۔ جس سے قرآن کی بلاغت

قائم نہیں رہتی۔ جس کی شان سب سے اعلیٰ وارفع ہے اور نہ عربی میں ایسا ہوتا ہے۔

(۵) خدا تعالیٰ کی یہ تدبیر تو فتنہ صلیب کے وقت کے لئے تھی۔ اسی وقت کی تسلی کے لئے انی متوفیک فرمایا گیا۔ مرزا جی کے مطابق یہ رفع روحانی اس وقت ہوا اور موت اس وقت واقع ہوئی جبکہ تمام طرح کی تکالیف گزر چکی تھیں۔ اچھی تسلی دی گئی!

آیت نمبر۴:

وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیماً ہ وقولھم اناقتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم ط وان الذین اختلفوا فیہ لفی شك منہ ط مالھم بہ من علم الاتباع الظن ج وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ و کان اللہ عزیزاً حکیماً ہ

ترجمہ: (اور ہم نے ان یہود پر لعنت کی) ان کے کفر اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کی وجہ سے اور کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر ڈالا ہے جو اللہ کے رسول ہیں۔ حالانکہ انہوں نے ان کو نہ قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔ البتہ ان کے لئے (ایک آدمی) مشابہ کر دیا گیا۔ اور اس میں اختلاف کرنے والے (خود)

شک کے اندر ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا کوئی قطعی علم نہیں ہے۔ صرف ظن (تخمین) کی پیروی ہے۔ اور انہوں نے اس کو (عیسیٰ علیہ السلام) یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑے غالب اور حکمت والے ہیں۔

اس آیت کریمہ نے اصل مسئلے کا بالکل فیصلہ کر دیا کہ نہ تو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

مرزا جی کبھی کہتے ہیں کہ روح کو اٹھایا کبھی کہتے ہیں اٹھانا بمعنی عزت دی۔ بھلا آپ خود غور کریں۔

(۱) کہ قرآن پاک میں اسی ذت کے اٹھانے کا ذکر ہے جس کے قتل کا یہودی دعویٰ کرتے تھے۔ تو کیا وہ روح کو قتل کرتے تھے۔ یا جسم اور روح دونوں پر قتل کا فعل واقع ہونا تھا۔ اس سے صاف وصریح معلوم ہوا کہ رفع اس کا ہوا جس کو وہ قتل کرنا یا سولی پر چڑھانا چاہتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ السلام کا جسم اور روح دونوں تھے۔ صرف روح نہ تھی۔

(۲) وما قتلوہ وما صلبوہ اور پھر وما قتلوہ میں جب تمام ضمیریں حضرت عیسیٰ السلام کی طرف راجع ہیں تو پھر رفعہ اللہ کی ضمیر کیوں ان کی طرف راجع نہیں۔

(۳) بات یہ بھی قابل غور ہے کہ رفع کا ذکر اسی وقت کا ہے جس وقت وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔ مرزا جی روح کا رفع مراد لے کر ۸۷ سال بعد کشمیر میں رفع روحانی کہتے ہیں۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(۴) یہود مطلق قتل کے قائل نہ تھے، بلکہ وہ سولی پر چڑھا کر سولی کے ذریعے قتل کے قائل تھے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما قتلوہ وماصلبوہ تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان یہودیوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ مرزا جی کا ترجمہ یوں ہے کہ نہ ان کو قتل کیا نہ سولی پر قتل کیا۔ (کتنا بھدا ترجمہ ہے)

(۵) آیت میں ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ بل کے بعد والی بات بل سے پہلے والی بات کی ضد ہوتی ہے۔ جیسے کہا جائے کہ زید لاہور نہیں گیا

بلکہ سیالکوٹ گیا۔ یا یوں کہیں زید مسلمان نہیں بلکہ مرزائی ہے تو اس کا یہی معنی ہے کہ دوسری بات پہلی بات کے خلاف ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ان کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ میں نے اپنی طرف اٹھا لیا تو یہ تب ہی صحیح ہوسکتا ہے کہ رفع جسمانی مراد ہو۔ ورنہ مرزا جی کا معنی یہ ہوگا کہ انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دیدی تو قتل اور موت میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ قتل میں بھی موت ہوتی ہے۔

اس ''بل'' نے بھی مرزائیوں کا بل نکال دیا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قتل میں میں بھی موت خدا ہی دیا کرتے ہیں تو اس کا کیا مطلب ہوا کہ انہوں نے قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے موت دیدی۔

(۲) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کے ارادے کے وقت خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا کر بچا لیا۔ اور مرزا جی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے ۸۷ سال بعد سری نگر میں گمنامی کی موت مرے (معاذ اللہ)

مجددین امت کے بیانات

(۱) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ ''اور نہ قتل کر سکے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور نہ پھانسی پر ہی لٹکا سکے۔ بلکہ بات یوں ہوئی کہ یہود کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کی شبیہہ بنا دی گئی اور وہی قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا''۔

تفسیر جلالین زیر آیت کریمہ

(۲) مجدد صدی سیز دہم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب۔ دہلویؒ اپنے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ

''نہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ سولی چڑھایا''۔

(۳) و کان اللہ عزیزاً حکیماء اس پر آیت ختم کر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کمال قدرت اور کمال علم حاصل ہے تو اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا سے آسمانوں کی طرف اٹھانا۔ اگرچہ آدمیوں کے لئے تعذر رکھتا ہے۔ مگر میری قدرت و حکمت کے لحاظ سے اس میں کوئی تعذر نہیں ہے۔ یہ تفسیر حضرت امام رازی صاحب مجدد صدی ششم نے بیان فرمائی ہے۔

پہلی بات

یہاں پانچ باتیں ہیں۔ اگر صلیب کا معنیٰ سولی پر قتل کرنا ہے تو سولی پر چڑھانے کے لئے عرب میں کون سا لفظ ہے۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اگر سولی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چڑھایا تھا، تو بجائے اس کے کہ لعنت کی وجہ ان کے قتل کا قول بتاتے۔ یوں فرماتے (وبصلبھم) یعنی ان پر لعنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صولی پر چڑھانے کی وجہ سے ہوئی۔

تیسری بات

یہ ہے یہودی تو قائل ہی اس بات کے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر قتل کیا ہے۔ تو پھر وہ ماقتلوہ کافی تھا۔ وماصلبوہ کی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ صرف سولی پر چڑھانے کو صلیب کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مکمل طور پر حقیقت آشکار کرنا چاہتے تھے۔

چوتھی بات

یہ ہے کہ واقعہ صلیب کا ضرور ہوا تھا۔ لاکھوں لوگوں کو علم تھا۔ ایک آدمی کو سولی دی گئی تھی اور مشہور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔

تو سوال پیدا ہوتا تھا کہ سولی دی گئی تھی اگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے تو پھر کون تھا۔ اس کا جواب قرآن پاک نے دیا ''بل شبہ لھم'' کہ ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی (یہی غدار یہودا تھا) اس کو سولی پر لٹکا کر کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔

پانچویں بات

یہ ہے کہ پھر مسیح علیہ السلام کدھر گئے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ بل رفعہ اللہ الیہ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

آخر میں عزیزاً حکیما فرما کر مسلمانوں کے عقیدے کو مضبوط سے مضبوط فرما دیا۔

(At this stage Dr. Mrs. Ashraf Khatoon Abbasi vacated the Chair which was occupied by Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali)

مولانا عبدالحکیم: آیت نمبر۵

وان من اھل الکتاب الالیئومینن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً ہ

ترجمہ: جتنے فرقے ہیں۔ اہل کتاب کے سو عیسیٰ علیہ السلام پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

(پارہ نمبر۶ رکوع نمبر۲)

مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے پہل ایمان لے آئیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ اس آیت کریمہ نے تو بہت ہی صفائی سے اعلان کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ ان کے مرنے سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ گویا وہ بیسیوں حدیثیں اس آیت کی

شرح ہیں جن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم (فیصلے کرنے والے) ہو کر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے۔ اس وقت اسلام تمام اکناف عالم میں پھیل جائے گا اور جو یہود و نصاریٰ بچیں گے۔ سب ان پر ایمان لے آئیں گے اور ایسے معجزات اور فتوحات دیکھنے کے بعد جو اسلامی روایات کے عین مطابق ظہور پذیر ہوں گے کیوں ایمان نہ لائیں گے۔ اب آپ ذرا چوتھی اور پانچویں آیت کا ترجمہ ملا کر پھر پڑھیں۔

(۱) مرزا جی اس آیت کے ترجمے اور مطلب میں بری طرح پھنسے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ تو قیامت تک باقی رہیں گے۔ حالانکہ صور پھونکنے (بگل بجانے) کے بعد کون زندہ رہے گا۔ ایسی تمام آیتوں میں مراد قرب قیامت ہوتی ہے ورنہ عام محاورہ ہے۔ مثلاً یہ کہیں کہ مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا مناظرہ قیامت تک جاری رہے گا۔

(۲) کبھی مرزا جی کہتا ہے کہ مرنے سے پہلے سارے یہود و نصاریٰ صحیح بات پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ موت کے وقت ان کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ ان باتوں سے مرزا جی اپنے مریدوں کو قابو رکھنے اور سادہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ورنہ سب سمجھ سکتے ہیں کہ آیت کریمہ میں (لیٔومنن) کے صیغے نے اس بات کو مستقبل کے ساتھ خاص کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا کہ وہ ضرور ایمان لائیں گے۔ مگر مرزا جی اس کا معنیٰ لیئومنن کہ جگہ لیومنُ کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب ایمان لے آتے ہیں حالانکہ یہ گرائمر (صرف نحو کے) قواعد کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔

(۳) پھر مرزاجی یہاں ایمان کا معنیٰ وہ ایمان کرتے ہیں جو آخری وقت (غرغرہ اورنزاع کے وقت) کا ایمان ہے جو ایمان مقبول نہیں جیسے فرعون کا ایمان ڈوبتے وقت کا نامنظور تھا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صرف ایک سورۃ بقرہ میں ایمان یا اس کے مشتقات تقریباً پچاس جگہ ذکر ہوئے ہیں۔ ان سب مقامات پر بلکہ قرآن پاک کی دوسری سینکڑوں جگہوں پر ایمان سے مراد ایمان مقبول ہے۔

جب مرزا جی کسی آیت کے معنی میں دھوکہ دینا چاہتے ہیں تو لکھ مارتے ہیں کہ یہ لفظ قرآن میں اتنی جگہ اس معنی میں استعمال ہوا ہے مگر یہاں سینکڑوں مقامات پر ایمان کے معنیٰ ایمان مقبول سے گریز کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔

(۴) اگر ایمان سے، ایمان مردوداور نامقبول ہی مراد ہوتا ہے تو پھر لیؤمنن بہ قبل موتہ نہ کہا جاتا کیونکہ مرنے سے پہلے کا ایمان تو مقبول و منظور ہے، وہاں موت کے وقت یعنی غرغرے کا ایمان مقبول نہیں ہوتا تو قبل موتہ کی جگہ عند موتہ ہونا چاہیئے تھا کہ ان اہل کتاب کو موت کے وقت حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے، حالانکہ قرآن پاک جیسی فصیح و بلیغ کتاب عند موتہ نہیں فرماتی بلکہ قبل موتہ فرماتی ہے۔

(۵) کبھی مرزائی آڑ لیتے ہیں کہ قبل موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع نہیں ہے اور ایک شاذ قرأت کا سہارا لیتے ہیں جس میں قبل موتہ کی جگہ قبل موتہم آیا ہے۔ حالانکہ پہلے تو قرأت متواترہ کے مقابلہ میں قرأت شاذہ کا کیا اعتبار ہے جبکہ وہ کمزور ہے۔ پھر اگر مان لیا جائے تو اس صورت میں معنیٰ اس طرح کریں گے جو قرأت متواترہ کے مطابق ہوں۔ اس طرح معنیٰ

یوں ہوں گے کہ جب (عیسیٰ علیہ السلام) دوبارہ آئیں گے تو اس وقت کے بچے ہوئے سارے اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

اور یہ معنی ان بیسیوں حدیثوں کے عین مطابق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۶) اب آیت نمبر۴ اور آیت نمبر۵ کو ملا کر پھر پڑھیں یہاں ذکر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ ان کو قتل نہیں کیا۔ ان کو سولی نہیں دی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ ان پر ان کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب کو ایمان لانا ہوگا۔ اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔ تمام ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں انہیں کا ذکر ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معنی کرنا قرآن پاک سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ قرآن پاک کا فیصلہ بالکل صاف ہے۔

(۷) اب آپ مرزا قادیانی کا ترجمہ دیکھ کر ذرا لطف اٹھائیں۔ وہ اس کا معنیٰ ازالہ اوہام طبع اول میں یوں لکھتے ہیں۔

''کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ پر جو ہم نے (خدانے) اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیے ہیں۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔''

پہلے تو مرزا جی کے اس ترجمے کا مطلب ہی کوئی نہ سمجھے گا اگر سمجھ بھی جائے تو مرزا ناصر احمد اور سارے مرزائی بتائیں کہ یہ الفاظ جو مرزا جی نے ترجمہ میں گھسیٹے ہیں قرآن پاک کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ورنہ پھر حدیث رسولؐ کے مطابق جہنم کے لئے تیار رہیں۔ خود مرزا جی نے لکھا ہے کہ

''مومن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔ ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۷''

اگر ایمان ہے تو تیرہ سو سال کے مجددین یا کسی حدیث سے یہ معنی ثابت کریں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب بالکل صاف ہے۔

مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزید وضاحت یا تائید کے لئے بعض بزرگان سلف کے ارشادات بیان کر دیئے جائیں۔

امام شعرانی الیواقیت والجواہر جلد نمبر۲ ص ۱۳۱-۱۳۰ میں لکھتے ہیں۔ الدلیل علیٰ نزوله قولهٖ تعالیٰ وان من اهل الکتب الالیؤمنن به قبل موته اے حین ینزل......

والحق انه رفع بجسد لا الی السماء والایمان به واجب ہ

ایک چیلنج

<u>مولانا عبدالحکیم</u>: مسلمانوں کے معنی کے لحاظ سے لکھے تو معنی ظاہر ہیں مگر مرزائی بتائیں کہ یوم القیمته یکون علیهم شهیدا کا کیا معنی ہے وہ کس بات کے گواہ ہوں گے، حق وناحق کو تو تمام کا فرموت کے وقت پہچان لیں گے۔ تو وہ کس پر گواہی دیں گے اور کس بات کی دیں گے۔

دوسرا چیلنج

کیا کسی ایک محدث، مفسر اور مجدد کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے اس آیت کا وہ معنی کیا ہو جو مرزا جی نے کیا ہے اگر یہ من گھڑت معنی ہے تو مرزا جی کے اس قول کو یاد رکھیں کہ ایک نیا معنی اپنی طرف گھڑنا الحاد دو زندقہ ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۷۴۶-۷۴۵)

آیت نمبر۶

واذقال الله یاعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیك وعلیٰ والدتك اذایلمتك بروح القدس تکلم الناس فی المهد و کهلاج واذعلمتك

الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل واذ تخلق من الطین کهیئة الطیر باذنی فتنفخ فیها فتکون طیراً باذنی و ابرئی الاکمه والا برص باذنی واذتخرج الموتی باذنی واذکففت بنی اسرئیل عنك اذجئتهم بالبینات فقال الذین کفرو امنهم ان هذا الاسحرمبین ہ (پ۷ رکوع نمبر۴)

ترجمہ: ''اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے میری مہربانی یاد کر جو تم پر اور تمہاری والدہ پر میں نے کی۔ جب میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی۔ تم گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی۔ اور جب تم گارے سے پرندے کی طرح شکل میرے حکم سے بنا کر اس میں پھونک دیتے تھے تو وہ پرندہ ہو جاتا میرے حکم سے۔ اور جب میں نے بنی اسرائیل کو روکے رکھا تم سے۔ جب تم ان کے پاس کھلے دلائل لائے تو کافروں نے ان میں سے کہا یہ تو بس صاف صاف جادو ہے'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ذکر فرمایا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے علاوہ اور احسانات کے یہ بھی فرمائیں گے کہ میں نے ان کو تم سے روکے رکھا۔ یعنی دست درازی اور ہاتھوں کو روکنا تو درکنار ہم نے ان کو آپ تک پہنچنے بھی نہ دیا۔ اس میں کمال حفاظت کی نعمت کا ذکر ہے اور اسی صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان ہے ورنہ جس طرح مرزا قادیانی نے بیان کیا۔ وہ ایک مذاق ہی ہے۔

یہاں مرزائیوں نے اعتراض کیا ہے کہ وعدہ عصمت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی۔

پہلے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عصمت اور بچانا اور چیز ہے اور کف بمعنٰی روکے رکھنا اور چیز ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ سورہ مائدہ کی ہے جو ۵ھ اور ۷ھ کے درمیان نازل ہوئی۔ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور نے اپنی تفسیر بیان القرآن مطبوعہ ۱۳۴۰ھ ص۵۸۸ میں اس بات کا اقرار کیا ہے اور خاص کر یہ آیت کریمہ والله يعصمك من الناس دوران سفر ذات الرقاع غزوہ انمار میں نازل ہوئی تھی جو ۵ھ میں واقع ہوا۔ یہ بات مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی نہم امام سیوطیؒ نے تفسیر اتقان جزو اول ص۱۹ میں لکھی ہے۔ پس نزول المسیح ص۱۵۱ میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ وعدہ عصمت کے بعد حضور کو جنگ احد میں تکلیف پہنچی تھی بالکل جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ اب مجددین کی رائے ملاحظہ ہوں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات میں صفائی سے یہ بیان کیا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا۔ جبکہ مرزا جی کے ہاں تو خدا تعالیٰ نے ان یہود کو اس طرح روکے رکھا کہ وہ پکڑ کر لے گئے۔ منہ پر تھوکا، طمانچے مارے۔ مذاق اڑایا۔ سولی پر چڑھایا اعضا میں میخیں ٹھونکیں، وہ چیختا رہا کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ پھر یہودیوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اتار دیا۔ خفیہ علاج ہوا۔ مرہم رکھتے رہے آخر اچھا ہو کر وہ وہاں سے بھاگے اور پہاڑوں، دریاؤں، بیابانوں کو طے کرتے ہوئے سرحد پنجاب پہنچے۔ پھر کسی طرح کشمیر پہنچ گئے اور سری نگر میں (توبہ کر کے) خاموش زندگی گزاردی اور وہیں مر گئے۔ مرزائیوں کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کی کامیاب تدبیر تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کو عیسیٰ علیہ السلام تک نہیں پہنچنے دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

کف کا معنی

کف کا معنیٰ عربی میں روکے رکھنے کے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

سورۃ نساء میں　　يكفوا ايديهم

سورۃ مائدہ میں　　فكف ايديهم عنكم

سورۃ نساء میں　　كفوا ايديهم

سورۃ فتح میں　　وكف ايدى الناس عنكم

الذى كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم

ان تمام مقامات میں قرآن پاک نے اسی کف کو روکے رکھنے کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے۔

قرآن پاک کا اعجاز

چونکہ ان جگہوں میں ایک دوسرے کا سامنا ہوا یا مقابلہ کی شکل بنی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ایک کے ہاتھ دوسرے تک پہنچنے سے روکے رکھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں یہود اور پولیس سے مقابلے اور آمنے سامنے ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی اس لئے ایدی نہیں فرمایا کہ ہم نے بنی اسرائیل کو آپ سے روکے رکھا۔ نہ تو وہ آپ تک پہنچنے پائے اور نہ ہی مقابلے کی صورت پیدا ہوئی۔ ایک صورت اعجاز کی یہ بھی ہے۔ اب آپ مجددین کی رائے ملاحظہ فرمائیں

(۱)　مجدد صدی نہم امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین زیر بحث آیت میں فرماتے ہیں۔

"وكهلًا" يضيد نزوله قبل اساعة لانه، رفع قبل الكهولة كما سبق فى آل عمران ہ

ترجمہ: ''وکھلاً'' سے ثایت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے نازل ہوں گے اس لئے کہ وہ کہولت سے پہلے ہی اٹھا لئے گئے تھے۔

(۲) مجدد صدی ششم امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

نقل ان عمر عیسیٰ علیه السلام الیٰ ان رفع کان ثلاثاً وثلاثین سنة وستة اشهر وعلیٰ هذالتقدیر فهو مابلغ الکهولة والجواب من وجهین...... والثانی قول الحسین بن الفضل ان المراد بقوله وکهلاً ان یکون کهلا بعد ان ینزل من السماء فی آخرالزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسین بن الفضل وفی هذه الایة نص علیٰ انه علیه السلام سینزل الی الارض ہ

ترجمہ: نقل ہے جب عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے ان کی عمر ۲/۱-۳۳ برس تھی (گویا انہوں نے ادھیڑ عمر میں لوگوں سے باتیں نہیں کیں۔) حضرت حسین بن الفضل فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں وہ باتیں کریں گے۔ دوہزار سال کے بعد بوڑھا نہ ہونا پھر ادھیڑ ہو کر باتیں کرنا یہ وہ نعمت ہے جس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جتائیں گے۔ حضرت حسین بن فضل فرماتے ہیں کہ آیت میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عنقریب زمین پر اتریں گے۔

باقی دوسرا احسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگھوڑے میں باتیں کرنا یہ کیا مشکل ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے پاؤں کے نیچے کی مٹی سے سامری کا بچھڑا جو دھات سے بنا تھا بول اٹھا، تو جو بزرگ پیدا ہی جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے ہوئے تھے۔ ان کا بچپن میں باتیں کرنا کیوں تعجب خیز ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو لکھا ہے کہ میرے اس لڑکے نے دوبار ماں کے پیٹ میں باتیں کیں۔ خدا جانے کہاں کان رکھ کر یہ باتیں سنی گئیں۔ بہرحال یہ اس سے زیادہ مشکل ہے۔

آیت نمبر ۷

واذقال الله یا عیسے ابن مریم انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰهین من دون الهل قالَ مافی نفسك ط انك انت علام الغیوب ط ماقلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبد واللهَ ربی وربکم ، وکنت علیهم شهیدًا مادمت فیهم فلما توُفیتنی کنت انت الرقیب سبحنك مایکون لی ان اقولَ ما لیس لی بحق ط ان کنت تلته فقد علمة تعلم مانفسی ولا اعلم علیهمط وانت علیٰ کل شیءٍ شهید ط ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزیز الحکیم ط

ترجمہ: اور جب کہیں گے اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود بنا لو۔ وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ برتر (اورشرک سے) پاک ہیں، یہ میرے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ بات کہوں جس کا کسی طرح مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا تھا تو آپ اس کو جانتے ہیں۔ آپ میرے دل کی بات جانتے ہیں میں آپ کی بات نہیں جانتا۔ آپ بے شک غیب کی باتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے ان کو وہی بات کہی ہے جس کا آپ نے حکم دیا کہ میرے اور اپنے مالک کی عبادت کرو۔ اور میں ان کا نگہبان (یا گواہ) تھا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا آپ خود ہی نگہبان (یا گواہ) تھے اور آپ ہر بات کے گواہ (اور واقف) ہیں اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ (آپ کو حق حاصل ہے) اور اگر آپ ان کو بخشش دیں تو آپ (پوری طرح) غالب اور حکمتوں والے ہیں (سب کچھ) کر سکتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتے نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ ملزم ہیں، بلکہ اہل کتاب کو ذلیل ورسوا اورلاجواب کرنے کے لئے پوچھا جائے گا۔ کیونکہ عیسائی ان کو خدا اسی لئے بناتے تھے کہ

مرزا جی لوگوں کو احمق بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ جب ان کو دوبارہ آنا ہے تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں ۔

(۱) حالانکہ قرآن پاک میں ایسا نہیں ہے ۔

اور اگر یہی مطلب ہو تو سارے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مرزا جی کا کیا خیال ہے جب ان سے قیامت میں پوچھا جائے گا ۔

ماذا اجبتم قالو الاعلم لنا۔

ترجمہ: تمہیں کیا جواب دیا گیا وہ عرض کریں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔

مرزا جی، جو جواب یہاں دیں وہی جواب ہمارا بھی سمجھ لیں۔

(۲) دوسرے مرزا جی خود تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کی بے راہ روی کا علم ہوا تو انہوں نے زمین پر اپنا مثیل اور صفاتی رنگ میں اپنا بروز چاہا۔ جب مرزا جی کو بروزی مسیح بننے کی ضرورت ہوئی تو یہاں تک مان لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں ان کی امت کی برائیوں کا علم ہوا ۔ اور جب مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ لاعلمی ظاہر کریں گے؟ حالانکہ آنے سے پہلے ہی ان کو اللہ تعالیٰ نے سب باتوں کا علم دے دیا ہوتا ہے اور غیاب کے زمانہ کی کوئی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی نہ وہ نگران ہوتے ہیں۔ باقی انہوں نے علم سے انکار نہیں کیا ہے ۔

کنت انت الرقیب علیھم میں شہید کے مقابلہ میں رقیب استعمال کر کے صاف بتا دیا کہ یہاں علم کا سوال ہی نہیں ۔ بات صرف یہ ہے کہ میں نے ان غلط باتوں کا نہیں کہا اور جب تک میں ان میں رہا میں نگران تھا ۔ میرے اٹھائے جانے کے بعد آپ خود ہی نگران تھے۔

ان کا خیال تھا یا جان بوجھ کر جھوٹ گھڑ لیا تھا کہ یہ تعلیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ اس سوال کا جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی کچھ کہیں گے جو ایک پیغمبر کی شایان شان ہے۔ آخر میں فرمائیں گے جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران تھا، مگر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا پھر آپ خود ہی نگران اور گواہ تھے۔ مرزا جی نے یہاں بھی ''توفیتنی'' کا معنیٰ غلط کیا ہے کہ ''جب آپ نے مجھے وفات دی'' مگر صریحاً غلط ہے کیونکہ مرزا جی تو ستاسی سال واقعہ صلیب کے بعد سری نگر میں ان کو مارتے ہیں اور اس وقت تک بقول ان کے وہ زندہ تھے اور عیسائی ان سے پہلے ہی بگڑ چکے تھے۔

چنانچہ چشمۂ معرفت ص ۲۵۴ پر لکھتے ہیں۔

''انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ خدا کی جگہ عاجز انسان کی پرستش نے لے لی''

اس طرح بقول مرزا جی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے اسّی نوے سال پہلے عیسائی بگڑ چکے تھے۔ تو وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مرنے سے پہلے میں گواہ تھا۔ وہ تو درّوں ، پہاڑوں، دریاؤں اور بیابانوں میں پریشان پھرتے پھراتے سری نگر پہنچے جبکہ اس زمانہ میں وہاں بغیر لشکر کے پہنچنا اور اپنی قوم کے حالات سے واقف ہونا مشکل تھا۔ نیز آیت کریمہ سے مرزائی ترجمہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علیحدگی ان لوگوں سے موت کے ذریعے ہوئی تھی۔ حالانکہ بقول مرزا جی علیحدگی عرصہ دراز پہلے ہوئی۔ اور موت بعد میں۔

اب آپ آیت کریمہ کا اعجاز ملاحظہ کریں کہ ''مادمت فیھم'' فرمایا ہے ''مادمت حیا'' نہیں فرمایا کہ جب تک میں زندہ رہا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں رہا۔ مطلب صاف ہے کہ جب آپ آسمان کی طرف لے جائے گئے تو آپ کی ذمہ داری یا نگرانی کیسے باقی رہی۔

آیت نمبر ۸

و انه لعلم للساعة فلاتمترن بها واتبعون ط هذا صراط مستقیم ° پارہ نمبر ۲۵ رکوع نمبر ۱۱

ترجمہ: اور یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) یقینی نشانی ہیں۔قیامت کی سوشک نہ کرو۔ اس میں اور میری تابعداری کرو، یہ سیدھی راہ ہے۔

اس آیت میں صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور دوبارہ تشریف لانا قیامت کی دلیل ہے۔جس کا ذکر ہم عنقریب کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) قرآن پاک کی آیات کی تصریحات کے بعد اس میں کیا شک رہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔

(۲) احادیث بھی آگے چل کر آپ پڑھیں گے لیکن یہاں خاص مناسبت کی وجہ سے ایک اور روایت درج کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ''جس رات حضور کو معراج ہوئی اس رات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔قیامت کا تذکرہ چلا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے علم سے انکار کر دیا۔اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی انکار کر دیا۔جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نمبر آیا انہوں نے فرمایا کہ وقوع قیامت کا علم تو سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور جو عہد میرے ساتھ ہے وہ اتنا ہے کہ قرب قیامت میں دجال خارج ہوگا۔میں نازل ہو کر اس کو قتل کروں گا''۔

(ابن ماجہ۔مسند احمد۔حاکم۔ابن جریر اور بیہقی بحوالہ درمنشور)

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے درمنشور میں روایت ہے کہ وہ علم للساعۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے تشریف لانا مراد لیتے ہیں۔

(۴) امام حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور امام فخر الدین رازی مجدد صدی ششم نے تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ میں اس آیت کریمہ کے تحت انہٗ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع کی اور ان کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا۔

تصدیق از انجیل

انجیل متی باب نمبر ۲۴، انجیل مرقس باب نمبر ۱۳ اور انجیل لوقا میں ہے کہ ''میرے نام سے بہتیرے آئیں گے یقین نہ کرنا، یسوع سے پوچھا گیا کہ دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے اور یہ باتیں کب ہوں گی، جبکہ وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا، اس نے کہا جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح تم کو گمراہ نہ کریں کسی کی بات نہ ماننا، جیسے بجلی کوندکر پورب سے پچھم کو جاتی ہے۔اسی طرح ابن مریم آئے گا قدرت اور جلال کے ساتھ''

اس سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔

(۱) وہ اپنے تمام مثیلوں سے بچنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی نشانی ہے۔

(۳) حضرت مسیح علیہ السلام اچانک (آسمان) سے آئیں گے۔

(۴) وہ بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آئیں گے۔

یہی مضمون قرآن و حدیث میں بھی موجود ہے ______ مرزائیوں کو چاہیئے کہ اس پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں۔

آیت نمبر ۹

ویکلم الناس فی المھد و کھلا۔الایہ۔

یہ دراصل وہی پہلی آیت ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔یہاں اس طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر زمانہ ''کہولت'' (ادھیڑ عمر) میں باتیں کرنے کا ذکر فرماتے ہیں۔پھر قیامت کے دن اپنے احسانات میں بھی زمانہ کہولت میں باتیں کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔

حالانکہ بڑی عمر میں باتیں کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ ان پر احسان جتایا جائے ۔ یہ تو سب انسانوں کو حاصل ہے۔بات یہی ہے کہ چونکہ بڑی عمر میں باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے۔اس لئے جب دوبارہ آئیں گے تو وہ زمانہ کہولت میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ یہ خاص اور معجزانہ انداز کی باتیں ہوں گی۔

مرزا جی کی تصدیق

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ آئیں گے تو چونکہ پہلے ان کی شادی نہ ہوئی تھی ۔ اس لئے وہ شادی بھی کریں گے ۔ اس ضمن میں مرزا جی لکھتے ہیں ۔

”شادی تو ہر شخص کرتا ہے۔ اور اولاد بھی ہوتی ہے

بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۔۵۳)

(اس مقام پر مرزا جی نے محمدی بیگم کے ساتھ اپنے نکاح کے بارہ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملوث کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

اگر حضور نے تیرہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ محمدی بیگم سے مرزا جی کی شادی ہوگی اور اس ارشاد کا معنی وفات شریف تک آپ پر نہ کھلا تو آپ پیغمبر کیسے ہوئے (العیاذ باللہ)۔

اس طرح جو کہتے ہیں ادھیڑ عمر میں باتیں کرنا کون سا کمال ہے کہ پیدائش کے ذکر میں بھی اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتے ہیں اور قیامت میں بھی احسان جتلائیں گے ۔ معلوم ہوا کہ یہ کہولت معجزانہ کہولت ہے جو دو ہزار سال گزرنے کے بعد کی ہے۔

انجیل کا فیصلہ

قرآن کریم کے فیصلے کے ساتھ انجیل کا فیصلہ بھی ملاحظہ کریں ۔

انجیل برنباس جس کو مرزا جی نے اپنی کتاب ”سرمہ چشم آریہ“ میں نہایت معتبر قرار دیا ہے کے فصل نمبر ۲۱۴۔۲۱۵۔۲۱۶۔۲۱۷۔اسی طرح فصل ص۔۲۲۲/۲۳۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری برنباس نے تفصیل سے لکھا ہے کہ

جب یہود نے حضرت یسوع مسیح کو پکڑ کر سولی کے ذریعے قتل کرنا چاہا اور جاسوسی کا کام یہود اسحر لوطی سے لیا تو اللہ نے یہودا کی شکل وصورت اور آواز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بنا ڈالی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے چھت کے روزن سے آسمان پر (زندہ جسم سمیت) اٹھا لیا ۔ یہودا ہر چند چیخا چلایا مگر سب نے اس کو مسیح ابن مریم ہی سمجھا اور بڑی ذلت سے لے جا کر اس کو سولی پر چڑھایا ۔ میخیں ٹھونکیں اور قتل کے بعد لاش کو اتار دیا۔ برنباس کہتا ہے کہ میں اور حضرت یسوع مسیح کی ماں سب یہود کو اس کی آواز اور صورت وشکل کی وجہ سے مسیح ہی سمجھ رہے تھے ۔ اس وقت ہم سولی کے قریب تک گئے وہ تکلیف اور غم بیان سے باہر ہے ۔ بعد میں اصل حقیقت کھلی مگر یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا۔ حواری بھاگ گئے تھے اور کوئی موجود نہ تھا“۔ بعض عیسائیوں نے تین دن کے بعد آسمان پر زندہ کر کے اٹھانے کا عقیدہ گھڑا حق چھپ گیا اور باطل نے اس کو دبا لیا۔ انجیل برنباس کا یہ بیان قرآن پاک کے بالکل مطابق ہے۔

عقل و دانش کا تقاضا

جب قرآن پاک اصلاح کے لئے نازل ہوا ہے اور اس نے یہودیوں اور عیسائیوں کے غلط عقیدوں کی تردید کر دی ہے تو پھر جب عیسائیوں کی اکثریت ان کے آسمان پر

زندہ ہونے کا عقیدہ رکھتی تھی۔ تو قرآن پاک نے "رافعک" اور "بل رفعہ اللہ الیہ" فرما کر کیوں ان کے غلط عقیدے مہر تصدیق ثبت کی؟ قرآن کریم نے تو اس کو اس طرح صاف وصریح بیان کیا کہ تمام صحابہؓ اور تیرہ سو سال کے مجددین ومحدثین نے یہی سمجھا کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں اگر واقعی وہ زندہ جسم سمیت آسمان پر نہ اٹھائے گئے ہوتے تو پہلے تو قرآن پاک واضح طور سے ان کی تردید کرتا ورنہ ایسے الفاظ تو قطعاً استعمال نہ کرتا کہ جس سے ان کی تائید ہوسکتی۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر

قرآن کے معانی حضور سے بڑھ کر کون سمجھ سکتا ہے۔ اب ہم آپ کو حضور کے بیان کردہ معانی بتاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی ہریرةؓ قالَ قال رسول لله صلی الله علیه و سلم والذی
نفسی بیدی لیوشکن ان ینزل السجدة الواحدة خیراً من
فیکم ابن مریم حکماً عدّلا الدنیا و مافیعا ثم یقول ابوھریرةؓ
فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر فاقرؤا ان شئتم و ان من اھل
و یضع اجزیة و یفیض المالَ الکتب الا لیؤ منن به قبل موته
حتیٰ لا یقبله احد حتی تکون (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق ضرور آئیں گے تم میں ابن مریم حاکم وعادل ہو کر پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ اٹھا دیں گے۔ ان کے زمانہ میں مال اس قدر ہوگا کہ کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دینا مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر تم چاہو تو (قرآن کی یہ آیت) پڑھو و ان من اھل الکتاب الا لیٔومنن به قبل موته۔

اس ارشاد میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے اور مرزا جی کے کہنے کے مطابق قسم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کلام میں کوئی تاویل یا استثناء نہیں ہے ورنہ قسم بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ پس یقینی ثابت ہوگیا کہ

(۱) کہ نازل ہونے والے مریم کے بیٹے ہیں (نہ کہ چراغ بی بی کے)

(۲) وہ حاکم اور فیصلے کرنے والے ہوں گے (مرزا جی تو انگریزی عدالتوں میں دھکے کھاتے رہے)۔

(۳) وہ عادل ہوں گے (مرزا جی نے تو محمدی بیگم کے غصہ میں خود اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور اپنے ایک لڑکے کو عاق اور وراثت سے محروم کر دیا تھا اور دوسرے سے بیوی طلاق کروائی تھی)۔

(۴) وہ صلیب توڑیں گے (مرزا جی نے نہ تو صلیب توڑا اور نہ ہی صلیب پرستی میں کمی آئی)

(۵) وہ خنزیر کو قتل کریں گے (تاکہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو جائے)۔

(۶) جزیہ موقوف کریں گے (ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی پھر جزیہ کس سے لیں گے)۔

(۷) اس قدر مال دیں گے کہ کوئی قبول کرنے والے نہ ہوگا (مرزا جی تو کبھی کتابوں مہمانوں اور کبھی مینارۃ المسیح کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے کرتے تھک گئے تھے)۔

(۸) اس وقت ایک سجدہ دنیا بھر سے بہتر ہوگا (مرزا جی کے آنے کے بعد تو نمازوں اور سجدوں میں نمایاں کمی آگئی۔ پھر جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وان من اهل الکتاب الالیؤ منن به قبل موته

ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائے گا۔

آنے والے کو قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے اور ان کی زندگی کا اعلان کرتے ہیں۔ باقی ہزاروں کی تعداد میں صحابہؓ موجود تھے۔ ان میں سے کسی نے بھی تردید نہیں کی۔ اور حدیث ہے بھی بخاری اور مسلم شریف کی۔ ان الفاظ نے تو آیت کا معنی متعین کر کے معاملہ ہی صاف کر دیا۔

بڑی بات

یہ ہے کہ حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے اور مرزا جی کے مسلم اصولی کے تحت اس میں کوئی تاویل و استثناء نہیں ہو سکتی ورنہ قسم میں فائدہ ہی کیا ہے۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اس حدیث شریف سے مریم علیہ السلام کے بیٹے کا نزول مراد ہے یا چراغ بی بی کے بیٹے کا۔ اور حدیث میں بیان کی گئیں باقی باتیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی پر منطبق ہوتی ہیں؟

حدیث نمبر۲

عن ابی هریرةؓ عن النبی صلی الله علیه و سلم قال الانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتی و دینهم واحد ولانی اولی الناس بعیسی ابن مریم لانه لم یکن بینی و بینه نبی وانه نازل فا ذرأیتموه ا فاَ عرفوه رجل مربوع الی الحمدة والبیاض علیه ثوبان ممعوان رأسه یقطر و ان لم یصبه بلل فیدق الصلیب و یقتلا لخنزیر و یضع الجزیه ویدعوالناس الی الاسلام فتهلك فی زمانهاَالملل کلها الالا سلام و ترتح الا

سود مع الا بل والنمار مع البقرو والدیاب مع الغنم و تلعب الصبیان بالحیات فلا تضرهم فیمکث اربعین سنة ثم یتو فی ویصلی علیه المسلمون ۔

(رواہ ابوداؤد و احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام پدری بھائی ہیں۔ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور دین ایک ہے اور میں عیسیٰ ابن مریم کے سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور وہ نازل ہوگا۔ بس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانہ قامت۔ سرخی سفیدی ملا ہوا رنگ۔ زرد رنگ کے کپڑے لئے ہوئے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ گو سر پر پانی نہ ڈالا ہو وہ صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس کے زمانے میں سارے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔ سوائے اسلام کے۔ اور شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ۔ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے۔ اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ اور وہ ان کو نقصان نہ دیں گے۔ پس عیسیٰ ابن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے۔ اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(ہم نے اس روایت کو مرزا بشیر الدین محمود کی کتاب حقیقۃ النبوہ حصہ اول ص۔۱۹۲ سے انہی کے ترجمہ کے ساتھ نقل کیا ہے)۔

اس حدیث کی صحت تو فریقین کے ہاں مسلم ہے۔ اس میں حضور کا ارشاد صاف وصریح ہے کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔

مرزائی خیانت

"لم یکن بینی وبابینه کا معنی مرزا محمود نے یہ کیا کہ اس کے اور میرے درمیان نبی نہیں، حالانکہ لفظ لم یکن کا معنیٰ ہے کوئی نبی نہیں ہوا۔ یہ ماضی کا بیان ہے جس کو خلیفہ محمود

نے چھپایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو معلوم ہوا کہ انہی کا رفع ہوا ہے اور وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں کیونکہ بقول مرزا جی نزول فرع ہے صعود کی۔ ملاحظہ ہوانجام آتھم ص۔۱۶۸ اس حدیث پاک نے بھی مرزائی تاویلات کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔

دوسری خیانت

مرزا محمود صاحب نے دوسری خیانت یہ کی کہ ابوداؤد شریف میں مذکور حدیث کے الفاظ "و یقاتل الناس عل الاسلام" کوسرے سے کھا گئے کیونکہ مرزا جی نے مقاتلہ نہ کبھی کیا نہ اس کے حق میں تھے۔ وہ تو صرف انگریزوں کے لئے دعائیں کرنا جانتے تھے۔

حدیث نمبر۳

عن عبداللہ ابن عمر و ابن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ينزل عيسى ابن مريم الىٰ الارض فيتزوج ويولد له ويُمكث خمساواربعين سنته ثم يموت فيدفن معي في قبري فُا قوم انا وعيسے ابن مريم في قبروّاحد بين ابى بكر و عمر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے یہاں شادی کریں گے۔ ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور زمین میں ۴۵ سال رہ کر وفات پائیں گے اور میرے ساتھ گنبد خضریٰ میں دفن ہوں گے۔

(رواہ ابن جوزی) (ترمذی ومشکواۃ)

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

اس روایت کو مرزا قادیانی نے نقل کرکے "فیتزوج ویولدلہ" کے حصہ سے محمدی بیگم کے مرزا جی کے نکاح میں آنے کی خوشخبری پر محمول کیا ہے اور "یلغن معی فی قبری" سے اپنا فنا فی الرسول ہونا ثابت کیا ہے۔ بہر حال حدیث کو صحیح تسلیم کر گیا ہے۔

یہ حدیث امام ابن جوزیؒ نے نقل فرمائی ہے جو مرزائیوں کے مسلم مجدد مہدی ششم ہیں۔ گویا صحت حدیث سے انکار ہی نہیں ہوسکتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:

(۱) حدیث میں "الی الارض" کے لفظ سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف نازل ہوں گے معلوم ہوا کہ زمین پر پہلے سے نہیں ہیں۔

(۲) چونکہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہ کی تھی اس لئے اب ان کی شادی کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔

(۳) اور یہ تصریح بھی فرما دی گئی کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی مقبرے سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان بمعہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوں گے۔

مرزائی وہم

یہاں مرزائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور کی قبر میں کیسے دفن ہوں گے۔ مگر مرزا جی نے خود "نزول المسیح ص۔۴۷" پر لکھا ہے کہ ان (یعنی حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ) کہ یہ مرتبہ ملا کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ملحق دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔ یہی مطلب مرقاۃ میں مرزائیوں کے مسلم مجدد حضرت ملاعلی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

(۴) اس کے ساتھ وہ روایت بھی ملا دیجئے کہ حضرت عائشہ نے حضور کریمؐ سے اجازت چاہی کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہاں تو جگہ نہیں ہے صرف ایک قبر کی جگہ ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔ ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اس روایت نے بھی مرزائیوں کی تمام تاویلی خرافات کو ختم کر کے رکھ دیا۔

حدیث نمبر۴

ان روح الله عيسى نازل فيكمفاذارأيتموه فاعر فوه فانه رجل مربوع الى الحمرة و البياض۔ ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون

(رواہ الحاکم عن ابی ھریرہؓ)

یہ حدیث مرزائیوں کے امام اور مجدد صدی چہارم نے روایت کیا ہے۔ اس لئے اس کی صحت میں تو شک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے قرآنی لقب ''یعنی روح اللہ'' سے یاد فرمایا۔ تمام باتوں کا ذکر کرکے فرمایا جاتا ہے کہ اس کے بعد وہ فوت ہوں گے اور مسلمان ان کا نماز جنازہ پڑھیں گے۔

حدیث نمبر ۵

لحن ابی ہریرۃؓ انه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم کیف انتم اذنزل ابن مریم من السماء فیکم و امامکم منَم

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت (مارے خوشی کے) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب مریم کے بیٹے تم میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور تمہارا امام (نماز کا) تمہیں میں سے ہوگا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نماز پڑھانے کے لئے تیار ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔ وہ ان سے نماز پڑھانے کا کہیں گے وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت آپ کے لئے کی گئی ہے (آپ ہی پڑھائیں گے)۔

اور بعض روایات میں ہے کہ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فضلیت دی ہے۔ بہرحال وہ نماز خود حضرت مہدی علیہ السلام ہی پڑھائیں گے۔ اس حدیث میں من السماء کا صاف لفظ موجود ہے اور اس کو مرزائیوں کے مسلم مجدد صدی چہارم امام بیہقی نے روایت کیا ہے اس لئے اور زیادہ معتبر ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابن عباسؓ (فی حدیث طویل) قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فعند ذالك ینزل اخی عیٰسی بن مریم من السماء علی جبل افیق اماماً ھا دیاً حکماً عادلاً (کنزالاعمال)

(۱) اس حدیث میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے من السماء کا لفظ اضافہ کرکے مرزا قادیانی کا منہ بند کر دیا ہے (۲) اس میں اخی (میرا بھائی) فرما کر عیسیٰ علیہ السلام جو پیغمبر ہیں وہی میرے بھائی ہیں (کوئی چراغ بی بی کا بیٹا حضور کا مصنوعی بھائی نہیں ہے)۔

اس حدیث کو مرزا جی نے حمامتہ البشریٰ ص۔۸۸ (مطبع منشی غلام قادر سیالکوٹی ۱۳۱۱ھ میں نقل کیا مگر خیانت کرکے من السماء کا لفظ کھا گیا۔

حدیث نمبر ۷

عن عبداللہ بن عمرؓ (فی حدیث طویل) قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم فبعث الله عیسی ابن مریم کا نه عروۃ بن مسعود فیطلبه فیهلکه (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب لاتقوم اساعتہ) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف (باب بدٔ الخلق) میں ہے معراج کے ذکر میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کے ذکر میں فرمایا کہ

فاذا اقرب من رایت به شبیهاً عروۃ بن مسعود۔

ترجمہ: حضرت عیسیٰ کی مشابہت زیادہ تر عروۃ بن مسعودؓ سے تھی۔

اب آپ خود ہی فرمائیں جس عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہستی کو آسمان میں دیکھا۔ حدیث نمبر ۷ میں انہی کے نزول کا ذکر فرماتے اور پھر حضرت عروہ بن مسعودؓ سے تشبیہ

دے کر ارشاد کرتے ہیں کہ یہ دجال کا پیچھا کر کے اس کو ہلاک کریں گے۔ اس حدیث میں آپ نے خرد ماغ انسانوں کو بھی بتا دیا کہ نازل ہونے والے وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو حضرت عروہ بن مسعودؓ کے مشابہ ہیں۔ جن کو آسمان میں دیکھا تھا۔

حدیث نمبر۸

عن نواس بن سمعان رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم.......... فبینما هوکذالك اذبعث الله المسیح بن مریم فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهزو د تین واضعاً کفیه علیٰ اجنحة ملکین اذلُائ رأسه قطرو اذارفعه تحدرمنه مثل حجان کا للؤ لؤ فلایحل بکا فریجد من ریح نفسهٖ الامات و نفسهُ یتنهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدر که بباب لد فیقتله (مسلم) مرزا نے ازالتہ الاوہام حصہ اول ص۔۲.۵/۸۷ پر یہ حدیث نقل کی ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث نے بھی مرزا غلام احمد کی نیند حرام کر رکھی کبھی کہتا ہے یہ خواب یا کشف تھا حالانکہ اس طویل حدیث کے الفاظ میں ہے ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجة لکم اگر وہ خروج کر لے جبکہ میں تم میں ہوں تو میں اس سے جھگڑ لوں گا۔ کوئی بھی عقل مند اس کو خواب یا کشف نہیں کہہ سکتا۔ کبھی کہتا ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف سمجھ کر روایت نہیں کیا۔ حالانکہ امام بخاریؒ کا کسی حدیث کو نقل نہ کرنا ضعف کی دلیل نہیں ورنہ حدیث مجدد۔ کسوف وخسوف کی حدیث ان لمھدینا آیتیں اور حدیث ابن ماجہ لامھدی الاعیسیٰ بخاری میں نہیں ہیں جن پر مرزا نے اپنی مسیحیت کی بنیاد پر رکھی ہے۔ اس حدیث اور تمام احادیث نزول مسیح سے مراد نزول من السماء ہے خود اسی حدیث کو نواس بن سمعان کے بارے میں ازالتہ الاوہام ص۔۸۱ پر لکھا ہے۔ ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود

ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا'' (جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے)۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حدیث نمبر۹

والذی نفسی بیده لیهللن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً اویشنیهما (رواہ مسلم فی صحیحہ)

ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ابن مریم فج روحاء میں حج کے لئے لبیک کہیں گے یا عمرے کے لئے یا دونوں کی نیت کر کے۔

اس حدیث میں بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے اس لئے تمام الفاظ حدیث کو ظاہر پر ہی محمول کرنا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حج کریں گے (کوئی اور ان کی طرف سے نہیں کرے گا) اور فج روحاء سے مراد وہی روحاء کی گھاٹی ہوگی۔ نزول سے مراد نیچے اترنا ہی مراد ہوگا۔ حدیث

حدیث نمبر۱۰

حضرت ربیع سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جھگڑنے لگے۔ عیسیٰ ابن مریم کے بارہ میں وقالو اله من ابوه وقالو اعلی الله الکذب و البهتان فقال لهم النبی صلی الله علیه و سلم الستم تعلمون انه لایکون ولد الا و هو یشبهه اباه قالو اهلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت و ان عیسیٰ یا ئتی علیه الفناء فقالو ابلیٰ (درمنثور) ربیع کہتے ہیں کہ نجران کے عیسائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے۔(مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے) آپ نے فرمایا کہ بیٹے میں باپ کی مشابہت ہوتی ہے یا نہیں۔انہوں نے کہا ہوتی ہے آپ نے فرمایا پھر تمہارا رب زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام پر یقیناً موت آئے گی تو انہوں کہا کیوں نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے تو یہاں پر بہت آسان تھا کہ آپ الوہیت مسیح کے ابطال کے لئے فرما دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں۔یہ بات ابطال الوہیت اوابنیت پر زیادہ صاف دلیل ہو جاتی یا یوں ہی فرما دیتے کہ تمہارے خیال میں تو وہ مر گئے ہیں تو پھر خدا یا خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی بہترین دلیل تھی مگر ممکن تھا کہ کوئی مرزائی چودھویں صدی میں اپنی کورچشمی سے اسی سے موت مسیح ثابت کر دیتا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت صفائی سے حق اور صرف حق فرمایا کہ خدا تعالیٰ حی ہیں جو کبھی نہیں مرتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی یعنی بجائے ماضی کے مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہوتے تو یقیناً اس بحث میں یہی بہتر تھا کہ ان عیسیٰ قداتیٰ علیہ الفناء فرما دیتے۔

حدیث نمبر ۱۱

عن الحسنؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ۔(درمنثور جلد دوم) یہ راوی حضرت حسن بصریؒ ہیں جو سرتاج اولیاء ہیں اور جو تابعی ہو کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا یقیناً انہوں نے حدیث کسی صحابی سے حاصل فرمائی۔ یوں بھی مرسل حدیث کو جو کسی صحابیؓ کے توسط کے بغیر حضور کی طرف منسوب ہو گئی ۔حضرت ملا علی قاریؒ نے فرمایا کہ حجت ہے (شرح نخبہ) حضرت ملا علی قاریؒ صدی دہم کے مسلم مجدد تھے۔ ان کا قول کون رد

کر سکتا ہے ۔ بہر حال اس حدیث نے تصریح کر دی کہ ''ان عیسیٰ لم یمت'' کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں ہیں بلکہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔

لفظ لم یمت بھی ہے اور راجع بھی

حدیث نمبر ۱۲ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ابن ماجہ اور مسند امام احمد میں روایت ہے کہ:

لما کانت لیلة اسری برسول الله صلی الله علیه و سلم لقی ابراهیم علیه السلام و موسی علیه السلام و عیسیٰ علیه السلام فتذ اکرو السا عة فبدؤ ابا براهیم فسٔلوہ عنها فلم یکن عنده منها علم ثم سألو اموسیٰ فلم یکن عنده علم" فسر دالحدیث الیٰ عیسیٰ بن مریم فقال قدعهد الی فیما دون۔ اوجبتها فاما وجبتهافِلاایِعلمها الا الله فذکر خروج الدجال قال فانزل فاقتلهَ۔

(ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی فرماتے ہیں کہ معراج کی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ سے۔ پس انہوں نے قیامت کا ذکر چھیڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی جواب دیا۔ آخر الامر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ قرب قیامت کا ایک وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کا ٹھیک وقت سوائے خدا عزوجل کس کو معلوم نہیں۔ پس انہوں نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا(آخر تک)۔

یہ حدیث امام احمد نے مرفوعاً بیان فرمائی ہے کہ یہ تمام الفاظ گویا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ امام احمد صدی دوم کے مسلم مجدد ہیں اس لئے حدیث کی صحت میں بحث ہی

نہیں ہوسکتی جیسے کہ اصول تفسیر میں لکھا جا چکا ہے ۔ اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ دجال ایک شخص کا نام ہے۔ پادریوں کے گروہ کا نام نہیں جیسے مرزا نے کہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں وہی اتر کر دجال کو قتل کریں گے۔ قتل دجال نے بھی دلیل وغیرہ سے قتل کی نفی کر دی جیسے کہ مرزائی ہرزہ سرائی ہے کیا معراج کی رات میں مرزا قادیانی نے اپنے نزول کا ذکر کیا تھا۔ کیا یہی مرزا قادیانی اس آسمان سے اترے ہیں ۔کیا انہوں نے ہی دجال کو قتل کیا ہے ۔

حدیث نمبر۱۳

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......

فینزل عیسیٰ ابن مریم فیقول امیر ھم تعالیٰ صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله ھذہ الامة۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)

مرزا جی ''واما مکم منکم'' سے ثابت کرتے ہیں کہ نماز بھی یہی پڑھائیں گے ۔ یہ امت محمدیہ میں سے ہوں گے ۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے واما مکم منکم کا معنیٰ اگر مرزا جی کے بیان کے مطابق لیں تو یہ عطف بیان ہوگا جس کے لئے واؤ نہیں لائی جاتی جو یہاں موجود ہے ۔ یہ تو عربی قواعد کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ حدیث مذکور نے صاف کر دیا ہے کہ امیر قوم (یعنی مہدی علیہ السلام) کہیں گے آؤ آگے ہو کر نماز پڑھاؤ وہ انکار کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ اللہ نے اس امت کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔اب مرزائی اگر ایمان چاہتے ہیں تو ان کو مرزا کے معنوں کی بجائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ معنوں کو قبول کر لینا چاہئے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد

اور

حضرت حسن بصری کی قسم

فتح الباری مطبوعہ دہلی (جز نمبر ۲۲ ص۔۲۸۱) میں ہے کہ امام ابن جریر نے اسناد صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؓ سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس پر جزم فرمایا ہے کہ لیؤمنن بہ قبل موتہ ہیں دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے اور اسی کتاب میں اسی صفحہ پر حضرت حسن بصریؒ سے جو اولیاء کے سرتاج ہیں نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی قبل موتہ کا معنیٰ قبل موت عیسیٰ ۔

کیا پھر قسم کھائی اور کہا

والله انه الأن لحی ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعین

خدا کی قسم کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ موجود ہیں ۔جب نازل ہوں گے وہ سب ان پر ایمان لے آئیں گے ۔

یہاں تک آپ کو احادیث سے تفسیر کا علم ہوا جس کا انکار ایک صحابی نے بھی نہیں کیا۔

نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کی نشانیاں

پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام بے ضرورت بات نہیں فرماتے تھے، جو بات فرماتے تو وہ مختصراً مگر جامع اور تمام امور کو صاف کرنے والی ہوتی تھی۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانات کا اتنا اہتمام فرمایا کہ اس سے بڑھ کر مشکل ہے تا کہ کوئی نادان مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ نہ کرے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

(۱) آخری زمانہ میں مسیح نازل ہوں گے۔ (مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ نزول صعود کی فرع ہے۔ جب نزول تواتر سے ثابت ہو گیا تو صعود وعروج خود ہی ثابت ہو گیا)۔

(۲) آپ نے بیہودہ اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کرنے کے لیے رجوع کا لفظ بھی استعمال فرمایا راجعٌ الیکم کہ وہ تمہارے پاس دوبارہ آئیں گے۔

(۳) آپ نے تمام وسوسوں کو دور کرنے کے لیے یہ بھی فرما دیا کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔

(۴) آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ زمین کی طرف آئیں گے، اور زمین کی طرف وہی آتا ہے جو پہلے زمین میں نہ ہو۔

(۵) آپ نے فرمایا کہ آنے والے کا نام عیسیٰ ہوگا۔

(۶) کہیں آپ نے مسیح فرمایا۔

(۷) ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا (چراغ بی بی نہ ہوگا)۔

(۸) بار بار ماں کا نام لے کر بتا دیا کہ کسی مرد۔ حکیم غلام مرتضےٰ کا بیٹا نہ ہوگا بلکہ وہی عیسیٰ ہوگا جو بن باپ پیدا ہوا اور قرآن نے ان کو ماں ہی کے نام سے پکارا۔

(۹) وہ آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔

(۱۰) وہ رسولاً الی بنی اسرائیل تھے۔ کلمۃ اللہ تھے۔ روح اللہ تھے۔ وجیہاً فی الدنیا والآخر تھے۔ نفخ جبرائیل سے پیدا ہوئے تھے۔ ان کو زبردست معجزات دیئے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے پھر بھی نہ مانا تو وہ آ کر بنی اسرائیل اور ان کے دجال سے جنگ کریں گے۔

دجال کو قتل کریں گے اور تمام اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا اور ان کے شایانِ شان تمام باتیں ہو جائیں گی جو پہلے نہ ہوئی تھیں۔

(۱۱) اوروں کی ہجرت ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت ساری زمین سے تھی۔ اس لیے وہ واپس زمین میں آ کر ساری زمین میں عادلانہ نظام قائم فرمائیں گے۔

(۱۲) وہ دمشق میں اتریں گے۔

(۱۳) دمشق کے مشرق کی طرف منارہ کے پاس۔

(۱۴) ان پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

(۱۵) ان کے سر سے موتیوں کی طرح پانی ٹپکے گا۔

(۱۶) فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے۔

(۱۷) اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت ہوگئی ہوگی۔

(۱۸) وہ اس وقت پہلے ہی امام کو نماز پڑھنے کا کہیں گے۔

(۱۹) فارغ ہو کر وہ دجال سے لڑیں گے۔ اس کو قتل کر دیں گے۔

(۲۰) یہودیوں کو شکست فاش ہو جائے گی۔

(۲۱) اگر کسی درخت یا پتھر کے پیچھے کوئی یہودی چھپا ہو گا وہ بھی مسلمانوں کو اطلاع دیں گے تا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۲۲) پھر باقی تمام یہود اور عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ دنیا بھر میں اسلام پھیل جائے گا۔

(۲۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ بند کر دیں گے کیونکہ ساری دنیا اسلام کے تابع ہوگئی ہوگی۔

(۲۴) وہ غیر مسلموں سے جزیہ (ٹیکس) لینا بند کر دیں گے۔ دو وجہ سے ایک تو غیر مسلم ہی نہ رہیں گے دوسرے مال کی سخت بہتات ہو گی۔

(۲۵) مال کثرت سے لوگوں کو دیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا۔

(۲۶) اس وقت ایک سجدہ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہو گا۔

(۲۷) یہ نازل ہونے والا وہی عیسیٰ علیہ السلام ہو گا جن سے آسمان میں قیامت کی باتیں ہوئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ میں اتر کر دجال کو قتل کروں گا۔

(۲۸) وہ ضرور فوت ہوں گے مگر ابھی تک ان پر فنا نہیں آئی۔

(۲۹) وہ چالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔

(۳۰) وہ حج کریں گے۔

(۳۱) روحا کی گھاٹی سے لبیک کہیں گے۔

(۳۲) پہلے شادی نہ ہوئی تھی اب شادی کریں گے۔

(۳۳) وہ پرانے اور اپنے وقت کے رسول تھے اور اب شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ السلام) پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔

(۳۴) جب ان کی وفات ہو گی مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔

(۳۵) وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔

(۳۶) جب وہ نازل ہوں گے ایک حربہ (ہتھیار) لے کر دجال کو قتل کریں گے۔

(۳۷) ان کے زمانے میں اتنا عدل ہو گا کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے۔

(۳۸) یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضور سے چند صدیاں پہلے تھے اور ان کے اور حضور کے درمیان کوئی پیغمبر نہ تھا۔

(۳۹) یہ وہی ہوں گے جن کا نام روح اللہ بھی تھا۔

(۴۰) ان سے پہلے مرد صالح ہوں گے جو نماز پڑھائیں گے۔ وہی مہدی ہوں گے۔

(۴۱) وہ اہل بیت سے ہوں گے۔

(۴۲) ان کا نام حضور کے نام کے مطابق ہو گا۔اور ان کے والد کا نام حضور کے والد کے نام کی طرح ہو گا۔

(۴۳) وہ جس دجال کو قتل کریں گے وہ کانا ہو گا۔ اس کے ماتھے پر ک ف رَ لکھا ہو گا یعنی کافر۔

(۴۴) وہ بھی طرح طرح کے عجائبات دکھائے گا۔ جس سے لوگوں کے کفر اور ایمانی پختگی کا پتہ لگے گا۔

(۴۵) وہ ساری دنیا کا چکر لگائے گا۔ مگر اس دن مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر فرشتوں کے پہرے ہوں گے ان دو شہروں میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(۴۶) یہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کر کے اس کو باب لُد میں قتل کریں گے۔

(۴۷) ان کے زمانے میں یاجوج و ماجوج خروج کریں گے۔ لوگ بڑے تنگ ہوں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے لیے بددعا فرمائیں گے اور لڑ بھڑ کر مر جائیں گے۔

(۴۸) عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں جہاں نازل ہوں گے۔ وہ افیق نام کا ٹیلہ ہو گا۔

(۴۹) ان کی آمد معلوم کر کے مسلمان مارے خوشی کے پھولے نہ سمائیں گے۔ جس کی طرف حضورؐ نے کیف انتم سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۵۰) وہ روضۂ اظہر پر حاضر ہو کر اسلام پیش کریں گے۔ حضور ان کا جواب دیں گے۔

(۵۱) آپ نے حلف اٹھا کر حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی خبر دی۔

(۵۲) ان کا نزول قیامت کی (بڑی) نشانی ہو گی۔

(۵۳) وہ حاکم (حکم) ہوں گے۔

(۵۴) عادل اور مقسط ہوں گے۔

(۵۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عروہ بن مسعودؓ کی طرح ہوں گے۔

(۵۶) ان کا رنگ سفیدی و سرخی کی طرف مائل ہو گا۔

(۵۷) وہ صلیب کو توڑ دیں گے جس کی پوجا ہوتی تھی یا جو پجاریوں کی نشانی تھی۔

(۵۸) خنزیر کو قتل کریں گے۔ یہ نجس العین ہے اور عیسائی اس کو شیر مادر سمجھ کر کھاتے ہیں نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا جائے گا۔

آج کل بھی یہ فصلوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو لوگ جمع ہو کر ان کے قتل کا انتظام کرتے ہیں۔

(۵۹) دجال کے پاس اس وقت ستر ہزار یہودی لشکر ہو گا۔

(۶۰) یاجوج ماجوج کے باہمی مقاتلے اور مرنے سے بدبو ہو گی۔ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھیں گے۔ پھر دعا فرمائیں گے۔ بارش ہو گی وہ بدبو دور کر دی جائے گی (اوکما قال)

کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی نے کسی اور بات کے لیے بھی اتنا اہتمام فرمایا ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ کوئی اور دجال مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہ کر بیٹھے۔

اب اگر ایک احمق

کہے کہ عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے۔

مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔

دمشق سے مراد قادیانی ہے۔

باب لُد سے مراد لدھیانہ ہے۔

قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے۔

مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔

زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔

دجال سے مراد پادری ہیں۔

خردجال سے مراد ریل ہے۔ جس پر وہ خود بھی سوار ہوا ہے۔

مہدی سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

حارث سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

رجل فارس سے مراد بھی غلام احمد ہے۔

منارۃ سے مراد قادیان کا منارہ ہے جو بعد میں مرزا جی نے بنایا۔

نزول سے مراد سفر کر کے کہیں اترنا ہے۔

آسمان سے مراد آسمانی ہدایتیں ہیں۔

عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔

غلام احمد عیسیٰ علیہ السلام سے متحد ہے۔

غلام احمد عین محمد ہے۔

غلام احمد آنے والا کرشن اوتار ہے۔

غلام احمد حضور ہی کی بعثت ثانیہ ہے۔

غلام احمد کے زمانہ میں وہ عالمگیر غلبۂ اسلام ہوا۔ جو حضور کے زمانہ میں نہ ہو سکا۔

نماز میں جو دعا مانگی گئی ہے (غیر المغضوب علیہم) اس میں مرزا قادیانی کو دکھ دینے والوں سے علیحدگی کی دعا ہے۔

میری وحی قرآن کے برابر ہے۔
مجھ میں تمام پیغمبروں کے کمالات جمع ہیں۔
میں حضرت حسینؓ سے قطعی افضل ہوں۔ وہ کیا ہیں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ان کا بروز اور مثیل ہو کر بھی ان سے آگے نکل گیا ہوں۔
بلکہ تمام انبیاء سے میرے معجزے زیادہ ہیں اور میں معرفت میں کسی پیغمبر سے کم نہیں ہوں۔ پھر وہ اپنے بیٹے کو کہے یہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔ اور وہ بیٹا کہنے لگے۔ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتّٰی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔
اور اس کے چیلے اکمل کے اشعار ذیل کے مطابق حضور سے افضل ہے (معاذ اللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

پھر ان شعروں کو مرزا جی سن کو تحسین کریں اور جزاک اللہ کہیں۔
اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

﴿☆☆﴾

متفرقات

خود کاشتہ پودا

مرزائی نمائندہ (امام جماعت مرزائیہ) مرزا ناصر احمد صاحب نے خودکاشتہ پودے کے بارے میں کہا کہ خاندان کو کہا گیا ہے۔ مگر اٹارنی جنرل صاحب نے ممبروں کی لکھی ہوئی فہرست بتائی جو مرزا جی نے وہیں لکھی ہے گویا مرزا جی اس فرقہ کو خودکاشتہ پودا کہہ رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں چلو مرزا جی کا خاندان ہی انگریز کا خودکاشتہ پودا ہوا تو مرزا جی اسی انگریزی پودے کی شاخ ہوئے۔ اگر وہ پودا پلید ہے تو پودے کی شاخیں کس طرح پاک ہوسکتی ہیں۔

اتمامِ حجت

مرزا ناصر احمد صاحب نے عام مسلمانوں کو بڑا کافر کہنے سے گریز کر کے چھوٹا کافر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ کیونکہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاں اتمامِ حجت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے کا دل یہ مان جائے کہ بات تو سچی ہے پھر انکار کرے۔ تو دنیا کے ستر کروڑ مسلمان تو مرزا جی کو کاذب ومفتری سمجھتے ہیں۔ ان پران کے ہاں اتمامِ حجت نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ ملت اسلامیہ سے خارج یعنی بڑے کافر نہیں ہیں۔

لیکن خود کاشتہ پودا تھے بڑی احتیاط سیکھی تھی۔ پہلے ازالتہ الاوہام صفحہ ۹۶۴ پر لکھ دیا کہ میں مثیل مسیح موعود ہوں۔ کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں پھر بعد میں بڑے زور شور سے خود ہی مسیح موعود بن گئے اور جب دیکھا کہ علماء کرام کے سامنے دال نہیں گلتی تو فنافی الرسول کی آڑ لی اور عین محمد ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

زبردست اور لاجواب چیلنج

ہم تمام امت مرازئیہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ تیرہ سو سال کے کسی مجدد محدث صحابیؓ اور ولی کے کلام سے یہ ثابت کر دو کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ مسیح ابن مریم یا عیسیٰ ابن مریم سے مراد کوئی ان کا مثیل مراد ہے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ یا ان سے مراد غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ اگر تم سچے ہو تو تیرہ سو سال کے کسی محدث یا مجدد کا قول پیش کرو۔

دوسرا چیلنج

تیرہ سو سال کے اندر کسی زمانہ کے بارہ میں یہ ثابت کرو کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور مسلمانوں نے اس کو طاقت ہوتے ہوئے برداشت کیا ہو۔ یا کسی نے کسی مدعی نبوت سے یہ دریافت کیا ہے کہ تمہارا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے یا غیر تشریعی کا بروزی اورظلی کا یا مستقل کا۔ تو اس طرح آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک اور ڈھونگ

مرزا اور مرزائیوں نے دنیا بھر میں یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ نبوت بند ہو گئی یا نبی آ سکتے ہیں۔ حالانکہ خود ان کے ہاں نہ مرزا قادیانی سے پہلے کوئی نبی آیا نہ بعد میں قیامت تک آئے گا۔ تو یہ ساری بحث صرف امت کو الجھانے کے لیے ہے۔ بات یہ کرو کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام بن سکتے ہیں یا آنے والا وہی ہے جس کو تیرہ سو سال کے تمام محدثین صاحبہ کرامؓ اور مجددین نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کہ وہی آئیں گے۔

مرزا جی کی پریشانی

اس سلسلہ میں مرزا جی کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ مسیح کے آنے کی پیشگوئی کو مشہور ومعروف اور متواتر بھی قرار دیا اور ازالتہ الاوہام صفحہ ۱۲۸ پر صاف لکھ دیا کہ یہ اول درجہ کی

پیشگوئی ہے۔ اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے مگر یہ لکھ مارا کہ خدا نے قرآن کے معنے لوگوں سے چھپا دیئے (آئینہ کمالات ۴۲۶) حتیٰ کہ مرزا جی کو مامور و مجدد بنا کر ان پر دس سال تک نہ کھولے۔ اور یہ بھی لکھ مارا کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔

اور بچنے کے لیے پرانے اولیاء صلحاء اور صحابہ کو معذور قرار دے دیا کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوئی۔ پھر کبھی یہ کہا کہ پہلا اجماع وفات مسیح پر ہوا تو پھر مسئلہ مسلمانوں سے کیسے چھپا رہا۔ کبھی شرک عظیم کہہ کر خود بھی مشرک بنے رہے۔ اور کبھی اپنی ضرورت کے لیے تیرہ سو سال بعد قرآن دانی کا دعویٰ کر کے خود مسیح ابن مریم بن بیٹھے بھلا جو چیز شرک عظیم ہے جس کے ماننے سے آدمی مشرک اعظم بنتا ہے۔ خدا ایسے قرآنی مسئلے کو لوگوں سے چھپا سکتا ہے۔ پھر قرآن کے نزول کا فائدہ کیا ہوا۔

تیسرا چیلنج

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خداتعالیٰ قرآن کے بعض معانی قرون اولیٰ سے چھپا دیں اور صدیوں کے مجددین اولیاء کرام اور علماء کرام مشرکانہ معنی پر جمے رہیں حتیٰ کہ مرزا قادیانی مجدد و مامور ہو کر بھی دس سال تک عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے رہے۔ اور کیا شرک عظیم کو اجتہاد کی وجہ سے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

کیا خود قرآن پاک نے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون نہیں فرمایا کہ ہم ہی نے قرآن (ذکر) اُتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ کیا حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ اس کے معانی کو صدیوں تک بہترین حضرات کی آنکھوں سے خود خدا اوجھل کر دے۔ حالانکہ خود مرزا نے بھی کہا کہ قرآن پاک ذکر ہے اور ذاکر قیامت تک رہیں۔ اس کا مفہوم دلوں میں رہے گا۔ اس کے مقاصد و مطالب کی حفاظت اصل کام ہے (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۴/۵۵)۔

چوتھا چیلنج

کیا کسی نبی نے کافر حکومت کی اتنی خوشامد کی ہے اور اتنی دعائیں دی ہیں اور اتنی خدمت کی ہے جو مرزا جی نے انگریزی حکومت کی کی ہے۔

پانچواں چیلنج

اگر کوئی ایسا نبی آنا تھا جس کا انکار کر کے ساری امت کافر ہو جاتی تو کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اور خبریں مستقبل کی دیں وہاں یہ ضروری نہ تھا کہ ستر کروڑ آدمیوں کی امت کو کفر سے بچانے کے لیے کچھ فرما دیتے۔

کیا لا نبی بعدی فرما کر اور عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر کر کے اور مریم کے بیٹے کے نازل ہونے اور دوبارہ آنے کی متواتر خبریں دے کر خود آپ نے امت کے لیے سامان کفر العیاذ باللہ تجویز نہیں کیا۔

مرزا ناصر صاحب نے اتمام حجت کے ساتھ دل سے صحیح مان لینے کی دم لگا کر ایجاد بندہ کا کام کیا ہے۔

خود مرزا کا قول ہے۔ (اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کہ کوئی قبول کرے چاہے نہ کرے۔

تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۶

دیکھیئے اس عبارت میں مرزا جی نے بھی اتمامِ حجت کے ساتھ دل سے سچا سمجھ کر انکار کرنے کی دم نہیں لگائی۔

اس سے ظاہر ہے کہ اگلا مانے یا نہ مانے سمجھے یا نہ سمجھے جب اس کے سامنے دلیل سے بات ہوگئی۔ دعوت حق پہنچ گئی اب اس پر اب اس پر اتمام حجت ہوگیا چاہے مانے چاہے نہ مانے۔

اگر اس طرح نہ کیا جائے تو دنیا کے زیادہ تر کافر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں سمجھتے ان کے انکار سے وہ کیوں بڑے کافر ہوئے۔

مرزا ناصر احمد نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی کے انکار سے خدا آخرت میں سزا دے گا۔ دنیا میں یہ مسلمانوں ہی میں شمار ہیں اور ان سے ملکی و سیاسی سلوک مسلمانوں کی طرح ہوگا۔ اس طرح وہ اپنی تکفیر پر پردہ ڈالتے ہیں۔ مگر ان کو معلوم ہو کہ دل کی بات خدا جانتا ہے۔ یہاں قاضی اور عدالت بھی ظاہر پر فیصلہ کریں گے۔ اگر مرزا نبی ہے تو اس کا انکار کفر ہے پھر کوئی آدمی جو مرزا جی کفر نہ مانے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور اگر نبوت ختم ہے تو مرزا جی اور اس کے ماننے والے سب قطعی کافر ہیں۔

دوسری طرح سنئے قرآن پاک میں ہے ماکانا معذبین حتی نبعث رسولا ترجمہ:۔ کہ ہم جب تک رسول نہ بھیج دیں عذاب نہیں دیتے۔

یہاں صرف رسول کے بھیجنے کا ذکر ہے اس کو دل سے سچا سمجھ کر انکار کا ذکر نہیں ہے اور رسول بھیجنے کے بعد منکر رسول کو صرف عذاب اُخروی نہیں دیا جاتا بلکہ وہ مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا۔ پھر قرآن نے صرف یہ بتایا ہے کہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ''ماجاء نا من نذیر'' کہ ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اس میں سمجھنے نہ سمجھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ایجاد مرزا ہے۔ ہاں بعض کافر ایسے بھی ہیں جو دل سے سچا سمجھنے کے باوجود انکار کرتے ہیں مگر بعض دوسرے بھی ہیں۔

تکفیر کو چھپانے کا نیا ڈھونگ

مرزا جی اور اس کے متبعین نے عام مسلمانوں کو کافر کہا لیکن اپنی اس تکفیر کو عجیب طریقہ سے چھپایا۔ کہ چونکہ دوسروں نے مجھے کافر کہا اور مسلمان کو کافر کہنے سے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔ یا انہوں نے قرآن و حدیث کے بیان کردہ مسیح موعود کا انکار کیا اس لئے وہ خود ہی کافر ہو گئے۔

واہ جی مرزا صاحب واہ جی! آپ اگر خدا بن بیٹھیں تو آپ کو لوگ گلے لگائیں گے یا کافر مطلق کہیں گے۔ پھر آپ کہیں گے کیا کروں یہ لوگ مجھے کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہو گئے۔ آپ نبی بنیں پیغمبروں کی توہین کریں مسلمان مجبوراً آپ کو کافر کہیں گے۔ پس آپ کے لیے یہ بہانہ کافی ہے کہ یہ لوگ مجھے کافر کہنے سے کافر ہوں گے۔

اور سچ پوچھیں تو آپ ڈبل کافر ہو جاتے ہیں۔ ایک غلط دعوؤں کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو اپنی منطق کے لحاظ سے کافر بن جانے کا سبب بننے سے۔

چھٹا چیلنج

کیا قتل کا واقعہ شام میں ہوا اور گواہ لدھیانہ کا کہے! وہ گواہ مردود نہ ہوگا۔

کیا دعویٰ زید بن عمر پر ہو تو اس کی جگہ خالد بن سلیم کو پکڑا جا سکتا ہے۔

کیا واقعہ لاہور کا ہو اور ہم لاہور کا معنی تاویلیں کر کے راولپنڈی کریں تو اس طرح دنیا کے کام چل سکتے ہیں۔

کیا نکاح احمد خان ساکن ہری پور کا ہو اور عورت کے پاس غلام احمد ساکن کراچی آ دھمکے اور کہے کہ احمد خان سے مراد غلام احمد خان ہی ہے اور ہری پور سے کراچی ہی مراد ہے۔

کیا اس قسم کی باتیں مان لی جائیں تو نظام عالم درہم برہم نہ ہو جائے گا۔

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے اور مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا محمود نے (حقیقۃ النبوۃ مطبوعہ ۱۹۲۵ء قادیان حصہ اول صفحہ ۱۸۸ پر یہ نہیں لکھا کہ قرآن میں ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں مرزا قادیانی ہی کو رسول کہا گیا ہے اور کیا اس طرح وہ احمد کا بھی مصداق نہ ہو جائے گا۔ کیا یہ قرآن پاک سے تلعب اور مذاق نہیں ہے۔

ساتواں چیلنج

کیا مرزا قادیانی کے سامنے یہ اشعار نہیں پڑھے گئے اور اس نے تحسین نہیں کی تھی!

(اخبار البدر قادیان ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء) اور (الفضل قادیان ۲۲/اگست، ۱۹۴۴ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

جناب چیئرمین : یہ تین دفعہ پڑھ چکے ہیں۔ دوبارہ نہ پڑھیں۔

مولانا عبدالحکیم : میں سمجھا نہیں۔

جناب چیئرمین : آپ تین دفعہ یہ اشعار پڑھ چکے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم : کتاب میں چھپا ہوا ہے وہ تو پڑھنا ہی ہے۔

مرزا ناصر احمد نے اس کے جواب میں کہا کہ ان کے بعد والا شعر اس کا جواب ہے شعر یہ ہے۔

غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں

خوب غلام غلام کہہ کر عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بنو، حضورؐ سے اپنی شان بڑھا لو، غلام بن کر حضورؐ کی ۷۰ کروڑ امت کو کافر کر ڈالو نسخہ اچھا ہے۔ مرزا ناصر احمد صاحب یہ شعر سنکر پہلے تو بڑے پریشان ہوئے اور پھر اس کے بعد (جب اخبارات پیش ہوئے) یہ جواب گھڑ لیا۔ کیا مرزا ناصر صاحب اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں انہوں نے حضورؐ کی دو بعثتیں مانی ہیں اور دوسری بعثت کو پہلی سے اکمل بتایا ہے۔

اٹھواں چیلنج

مرزائی فرقہ کے لوگوں اور مرزا ناصر احمد صاحب نے کوشش کی ہے کہ شیخ اکبرؒ کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جائے کہ وہ غیر شریعی نبوت کو باقی سمجھتے تھے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ شیخ اکبرؒ اور بعض دوسرے اولیاء نے جو کہا ہے کہ شرعی نبوت باقی ہے وہ صرف مکالمات و مبشرات (سچی خوابیں) اور ولایت ہے۔ نبی تشریعی مستقل صاحب کتاب جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء غیر تشریعی جیسے دوسرے انبیاء نبی اسرائیل اس سے ان کے کلام کے کا تعلق ہی نہیں ان دونوں کو وہ شرعی نبوت کہتے ہیں جس میں کسی کو نبی کہا جائے یا نبوت کا دعویٰ کیا جائے وہ جانتے ہیں کہ منصب نبوت، ولایت، قابلیت اور روحانی ارتقاء سے نہیں ملتا یہ خدا کی دین ہے۔

ورنہ تیرہ سو سال میں کوئی صحابیؓ مجدد، محدث اور ولی بھی دعویٰ نبوت نہ کرتا یا نبی نہ کہلاتا؟

دوسرے ان کے پیش نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا تھا کہ ان کے حیات اور آمد ثانی سے انکار کر کے کوئی کافر نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ لکھتے رہے کہ وہ جب آئیں گے۔ تو نہ اپنی پرانی شریعت پر عمل کریں گے نہ کوئی نئی شریعت لائیں گے۔ بلکہ شریعت محمدیہ پر ہی عمل کریں گے۔ کرائیں گے، یہی مقصد شیخ اکبرؒ کا اور یہی مقصد ملا علی قاری اور دوسرے حضرات کا ہے۔

حضرت شیخ اکبر کا کلام

۱۔ امام ابن عربی شیخ اکبرؒ نے حدیث معراج کے ضمن میں فرمایا۔

ترجمہ: جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسرے آسمان میں داخل ہوں گے۔ وہاں عیسیٰ علیہ السلام بعینہ جسم و جسد کے ساتھ موجود ہوں گے۔ اس لیے کہ وہ ابھی تک

فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس آسمان تک اٹھا کر وہاں سکونت بخشی (فتوحات مکیہ جلد نمبر ۳)۔صفحہ ۳۴۱۔

مولانا عبدالحکیم: نماز پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: میں عرض کروں آپ پڑھتے جائیں۔تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ چند چیزیں ہیں وہ رہ سکتی ہیں۔عدالتوں کے حوالے ہیں وہ رہ سکتے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم: ابھی کافی صفحے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ کی بات ہے،ختم کر دیں۔

مولانا نے پڑھنا شروع کیا اور پھر اسی دوران۔

مولانا عبدالحکیم: صاحب نماز پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: آگے عدالتوں کے حوالے ہیں،وہ آگے آ چکے ہیں، ان کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا عبدالحکیم: صاحب! آپ چائے پی لیں، ہم نماز پڑھ لیں گے۔ اور پھر یہ ہے کہ وہ پروپیگنڈا کریں گے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! میں التماس کرتا ہوں آپ اسے ختم کریں۔

مولانا عبدالحکیم:

دوسری عبارت کا اردو ترجمہ

۲۔ اور یہی مطلب ہے کہ حضور صلی علی اللہ علیہ وسلمؐ کے اس فرمان کا کہ رسالت و نبوت ختم ہو گئی ہے نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ رسول جو میری شریعت کیخلاف شریعت جاری کرے۔

(اس کے بعد لکھا ہے) اس لیے کہ اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے (یہ اجماعی عقیدہ ہے) کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور یہ بھی امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ آخر زمانے میں نازل ہوں گے۔ بڑے عدل و انصاف سے ہماری شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائیں گے۔ کسی دوسری شریعت اور اپنی سابق شریعت پر بھی عمل نہ کریں گے۔

(فتوحات مکیہ جلد دوم ص۔۳)

۳۔ مرزا محمود نے اپنی کتاب (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۴۸ طبع دوم قادیان) میں لکھا ہے کہ ابن عربی نے مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے پھر ان کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسیح موعود کے قیامت کے دن دو حشر ہوں گے۔ ایک رسولوں کے ساتھ بحیثیت رسولوں کے اور ایک ہمارے ساتھ بحیثیت ولی کے جو تابع ہوگا۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طویل عبارت میں شیخ اکبرؒ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور پھر قیامت میں ان کے علیحدہ جھنڈے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام جھنڈے جس کے نیچے سارے پیغمبر ہوں گے پھر حضورؐ کے خاص جھنڈے جس کے نیچے امت اور امت کے اولیا ہوں گے۔اب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس جھنڈے کے نیچے بھی ان کا حشر ہوگا جس میں وہ تمام اولیا امت کے سردار ہوں گے۔ اور اپنا علیحدہ جھنڈا بھی ہوگا جس کے نیچے ان کے امتی ہوں گے۔ یہاں مرزے کا کون سا ذکر ہے مگر مرزا محمود نے مسیح موعود کا لفظ ترجمہ میں بڑھا کر خیانت کی ہے۔

عبارات حضرت ملا علی قاری مجدد اسلام

۱۔ امام ملا علی قاریؒ مرقات صفحہ ۱۸۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

رویؓ انسؓ مرفوعا ینزل عیسیٰ ابن مریم علی المنارۃ البیضاء شرقی دمشق

حضرت انسؓ نے مرفوع روایت کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔

(۲) اور صفحہ ۱۶۰ میں مرقات میں لکھتے ہیں۔

فینزل عیسیٰ بن مریم من السماء علیٰ منارۃ مسجد دمشق خیاتی القدس

پھر عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے آسمان سے دمشق کی مسجد کے منیار پر اتریں گے پھر قدس تشریف لے جائیں گے۔

(۳) صفحہ ۲۲۱ مرقات میں لکھا ہے حضرت ابوہریرہ صحابیؓ کی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں علامہ طیبی نے ارشاد فرمایا کہ:

آیت کریمہ وان من اھل الکتب الالیؤ منن قبل موتہ سے آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر استدلال فرمایا ہے۔

(۴) عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے۔

اور بھی بہت سی عبارات ہیں جن کو اختصار کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔

کیا مرزائی بتائیں گے کہ ان میں سے کسی بزرگ نے نبوت یا وحی نبوت کے دعویٰ کی اجازت دی ہے یا کسی مدعی کو مانا ہے۔ بلکہ ان کے سامنے صرف حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تھے۔

نواں چیلنج

کیا کوئی مرزائی کسی ولی شیخ اکبرؒ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شاہ ولی اللہ دہلویؒ امام رازیؒ یا کسی مجدد و محدث کا قول پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور آخری زمانہ

میں آنے والے وہ نہ ہوں گے۔ بلکہ کوئی مثیل یا دوسری قسم کا مدعی بن کر آئے گا۔ اور شریعت میں مستعمل ہونے والے تمام الفاظ کے معانی بدل کے رکھے گا۔ اگر کوئی مرزائی صداقت کی رتی رکھتا ہے تو تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک مجدد کا عقیدہ یا قول بتا دے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور اب ان کی جگہ کوئی اور آئے گا۔

اگر نہیں ہے تو توبہ کرو۔ جہنم سے بچو۔ تم اور تمہارا مرزا قادیانی تیرہ صدیوں کے مجددین، محدثین علماء و صلحاء اور اولیا اکرام سے زیادہ علم نہیں رکھتے نہ زیادہ شریعت کو جانتے ہو۔

تو اگر یہ دعویٰ ہے، یہ دعویٰ شیطان کر کے تباہ ہوا ہے جس نے کہا۔ انا خیر منہ۔ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔

مرزا صاحب کے خلاف عدالتی فیصلے

آج کل عدالتوں پر اعتماد کیا جاتا ہے اور بڑی حد تک وہ تحقیق بھی کرتے ہیں۔ مرزائی تو بہت ہی جلد ان عدالتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اب آپ ان عدالتوں کے فیصلے ہی سن لیں۔

ایک فیصلہ

ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر (بہاولپور) کا فیصلہ ہے جس میں مسلمانوں اور مرزائیوں کے بڑوں نے پورا پورا زور صرف کر دیا تھا۔ عدالت نے جو فیصلہ لکھا وہ تاریخی ہے اور ریاست بہاولپور کا بڑا کارنامہ ہے اگر کوئی منصف مزاج ہے تو اسی فیصلے سے اس کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے اس فیصلے میں فاضل جج نے صرف مرزا جی کا دعویٰ نبوت ہی ذکر نہیں کیا۔ اس کا دعویٰ وحی جو قرآن کے برابر ہے اس کی توہین انبیاء علیہم السلام وغیرہ سب

کفریات لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہترین تحقیق کی ہے اور اس میں حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحبؒ صدر المدرسین دار العلوم دیو بند جیسی شخصیتوں کی شہادتیں ہیں۔ اور قادیانیوں کے چوٹی کے ملازم مولوی بھی شریک تھے۔ یہ مقدمہ ۷/فروری، ۱۹۳۵ء بمطابق ۳ ذی القعد ۱۳۵۳ھ ہوا۔

دوسرا فیصلہ

دوسرا فیصلہ ڈسٹرکٹ جج ضلع کیمبلپور شیخ محمد اکبر صاحب کا ہے جو ۳/جون، ۱۹۵۵ء کو بمقام راولپنڈی ہوا۔ اس میں تمام امتِ مرزائیہ کے کفر کی تصدیق کی گئی۔

تیسرا فیصلہ

شیخ محمد رفیق صاحب گوریجو جج سول اور فیملی کورٹ جمس آباد (سندھ) کا ہے اس میں بھی مسلمان عورت کا نکاح مرزائی سے ناجائز اور مرزائی کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چوتھا فیصلہ

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ جو حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے خلاف کیس کے بارہ میں ہوا اور عدالت نے حضرت شاہ صاحب کو تا برخواست عدالت سزا دے دی تھی اس تقریر میں حضرت شاہ صاحب نے مرزائیوں کو ''دم کٹے سگان برطانیہ'' کہا تھا اور بھی بہت سی باتیں تھیں۔ اس فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور کی پلومر کی دکان سے ٹانک وائن (شراب) منگاتا تھا اور مرزا جی کے بیٹے مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ مرزا جی نے ایک بار کسی مرض کی وجہ سے شراب پی تھی۔

بہرحال اس مقدمہ میں مرزا جی کی خوراک کی تفصیل بھی پیش کی گئی تھی۔ جس میں یاقوتیاں۔ وغیرہ مقویات اور قیمتی غذائیں درج ہیں۔

مرزائیوں سے سوال

لیکن مرزائیوں نے پہلے کے مقدمات کی اپیل کیوں نہیں کی۔ کیوں سکوت کر کے اپنے اوپر کفر کی مہر کی تصدیق کر دی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ہائی کورٹ نے بھی ماتحت عدالت کے فیصلے کی توثیق کر دی تو یہ قانون بن جائے گا۔ پھر مفر کی رہ ہی بند ہو جائے گی۔

فتاویٰ

مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے خلاف تمام فرقوں اور علماء کرام کے فتاویٰ بیان کیے ہیں۔ ہم ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ کلکتہ سے دیو بند تک کے علماء کرام نے اور عرب ممالک نے بھی مرزائیوں پر کفر کے فتوے دیئے اور یہ آج کے فتوے نہیں ہیں یہ انگریز کے زمانہ کے فتاوے ہیں۔ اور پرانے ہیں۔ بہرحال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد یا مسلمان سمجھنے والے اس کی کفریات کی تصدیق کرتے ہیں اس لیے قطعی کافر ہیں۔ یہی فیصلہ ماضی قریب میں مکہ معظمہ کے اور تمام عالم اسلام کے نمائندوں نے جمع ہو کر کیا۔

علامہ اقبال مرحوم اور مرزائی

مرزائیوں نے اپنے حق میں بہت سے مشہور حضرات کے نام بھی پیش کیے ہیں اور نہایت ڈھٹائی سے علامہ اقبال مرحوم کا نام نامی بھی لیا ہے مگر مسلمان قوم اب کسی نام سے دھوکہ نہیں کھاتی۔ جب تک کسی کو مرزا جی کے عقائد، مرزائی خیالات معلوم نہ تھے اس وقت ان کی تحریرات کو پیش کرنا دجل وفریب ہے۔

کیا دنیا کو معلوم نہیں ہے کہ علامہ محمد اقبال مرحوم نے مرزائیوں کو انجمن حمایت الاسلام لاہور سے خارج کر دیا تھا۔ کیا ان کو علامہ مرحوم کے مندرجہ ذیل خیالات کا علم نہیں ہے:

- قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔

(مرزائیت) گویا یہودیت کی طرف رجوع ہے۔

- قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے۔

مرزا غلام احمد کے نزدیک مِلّتِ اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے۔

مرزایت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے۔

- ظل بروز حلول مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں۔

شریعت میں ختم نبوت کے بعد مدعی نبوت کاذب اور واجب القتل ہے۔

ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا جب ایک نئی نبوت.......... بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک (مرزائیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

- مسلمان قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے میں حق بجانب ہیں۔

حکومت کو مشورہ

علامہ محمد اقبال مرحوم نے حکومت کو مشورہ دیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے۔ (یہ تمام حوالجات صرف اقبال کے مجموعہ مؤلف لطیف اکبر صاحب شیروانی ایم اے سے لیے گئے ہیں)۔

(اب آپ خود مرزا ناصر احمد صاحب کے دعووں کا اندازہ لگائیں) بعض دوسرے حضرات کا بھی یہی حال ہے اور جب مرزا قادیانی کے جھوٹ ثابت ہیں تو ہم کیوں اس کی امت کو جھوٹ کی طرف منسوب نہ کریں۔

انہوں نے مختلف اکابرامت کی طرف غلط بات منسوب کی کہ وہ بھی غیر تشریعی نبوت کے بقاء کے حق میں تھے جن میں سے شیخ اکبرؒ اور علامہ ملا علی قاری، کی عبارتیں ہم نے پیش کر کے جھوٹ کی قلعی کھول کر ان کے اصلی مطلب کو واضح کر دیا ہے۔

آخر میں ہم محترم ممبران قومی اسمبلی کی توجہ اپنی اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان کے سامنے پیش کی ہے۔

ضمیمہ نمبر ا

متن بل

ہر گاہ کہ:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے (حقیقۃ الوحی)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیات مسیح کا اس لیے انکار کیا ہے۔ جبکہ براہین احمد یہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں (حقیقۃ الوحی)

(۳) مرزا قادیانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج جسمانی کا انکار کیا ہے حالانکہ قرآن و حدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے اور انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے اس کا اپنا شعر یہ ہے

؎ اب چھوڑ دو اے دوستوں جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور جدال

(۵) مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

؎ آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطا ہا ہمیست ایمانم

اور اس سلسلہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی پر جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے ''کہ جب مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہو جائے تو اس آدمی کو نبی کہتے ہیں''۔ حالانکہ انہوں نے محدث لکھا ہے نبی قطعاً نہیں لکھا۔

(۶) مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے اینک منم کہ حسب بشارت آمدم کہ عیسیٰ کجا است تابنہد پا بمنبرم۔

(۷) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی لکھا ہے (کشتی نوح) اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔

اس کے اشعار یہ ہیں:

؎ انبیاء گرچہ بودہ اندبسے
من بہ عرفان نہ کمترم زکسے
آنکہ داداست ہر نبی راجام
داد آن جام را مرا بہ تمام

(۸) مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا انکار اور آخر کار ان کے نکلنے کا قول کیا ہے جو قرآن پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہر گاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۹) مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کافر کہا ہے۔ جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

(۱۰) اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

(۱۱) اور ہرگاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظمہ میں جمع ہو کر مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام محمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد اور یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

اور ہرگاہ کہ پاکستان کے عوام تمام مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بنابریں پاکستان قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ بل پیش کرتے ہیں:

(۱) کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروؤں کو چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی۔ سب کو غیرمسلم قرار دیا جائے۔

(۲) ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔

(۳) اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔

یہ بل پاس ہوتے ہی سارے پاکستان میں نافذ ہوگا اور اس بل کا نام ''غیر مسلم اقلیت بل'' ہوگا۔

دستخط: غلام غوث ہزاروی ایم۔این۔اے

دستخط: عبدالحکیم ایم۔این۔اے

دستخط: عبدالحق (بلوچستان) ایم۔این۔اے

ضمیمہ نمبر۲

لاہوری مرزائیوں کے

محضر نامہ کا جواب

⊙

لاہوری اور قادیانی مرزائی دونوں ایک ہی ہیں

برائے مطالعہ

خصوصی کمیٹی قومی اسمبلی پاکستان

منجانب

غلام غوث ہزاروی (ایم این اے) مرکزی سربراہ کل پاکستان جمیعت علماء اسلام ہزاروی گروپ

مولانا عبدالحق بلوچستانی ایم این اے۔ مولانا عبدالحکیم ایم این اے

تمہید

ہم نے جماعت مرزائیہ ربوہ کے محضر نامے کا جواب لکھ کر قومی اسمبلی کی کمیٹی میں پیش کر دیا ہے۔ یہ محضر نامہ مرزائیوں کے امام مرزا ناصر احمد نے پڑھ کر سنایا تھا۔ ہم نے اس کے جواب میں مسئلہ حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کو قرآن پاک، ارشاد رسول، تشریح صحابہ کرامؓ تیرہ سو سال کے مجددین کی تفسیروں اور اجماع امت سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر لاہوری مرزائی اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھیں گے تو مرزا کو کذاب و دجال کہنے لگ جائیں گے۔ اس کتاب میں ہم نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کچا چھٹا بھی کھول دیا ہے اور اس کا انگریزوں کا ٹوڈی ہونا۔ ملکہ قیصرہ ہند کی انتہائی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ کیا ایسا شخص عین محمد ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اب اس مختصر رسالے میں لاہوری مرزائیوں سے خطاب کر کے بقیہ باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

اور

مرزا ناصر احمد صاحب کی حرکات مذلوحی

لاہوری مرزائیوں کی قابل رحم حالت

(۱) مرزا جی پہلے مبلغ بنے۔ پھر مثیل مسیح بنے اور مسیح موعود ہونے سے انکار کیا۔ (ازالۃ الاوہام حصہ اول ص ۹۶۴) پھر مسیح موعود بنے پھر نبی بن گئے اور آخرکار عین محمد بنے۔ مرزا ناصر احمد صاحب ان کو نبی و رسول بھی کہتے ہیں۔ مگر سوال جواب میں پریشان ہو کر کہہ دیتے ہیں وہ تو غلام ہیں۔ وہ ہیں ہی نہیں۔ جو کچھ ہے۔ خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ لاہوری بیچارے نبی کہنے سے بھی گھبراتے ہیں۔ لغوی بروز وعکس فنافی الرسول اور ظل کے الفاظ میں چھپ کر مرزا جی کی نبوت کا انکار بھی نہیں کر سکتے۔ دراصل مرزا جی نے دونوں طرح کی باتیں لکھی ہیں تاکہ عندالضرورت کام دے سکیں۔ جب اُونٹوں کو بیگار میں پکڑا جانے لگا تو شُتر مرغ نے کہہ دیا کہ میں تو مرغ ہوں جب پرندوں کی باری آئی کہہ دیا کہ میں اونٹ ہوں۔

اسی طرح مرزا جی کی پٹاری میں دعویٰ نبوت اور انکارِ نبوت دونوں آپ کو ملیں گے اور یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں یوں فرماتے کہ میری امت میں سے تیس بڑے جھوٹے اور فریبی آئیں گے۔ اب ہم اختصار سے مرزا جی کا دعویٰ نبوت ذکر کرتے ہیں:

(۱) اس نے اپنے اوپر وحی اتاری جس کا اس نے اسی طرح ایمان اور یقین کیا جیسے تورات انجیل اور قرآن پر اور انہی کتابوں کی طرح سمجھا۔ جیسے کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۲) اس نے معجزات کا دعویٰ کیا اور اپنے معجزات اتنے بتائے کہ ان سے ہزار پیغمبروں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔

(۳) اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا جیسے کہ حقیقت الوحی کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۴) مرزا جی نے اعجاز احمدی کے صفحہ نمبر ۷ پر لکھا۔ مجھے بتایا گیا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

ترجمہ: خدا وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا۔ ہدایت اور دین الحق دے کر۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

یہ قرآن کی آیت ہے اور مرزا کہتا ہے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔

(۵) اس طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ....

(۶) میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا

کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں..........اس لیے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں...... خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں...... میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا...... پس خدا دکھاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۱۵۰)۔

(۷) یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمان براہِ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لیے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے۔

نہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا۔ ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ

ہر کمال مجھ کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے (حقیقتہ الوحی صفحہ نمبر ۱۵۰ حاشیہ)

(ترجمہ) حقیقتہ الوحی ص ۹۵

(۸) جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہوں۔ اپنی روح ڈال دیتا ہے۔ یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے۔

حقیقتہ الوحی ص ۱۰۳ عربی حصہ الہامات

(۹) جاء نی آئل و اختار وادار اصبعهٔ واشار ان وعد الله اتی فطوبی لمن وجدورائی

ترجمہ: میرے پاس آئل آیا۔ اور اس نے مجھے چُن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا۔ کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔ (حاشیہ پر ہے) اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۶۸

(۱۰) اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانوں میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنخضرت صلعم کے مقابل میں کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔

صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنخضرت صلعم کی اتباع سے مخاطبہ حاصل ہے سو مکالمہ و ضحاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں (ولکل ان یصطلح)

(۱۱) اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کرتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔

(تتمہ حقیقتہ الوحی ۶۸)

(۱۲) اور جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔

مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کرنے کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور پر نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔

سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں

کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ (من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب) اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں............
یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے۔ جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں سے ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی محض اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کر کیوں خدا نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔

(حاشیہ) .... اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی۔ نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لایظھر علیٰ غیبہ کے مطابق ہے۔ محروم رہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ نمبر ۸ نمبر ۹)

(۱۳) یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰)

(۱۴) جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود (مہدی) کو حسنؓ کی اولاد کبھی حسین کی اولاد اور کبھی عباسؓ کی اولاد بنایا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا صرف یہ مقصود تھا۔ کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہو گا۔ اس کے نام کا۔ خلق کا علم کا اور روحانیت کا وارث ہو گا...... پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲/۱۱)

(۱۵) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے............ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔

(حاشیہ) اس امت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام کو پالے گا جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس من جملہ ان انعامات کے وہ نبوّتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بُجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علومِ غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسے کہ آیت فلایظھر علیٰ غیبہٖ احداً الامن ارتظی من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی

غیب حسب مفطوق آیت نبوت و رسالت کو چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند رہے۔ اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ (ایک غلط فہمی کا ازالہ ص ۷ حاشیہ)

(۱۶) اور جب کہ خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں۔ تو میں کیونکر رد کردوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸)

(۱۷) مرزا جی پر بقول اس کے چند وحیاں نازل ہوئیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص۱۱)

(۱۸) وما ارسلنك الا رحمته اللعٰلمين (حقیقۃ الوحی ص۹۱

(اور ہم نے آپ کو عالمین پر رحمت کے لیے بھیجا)

(۱۹) لاتخف انهٗ لايخاف لدیّ المرسلون (حقیقۃ الوحی ص ۹۱

(نہ ڈرو میرے ہاں رسول نہیں ڈرا کرتے)

(۲۰) انا ارسلنا اليكم رسولا شاهداً عليكم كما ارسلنا الىٰ فرعون رسولاً (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

ترجمہ: ہم نے آپ کی طرف پیغمبر بھیجا جو تم پر گواہ ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

(۲۱) انی مع الرسول اُجيب اخطى و اُصيب

ترجمہ: میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔ خطا بھی کروں گا اور صواب بھی۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۳)

(۲۲) انی مع الرسول اقوم افطر و اصوم

ترجمہ: میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۴/۱۰۳)

(۲۳) یاتی قمر الانبیاء (نبیوں کا چاند آئے گا) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰٦)

(۲۴) هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله

ترجمہ: (وہ خدا جس نے اپنا رسول دین حق اور ہدایت دے کر بھیجا تاکہ اس کو ہر دین پر غالب کر دے) (حقیقۃ الوحی ۷۱)

(۲۵) واتل عليهم ما اوحى اليك من ربك (حقیقۃ الوحی ص۷۴)

ترجمہ: اور ان پر پڑھ جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کی گئی ہے)

(۲٦) ان الذين يبا يعونك انمايبا يعون الله يدالله فوق ايديهم

ترجمہ: جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۰)

(۲۷) مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے زمانہ میں۔ یہودا اسکریوطی مرتد عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اور چراغ دین جموں والا عبدالحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۹)

(۲۸) تبلیغ رسالت جلد دہم ۱۲۴ میں لکھتا ہے۔

ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہرا چکے ہو۔

(۲۹) تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۳۳

میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ (اخبار عام ۲۳ر مئی، ۱۹۰۸ء۔

(۳۰) قادیان کا نام قرآن میں ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۳۹)

لاہوریوں کو دھوکہ اور ان کی قابلیت

(۱) لاہوری بے چارے مرزا غلام احمد کو کیا سمجھیں، جس شخص کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کذاب و دجال فرمائیں یہ سادہ تبلیغ تبلیغ کا شور مچانے والے ان پر اس کو کہاں تک پرکھ سکتے ہیں۔

ان کی علمی قابلیت کے لیے دو ہی باتوں کا بیان ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جب لاہوری مرزائی اپنا مطبوعہ بیان خصوصی کمیٹی (قومی اسمبلی) کے سامنے پڑھ چکے تو میں نے توجہ دلائی کہ فلاں صفحہ کی سطر فلاں میں کوئی غلطی تو نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر اچھی طرح دیکھو، انہوں نے خوب دیکھا اور بتایا کہ بالکل ٹھیک ہے اس سے ان کی عربی قابلیت کا پتہ لگ گیا۔

اس سطر میں حدیث کی یہ عبارت نقل کی گئی تھی۔ لم یبق من النبوة الاالمبشرات (کہ نبوت کے اجزاء میں سے صرف خوابیں باقی رہ گئی ہیں) اس میں لفظ لَم آیا ہے جس کی وجہ سے یبقیٰ کا حرف علّت (آخر کا الف) گر جاتا ہے۔ مگر ان مبلغوں نے لم یبقی الف کے ساتھ لکھا اور توجہ دلانے پر بھی اس کو صحیح کہا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب ان حضرات کو جرح کے لیے بلایا گیا تو یہی بیان پڑھنے والے بار بار کہتے تھے واللہ العظیم (خدا عظیم کی قسم) ہا کی پیش کے ساتھ جس سے

ہم کو کوفت ہوئی اور احقر ہزاروی نے کھڑے ہو کر صدر کمیٹی کو متوجہ کیا کہ ان حضرات سے فرمائیں کم از کم عبارت تو صحیح پڑھیں واو حرف جار ہے جو مدخول کو جر دیتا ہے۔ دراصل لفظ یوں ہے واللہ العظیمِ ہاء کے زیر کے ساتھ مگر یہ لائق مبلغ واللہ العظیمُ پڑھتے رہے۔ اس سے ان کی قابلیت کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا۔

(۲) لاہوری جماعت احمدیہ یہ کہتی ہے کہ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے نہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اس طرح ان کی اس بات سے مسلمانوں کو دھوکہ ہوسکتا ہے کہ پھر ان کو کیوں کافر کہا جائے یہ تو مرزا جی کو نبی نہیں مانتے نہ بقاء کے قائل ہیں۔ یہ بھی سراسر دھوکہ ہے (۱) پہلے تو مرزا جی نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے۔ (۲) پھر یہ بھی کسی نہ کسی درجے میں اس کو نبی کہتے یا اس کے دعووں کی تاویلیں کرتے ہیں۔ لیکن قطعیات دین میں کوئی تاویل مسموع اور قابل قبول نہیں ہوسکتی، مثلاً توحید کا انکار کر کے کہے کہ توحید کا معنی قوم کا اتحاد ہے۔ وحدت قومی کے بغیر توحید کا دعویٰ غلط ہے۔ شرک کا معنی اختلاف ہے۔ اگر قوم میں اتحاد ہے تو ظاہری طور پر بتوں کو سجدہ کرنے سے آدمی مشرک نہیں ہوتا۔ نماز کی فرضیت سے انکار کرتے ہوئے کہے کہ صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ یہ مشہور نماز مراد نہیں۔ یہ سب تاویلیں اس شخص کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اسی طرح دعویٰ نبوت کا کر کے بروز ظلیت انعکاس اور فنا فی الرسول کے الفاظ سے اس کی تاویل کرنے سے آدمی بچ نہیں سکتا۔ نہ مرزا جی بچ سکتے ہیں نہ لاہوری مرزائی۔

(۳) لاہور مرزائیوں پر رحم کر کے اور ان کے اسلام قبول کرنے کی غرض کی وجہ سے چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

(الف) مرزا جی نے کہا میں نبی اور رسول ہوں۔

(ب) میرا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

(ج) میں نے مقام نبوت کو پالیا ہے۔

(د) میں نے منصب نبوت کو پالیا ہے۔

(ھ) مجھے نبی کا لقب دیا گیا ہے۔

(و) اس نام کا مستحق صرف میں ہوں (حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے لے کر خواجہ اجمیری ؒ تک۔ تمام اولیاء امتؒ اہلِ بیتؓ علماء صلحاء۔ مجددین۔ محدثین، مجتہدین اور آئمۂ کرام اس نام کے مستحق نہ تھے)۔

(ز) میرے پاس جبرائیل آئے (اور وہ بار بار رجوع کرتے ہیں) اور انہوں نے انگلی کو گردش دی اور وعدہ آجانے کا اعلان کیا۔

(ح) اگر مجھ جیسے آدمی کو نبی نہ کہا جائے تو پھر اس کا کیا نام رکھا جائے۔ محدث بھی تو اس کو نہیں کہہ سکتے۔

(ط) میرے انکار سے چراغ دین جموں والا اور عبدالحکیم مرتد ہوئے اور حضور کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مرتد کہلایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہودا اسکر یوطی مرتد تھا۔

اس مضمون سے ثابت ہے کہ مرزا جی اپنے نہ ماننے والوں کو مسیلمہ کذاب اور یہودا اسکر یوطی کی طرح کافر مرتد سمجھتے تھے۔ حالانکہ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ مرزا جی کے دعوؤں میں ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔

پھر مرزا جی نے قرآن پاک کے وہ تمام کلمات اپنے اوپر اتارے جو صرف حضور کے لیے تھے اور ان میں نبوت کی بات تھی۔

(ی) لاہوری جماعت نے اپنے بیان کے صفحہ نمبر ۸/۷ سطر نمبر ۷ پر لکھا ہے۔ کہ یہ حق و باطل کی امتیازی شان ہے کہ حق ہمیشہ ایک ہی مسلک پر قائم رہتا ہے۔ اور باطل اپنا پینترا بدلتا رہتا ہے۔ اسی طرح لاہوریوں نے مرزا جی کے نہ بدلنے پر شہادت بھی پیش کی ہے۔

مگر اب آپ خود غور کر لیں اور ہمارے دو نمبر پڑھیں نمبر ۵ اور نمبر ۶ کہ مرزا جی پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی کلی فضیلت نہیں مانتے تھے۔ اس لیے کہ وہ پیغمبر تھے۔ مگر وحی بارش کی طرح برسی اور آخر کار وہ بدل گئے اور پھر اس بدلنے کی ذمہ داری خدا پر ڈالتے ہیں جس نے اس کو صریحی نبی کا نام دیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ لکھنے تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ۔ آسمان میں مانا۔ پھر بدل گئے اور خود ہی عیسیٰ بن بیٹھے۔ اسی طرح پہلے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ اب کہنے لگ گئے۔

(ک) مرزا جی نے اپنے کو سینکڑوں بار نبی اور رسول کہا بلکہ ''ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد'' (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی قرآن میں درج ہے) کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

اسی طرح ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لِیُظھِرَہ' علیٰ الدین کلحه کا مصداق اپنے کو قرار دیا۔

پھر فلا یظھر علیٰ غیبه احداً الامن ارتضیٰ من رسول سے اپنا رسول ہونا ثابت کیا۔

کیا یہ کرتوتیں ایسے شخص کی ہوسکتی ہیں جو دل سے نبی کہلانے کا شوق نہ رکھتا ہو۔

(ل) پھر مرزا جی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے کتنے پاپڑ بیلنے پڑے۔ ہمارا نمبر ۱۲ پڑھیں۔ اس نے کھینچ تان کر تین واسطوں سے اپنی نبوت ثابت کی۔ ایک جملہ یہ ہے (میں نے اپنے رسول مقتدیٰ سے باطنی فیوض حاصل کر کے دوسرا جملہ یہ ہے (اور اپنے لیے اس کا نام پا کر) تیسرا جملہ یہ ہے۔

(اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے) رسول اور نبی ہوں۔ دیکھیئے کس مصیبت سے نبی بننا پڑا۔ اسی لیے لوگ اس کو کھینچواں نبی کہتے ہیں۔

(م) ہماری عبارت نمبر ۱۳ پڑھیں (بروزی رنگ میں تمام کمالات محمد مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں) دیکھا آپ نے نبوت محمدیہ بھی مرزا جی کے آئینے میں آ گئی ہے حالانکہ آئینے میں صرف سامنے کی ایک صورت آتی ہے اندر کی چیزیں اور خصائل و اخلاق نہیں آیا کرتے۔ لیکن اگر مرزا جی کا دعویٰ مان لیا جائے کہ نبوت محمدیہ کا عکس بھی آ گیا تو حضور کی نبوت تو مستقل نبوت اور با شریعت تھی تو پھر آپ مرزا جی کو بروزی طور پر مستقل صاحب شریعت نبی کیوں نہیں کہتے۔

(ن) پھر آپ نے یہ بروز کا مسئلہ کہاں سے شریعت میں گھسیڑا۔ کوئی جرأت کر کے ہم کو بروز محمد ہونے کا معنی سمجھائے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ دونوں مل کر ایک ہی آدمی بن گئے یہ تو بکواس اور ظاہر کے خلاف ہے۔ دو ہوں تو ختم نبوت کی مہر ٹوٹ گئی۔ اگر حضور کی روح مرزا جی میں آئی تو یہ ہندوؤں کا مسئلہ تناسخ ہے جو قطعاً غلط اور باطل ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا جی کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، کھانا، پینا، عادات و عبادات اخلاق، اعتقادات، چال چلن، معاشرہ تمدن، سیاست، حقوق اللہ، حقوق العباد، معاملات، انسانی مساوات، شفقت اور دردِ تبلیغ، تواضع و انکسار، زہد و تقویٰ، کمزوری کے وقت قوت کا اظہار اور قوت میں تواضع کا اظہار۔ اسلامی اخوت اور کفر سے مخالفت اور کافر بادشاہوں سے خطاب غرض یہ کہ ہر بات میں مرزا جی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کی طرح تھے۔ یہ دعویٰ دنیا میں صحابہؓ سے لے کر آج تک کوئی نہیں کر سکا نہ اس طرح ہو سکتا ہے تو مرزا

جی جن کے حالات ہم نے ربوہ پارٹی لے محضر نامہ کے جواب میں لکھے ہیں کس طرح عین محمد ہو سکتے ہیں (انا للہ و انا الیہ راجعون) آپ بروز۔ ظل۔ عکس وغیرہ الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ ہی دھوکہ دیتے ہیں۔

(س) جب نبوت ختم ہے اور آپ بھی مانتے ہیں تو ہیر پھیر کر کے کیوں مرزا جی کو مسلمان ثابت کرتے ہیں۔ مرزا جی نے صرف آنے والے عیسیٰ ابن مریم بن کر اپنا کاروبار چلانے کی کوشش کی ہے۔

مگر آپ ربوہ جماعت کے محضر نامہ کے جواب میں ہماری کتاب دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آنے والے مسیح ابن مریم وہی اصلی عیسیٰ ابن مریم ہیں کوئی بناوٹی مسیح نہیں ہے۔ دلائل سے بھی اور نشانیوں سے بھی اور مرزا جی کے حالات سے بھی۔

(ع) آپ ہمارا نمبر ۱۵ کا حاشیہ پڑھیں۔ کس مصیبت سے مرزا جی نے اپنے لئے اطلاع علی الغیب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے قادیانیوں نے بلکہ خود مرزا جی نے آیت پوری نقل نہ کر کے دھوکہ دیا ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ عالم الغیب فلایظهر علیٰ غیبهٖ احداً الامن ارتضیٰ من رسول فانه یسلك من بین یدیه و من خلفهٖ رصداً۔

ترجمہ: خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے بھید (غیب اور وحی) پر کسی کو (پوری طرح) مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسول چن لے۔ پھر یقیناً اس کے آگے پیچھے وہ پہرہ لگا دیتے ہیں۔)

یہ اس وحی بھید اور غیب کا ذکر ہے جس کو فرشتے پیغمبر کے پاس پہروں کے اندر آتے ہیں۔ اس غیب اور وحی میں اسی لئے کوئی شک وشبہ نہیں رہتا۔ یہ وحی پیغمبروں کے پاس آتی ہے۔ اس میں مرزا جی شریک ہو کر پیغمبر بنتے ہیں۔ کہتے ہیں کیا کروں ایسا مصفّی غیب بغیر پیغمبر بنے ملتا نہیں چارو ناچار حضور کا بروز بن کر ہی کچھ بننا پڑتا ہے۔

(ف) مرزا جی نے آخری مضمون جو زندگی کے آخری دن میں اخبار عام کو دیا اس میں بھی اپنی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹا۔ تو لاہوریو! بتاؤ اگر اس نے نبی کے لفظ سے روکا تھا یا انکار کیا تھا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ مرتے مرتے بھی اپنے کو نبی کہہ کر اپنی اولاد کو تباہ و برباد کر ڈالا اور آپ جیسے سادہ لوح آدمیوں کو بھی۔

(یہ مضمون جو مرزا جی نے اخبار عام کو بھیجا یہ تبلیغ رسالت حصہ دہم ص ۳۳ پر درج ہے)

لاہوری مرزائی

اٹارنی جنرل کے سوال پر کہ مرزا جی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا ہے۔ آئیں بائیں شائیں کی ہے۔ کفرٌ دون کفر کی آڑ لی ہے اور مرزا ناصر احمد صاحب کی تقلید ہی میں چھٹکارا سمجھا ہے۔ حالانکہ ایک زکوٰۃ کے انکار سے انصار و مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ان سے جہاد کیا۔ ان کو یہ کہہ کر کہ یہ ملت سے خارج نہیں ہیں معاف نہیں کیا اور کفرٌ دون کفرٍ کا فائدہ دے کر ان کو زندہ نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ ڈھکوسلہ ہے۔ آپ کسی کافرانہ اور خلاف شریعت فعل وعمل کو کافرانہ فعل کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا کے حکم کی تعمیل نہ کرنا دراصل انکار ہی کا تقاضا ہے مگر آپ کسی مسلمان کو ایسی عملی کمزوری سے اس کو اسلام سے خارج مرتد اور کافر قرار نہیں دے سکتے۔ اس طرح کی بات والے کو کفرٌ دون کفرٍ کا مصداق بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن مدعی نبوت۔ مدعی وحی قطعی۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے۔ معراج جسمانی کے منکر حیاتِ مسیح اور نزول مسیح ابن مریم کے منکر اور قطعیات اسلام کے منکر اور قرآن و حدیث کے معانی بدلنے والے کو نہ آپ کسی درجے کا مسلمان کہہ سکتے ہیں نہ اس کو کفر کفرٌ دون کفرٍ کا مصداق بنا سکتے ہیں نہ کسی بزرگ صحابی محدث فقیہ یا مجدد نے ایسا کیا ہے۔

مرزا جی اپنے انکار کو خدا و رسول کا انکار قرار دیتے ہیں۔ بھلا خدا و رسول کے انکار سے کوئی کسی درجے میں بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔

لاہوری مرزائیو!

اب ہم آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی چند باتیں نقل کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کا جھوٹا آدمی مجدد، محدث یا مسیح بن سکتا ہے۔

اور یہ باتیں اس لیے نقل کرتے ہیں کہ لاہوری مرزائی تبلیغی شوق میں اس غلط کار آدمی کی پیروی کر کے خواہ مخواہ گندے نہ ہوں اور سیدھے سادے مسلمان بن کر تبلیغ کریں اور دونوں جہاں کی سرخروئی حاصل کریں:

(۱) مرزا جی کو جب تک نبی بننے کا شوق نہ چرایا تھا انہوں نے ازالۃ الاوہام میں لکھدیا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد صاحب سرہندیؒ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے کہ جس شخص سے مکالمات الٰہیہ زیادہ ہو جائیں وہ محدث کہلاتا ہے۔ لیکن جب خوشامدی مریدوں کی مہربانی سے نبوت کا شوق چرایا تو اسی مکتوب کے حوالے سے لکھ دیا کہ ایسے شخص کو نبی کہا جاتا ہے اور چالاکی کر کے یہاں مکتوب کا نمبر نہیں دیا تاکہ راز فاش نہ ہو۔

(۲) جب تک مسیح موعود بننے کے راستے میں کچھ کانٹے نظر آئے تو ازالۃ الاوہام ص ۱۴۶/۹۶۴ میں لکھ دیا کہ میرا دعویٰ مثیل مسیح کا ہے کم فہم لوگ اس کو مسیح موعود سمجھ بیٹھے ہیں۔ گویا مسیح موعود کہنے والے کو کم فہم کا لقب دیا اور اپنے کو صرف مثیل کہا مگر جب دیکھا کہ چیلے چانٹے مانتے ہی چلے جاتے ہیں تو اسی کتاب میں اور پھر تمام تحریروں میں کھلم کھلا اپنے کو مسیح موعود لکھنا شروع کر دیا۔

(۳) اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لیے اس سے جھوٹ کہا کہ بخاری شریف میں جو قرآن کے بعد سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے یہ حدیث موجود ہے کہ مہدی کے لیے آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ خدا کا خلیفہ ہے۔ اس حدیث کو دیکھو کہ کس پائے کی ہے اور کتنی معتبر کتاب میں درج ہے۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱) (حالانکہ یہ حدیث بخاری شریف میں قطعاً نہیں ہے)

(۴) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم پر جھوٹ بول دیا کہ آپ نے دس ہزار یہودی ایک دن میں قتل کرائے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰) پھر اسی کتاب کے ص ۱۱۱ پر لکھ دیا کئی ہزار یہودی قتل کرائے یہ قطعاً جھوٹ ہے صرف بنو قریظہ کا ایک واقعہ ہے جس میں چار سے چھ سو تک یہودی قتل کیے گئے تھے لیکن وہ ان کے اپنے تجویز کردہ ثالث کے فیصلے سے قتل ہوئے اور تورات کے عین مطابق ہوئے اور یہ بھی وہ یہودی تھے جنہوں نے غزوہ خندق کے نازک موقع پر ۲۴ ہزار لشکر کفار سے مل کر مسلمانانِ مدینہ کے قتلِ عام کا انتظام کر دیا تھا، بلکہ نفس اسلام کے استیصال پر کمر باندھ رکھی تھی۔

(۵) مرزا جی نے قرآن پاک پر جھوٹ بولا کہ (آخری زمانے میں طاعون اور زلزلوں کے حوادث عیسیٰ پرستی کی وجہ سے ظاہر ہوں گے) تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴ مرزائیو! قرآن پاک میں کہاں لکھا ہے)

(۶) مرزا جی نے اپنی کتاب اربعین حاشیہ نمبر ۳ ص ۳۰ پر لکھا ہے کہ بخاری شریف مسلم شریف اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔

مرزائیو! مسلم شریف میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے ذکر میں ان کو نبی کہا گیا ہے مگر یہ تو اس بات کی دلیل ہے کہ آنے والے وہی ابن مریم پیغمبر ہوں گے۔ کوئی بناوٹی مسیح نہ ہوں گے مگر ہم بحث مختصر کرنے کے لیے پوچھتے ہیں کہ بخاری شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کہاں مرزا جی کو نبی کہا گیا ہے۔ ذرا اپنے مرشد کو سچا تو ثابت کریں۔ پھر کہتے ہیں کہ ان سب کتابوں میں میرا ذکر ہے۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

(۷) مرزا جی نے اپنی کتاب اربعین حصہ سوم ص ۲۰ پر لکھا ہے کہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

(مرزائیو! مل کر قرآن شریف میں سے کوئی آیت ایسی نکالو جس میں یہ لکھا ہو ورنہ چھوڑو اس جھوٹے کو) پھر قرآن اور حدیث میں سے کسی کتاب میں مسیح موعود کا لفظ بتادو تو انعام حاصل کرو۔

(۸) جب مرزا جی کو محمدی بیگم سے شادی رچانے کا شوق چرایا جو نابالغ لڑکی تھی اور مرزا جی ادھیڑ تھے تو اپنے اوپر وحی اتار دی کہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے (زوجنا کھا) کہ ہم نے اس محمدی بیگم کا نکاح تم سے کر دیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ پر صریح جھوٹ تھا۔ اگر خدا نے نکاح کیا تھا تو پھر وہ دلا کیوں نہ سکا۔ اور اگر رکاوٹیں بہت تھیں جن کو خدا دور نہ کر سکتا تھا تو نکاح کیوں کر ڈالا۔ اور مرزا جی کا خدا اتنا بھی نہ سمجھا کہ بیس سال کی مسلسل کوشش کے بعد یہ لڑکی نہ مل سکے گی۔ خواہ مخواہ نکاح کر ڈالا۔

(مرزا جی کی اس پیشگوئی کو آپ اس کی ساری کتابوں میں پائیں گے)

(۹) مرزا جی نے فتویٰ دیا کہ ایسے مردوں کے سوا جن سے نکاح جائز نہیں باقی سب مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰) پھر بانو نام کی عورت سے مٹھیاں بھروائیں (سیرۃ المہدی ص ۲۱۳) اور اندھیری راتوں میں اپنے پہرہ پر مائی فجو منشیانی اور مائی رسول بی بی مقرر کی۔ ایک جوان لڑکی زینب تمام رات خدمت کرتی پنکھا ہلاتی۔ صبح تک خوشی اور سرور حاصل ہوتا (سیرۃ المہدی حصہ سوم ۲۷۲/۲۷۳) آپ بتائیں کہ فتویٰ صحیح ہے یا ان غیرمحرم عورتوں کی یہ کارروائی؟

(۱۰) مرزا جی نے محمدی بیگم کے نکاح کی طرف سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد یا اشارہ بھی لکھا۔ (کہ اے بے وقوفو! یہ ہو کر رہے گا۔ حضور نے بھی اشارہ فرمایا ہے) حالانکہ یہ محض جھوٹ تھا صرف عشق محمدی بیگم نے مرزا جی کو اندھا بہرا کر رکھا تھا۔ جسے بھوکے نے دو دو تے چار کا معنی چار روٹیاں بتایا تھا۔ بھلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرزا جی اور محمدی بیگم کی شادی کی غلط اطلاع ہو سکتی تھی تو صحیح اطلاع کیوں نہ ہو سکتی تھی کہ یہ شادی نہ ہو گی اور مرزا قادیانی کی ناک کٹ جائے گی۔

(۱۱) مرزا جی نے لکھا کہ معراج والی آیت (من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ) میں مسجد اقصیٰ سے مراد میری یہی مسجد قادیان ہے۔ اسی کو برکت دی گئی ہے۔ تبلیغ رسالت حصہ نہم ص۳۷/۳۸ اور لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد یوروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے۔ ص ۳۸ (خیال کریں کہ کس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی سعی کی ہے)

پھر کہا کہ قادیان کا ذکر قرآن میں موجود ہے (ص۳۹ تبلیغ رسالت حصہ نہم)

(۱۲) مرزا جی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا۔ مگر خود مرزا جی کا بڑا بیٹا مرزا فضل احمد مرزا جی پر ایمان نہ لایا اور وہ مر گیا تو مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو کیا وہ بھی کنجری کا بیٹا ہو گیا۔ اور اگر اس کی والدہ مرزا جی کی بیوی ایسی تھی تو پھر جس پاک گھر میں ایسی عورتیں اور لڑکے ہوں وہ کتنا پاک گھر ہوا (یہ سب اس بکواس کی سزا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزا جی نے کی ہے) اور اس عورت کے خاوند کا کیا حال ہوا۔

(۱۳) مرزا جی نے وہ منارہ جو دمشق کے مشرق کو ہو گا جس کے پاس حضرت مسیح نازل ہوں گے۔ اپنے قادیانی منارے کے بتایا اور کہا کہ وہ منارہ یہی ہے۔ تبلیغ رسالت جلد نہم از ص ۳۷ تا ۳۹۔ گویا منارہ سے مراد منارہ ہی ہے لیکن دمشق سے مرداد قادیان ہے۔ (ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند) مرزا جی ذرا سوچا تو ہوتا کہ مسیح علیہ السلام اس منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ گویا منارہ پہلے سے موجود ہو گا مگر آپ نے چندہ کر کے اپنی ولادت شریفہ یا نزول کے بعد یہ منارہ بنایا۔ یہاں اگر ایک افیونی کا قصہ کر دیا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔ وہ جب پاخانے جاتا تو پانی کا لوٹا بھر لے جاتا مگر افیونی تھا اس کو قبض رہتی تھی اور لوٹے میں سوراخ تھا جب تک وہ فارغ ہوتا پانی لوٹے سے ختم ہو جاتا۔ ایک دن اس کو غصہ آیا اور پاخانے میں جاتے ہی پہلے استنجاء کر ڈالا بعد میں پاخانہ کرنے لگا اور کہا کہ سسرے اب دیکھوں کیسے تو ختم ہوتا ہے۔

(۱۴) مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بغیر باپ کے لکھا دیکھو (ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ص۴۹)

پھر لکھ مارا کہ قرآن اس کی بن باپ کی پیدائش کو رد کرتا ہے (حقیقۃ الوحی ص۴۱) (دیکھو یہ ہے مرزا جی کی قرآن دانی) اب دو باتوں میں سے ایک تو ضرور جھوٹی ہو گی جو مرزا جی کو کذاب ثابت کر کے حدیث کی تصدیق کرے گی۔

(۱۵) لاہوری مرزائیو! ذرا سوچو آپ کس فریب میں مبتلا ہیں کہ مرزا جی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کامل اتباع اور فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے عین محمد بنے اور اس طرح نبی کہلائے۔

دیکھیئے اور یقین کر لیجیئے کہ نبوت محض موہبت اور خدا تعالیٰ کی بخشش ہے یہ کسی عمل یا کسب یا اتباع سے نہیں ملتی بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں نبوت دے دیں۔ اس نے پہلے سے ان کا ظرف ہی ایسا بنایا ہوتا ہے اور وہی بہتر سمجھتے ہیں کہ کسی کو پیغمبر بنائیں۔

الله اعلم حيث يجعل رسالته"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ اپنی پیغمبری کس کو دیں۔

خود مرزا جی نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ ص ۸۲ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ مطبع منشی غلام قادر سیالکوٹی) میں لکھتے ہیں۔

لاشك ان التحديث سوهبة"مجردة"لاتنال يكسبٍ البتة كما هو شان النبوة"

ترجمہ: اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ محدث ہونا محض خدا کی بخشش ہے یہ کسی کسب اور عمل سے نہیں ملتی جیسے نبوت کا حال ہے۔

پس فنا فی الرسول ہونا۔ کثرت اتباع۔ امتی نبی ہونا یہ سب ڈھونگ ہے ورنہ حضور نے یہی ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے کذاب و دجال پیدا ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا میں نبی ہوں۔

اس ارشاد میں اس کی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ امت میں سے ہو گا اور اس کے دجل و فریب کا ذکر کر کے مرزا قسم کے ان تمام لوگوں کے دھوکوں اور دجل و فریب کی طرف اشارہ کیا گیا۔ جو مرزا جی کے حالات میں ہم نے ربوہ پارٹی کے محضر نامے کے جواب میں بیان کیے۔

لاہوری مرزائی!

(۱) لاہوری مرزائی اس دھوکے میں ہیں کہ ہم تو مرزا جی کو نبی نہیں مانتے مہربانو! پہلے تو آپ ان سینکڑوں اقوال کو رد نہیں کر سکتے جو مرزا جی نے نبوت کے لیے کئے۔

(۲) پھر آپ یقین مانیں کہ مرزا جی نے دو قسم کی باتیں اس لیے جان بوجھ کر کہیں کہ ہر موقع پر کام آ سکیں۔ یہی دجل ہے۔

(۳) تیسرے اس کے ماننے سے آپ کو اسے مسیح بن مریم ماننا پڑتا ہے جو تیرہ سو سال کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور اس طرح آپ اور قادیانی گروہ دونوں اس کو مسیح موعود کہہ کر ایک ہی ہو جاتے ہیں۔ اور نبی بھی اس لیے کہتے ہیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ذکر میں نبی کا لفظ آ گیا ہے۔ تو کیا حضور نے بھی نبی لغوی ہی استعمال کیا۔ آپ نے بروز استعارہ اور لغت کو ایسا عام کر دیا ہے کہ سب جگہ استعارہ ہی استعارہ ہو گیا ہے۔

(۴) پھر آپ کو بیسیوں آیات قرانیہ کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

(۵) آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی توہین میں مرزا جی کی بات ماننی پڑتی ہے۔

(۶) آپ اسی کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جسمانی معراج کا انکار کرتے ہیں۔

(۷) آپ مرزا جی کے اتباع میں مرزا جی کی وحی کو قرآن و تورات کی طرح قطعی اور پاک سمجھتے ہیں۔

(۸) آپ کافروں کے ہمیشہ جہنم کے اندر رہنے کے منکر ہو گئے ہیں۔

(۹) آپ ایک ایسے شخص کو مجدد مانتے ہیں اور صحیح مسلمان کہتے ہیں جس کے عقائد کفر یہ ہیں۔

(۱۰) آپ مرزا کے ان تمام اقوال کو صحیح مانتے ہیں۔ جن میں انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد کو موقوف کیا گیا ہے۔

(۱۱) آپ مرزا جی کے ٹوڈیانہ خیالات کی تصدیق اور قطعیاتِ دین کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۲) آپ ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں۔

(۱۳) آپ مرزا جی کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مسمریزم تھے۔ (اور خود مرزا جی بھی ایسا کرسکتا تھا) اور حضور کا معراج روحانی تھا (اور خود مرزا کو بھی اس طرح کے معراج ہوئے)۔

(۱۴) آپ جو تبلیغ کرتے ہیں اس میں آپ حضور کے بعد ختم نبوت کی آڑ لے کر نئے اور پرانے پیغمبروں کی نفی کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کا انکار کرتے ہیں جو متواتر ہے اور جس کا انکار کفر ہے۔

(۱۵) آپ مرزا جی کے اس کلام کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک کے اصلی معانی جن میں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ذکر تھا قرون اولیٰ سے چھپا رکھے تھے۔ حتیٰ کہ خود مجدد بننے تک مرزا جی بھی نہ سمجھے۔

(۱۶) ہم کسی وحی۔ کسی کشف، کسی الہام اور کسی بھی بات کا حسن فتح اور حق و باطل ہونا قرآن و حدیث سے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر قرآن پاک کو خود خدا تعالیٰ نظروں سے اوجل کر دیے اور حدیثوں کے جس ڈھیر کو مرزا جی اپنی وحی کے خلاف سمجھیں رد کر دیں تو ہمارے ہاتھ میں کونسی کسوٹی رہ گئی۔

(۱۷) لاہوری مرزائیو! ذرا غور کرو کس قسم کے آدمی کو آپ مسیح موعود اور مجدد بنا بیٹھے ہیں۔ مرزا جی براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ ۷ میں لکھا کہ پہلے پچاس حصے (براہین احمدیہ کے) لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

مرزائیو! سچ کہو پچاس ہزار قرضہ ہو تو پانچ ہزار دے کر تم جان چھڑا سکتے ہو۔ یا پانچ لاکھ کا مال منگایا کیا تم پچاس ہزار دے کر عہدہ برآ ہو سکتے ہو۔ اگر مرزا جی کی یہ منطق مان لی جائے تو دنیا کا سارا انظام درہم برہم ہو جائے۔

کیوں اس عجیب و غریب آدمی کی پیروی کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو۔

لاہوریوں سے اپیل

ہم آخر میں لاہوری مرزائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ قادیانیوں نے تو باپ دادا کی گدی بنا ڈالی۔ کروڑوں روپے کما لیے ان پر عصبیت غالب ہوسکتی ہے مگر آپ اب اس غلطی سے باہر آ کر سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی ساری قدرتوں اور پرانے دین کو مان کر مسلمانوں میں مل جائیں تا کہ آپ کی دین دنیا بہتر ہو جائے۔ آپ تبلیغ کریں مسلمان آپ پر فدا ہوں گے ورنہ مرزا جی کا اتباع ستر کروڑ مسلمانوں کے عقیدے میں غلط اور قرآن و حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

ان سطور کے بعد ہم اس بل کی حمایت کرتے ہیں جو ہم نے پیش کیا ہے جس میں مرزائیوں کی دونوں پارٹیوں قادیانی اور لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے محروم کرنے کا ذکر ہے۔

غلام غوث ہزاروی ایم۔این۔اے

عبدالحکیم ایم۔این۔اے

عبدالحق (بلوچستانی) ایم۔این۔اے

جناب چیئرمین : بس جی، اس سے آگے کا چھوڑ دیں۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ بل ہمارے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم : جب مطلب کی چیز آئی ہے تو اس کو چھوڑ دیں!

جناب چیئرمین : یہ سرکولیٹ ہو چکا ہے۔ یہ قرار دادیں انکی طرف سے بھی نہیں پڑھی گئی ہیں اور نہ آپ پڑھیں کیونکہ یہ سرکولیٹ ہو چکی ہیں۔ یہ کاپی ہمارے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم : یہ بل؟

جناب چیئرمین : یہ بل ممبروں کے پاس ہے۔

مولانا عبدالحکیم : اچھا، باقی پرسوں کر لیں گے۔

جناب چیئرمین : انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آٹھ گھنٹے آپ نے لیے ہیں۔ کوئی صبر کی بھی حد ہوتی ہے۔ ان ممبران کا کیا قصور ہے جو دو مہینوں سے بیٹھے سن رہے ہیں؟ ان بے چاروں کا کیا قصور ہے؟

میاں محمد عطاء اللہ : مولوی مفتی محمود صاحب جب پڑھ رہے تھے اس وقت اعتراض نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین : آپ چھوڑیں اس بات کو۔ ان دونوں سے درخواست کی تھی۔ ان کی کتاب کے ۲۶۰ صفحے تھے اور ان کی کتاب کے ۲۰۰ صفحے تھے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ کو نہیں پتہ، یہ شرارتیں کرتے رہے ہیں۔ میاں اسلم اور میاں عطاء اللہ آپ کی ساری تقریر میں ہنستے رہے ہیں۔

اچھا، کوئی ممبر نماز کے بعد تقریر کرنا چاہتا ہے؟ آوازیں؟ کوئی بھی نہیں۔ کورم پورا نہیں ہوگا؟

مولانا عبدالحکیم : پرسوں اجلاس ہوگا تو پھر کریں گے۔

جناب چیئرمین : آپ کی نصف تقریر کے حوالے مفتی شفیع صاحب کی کتاب سے لیے گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے صرف دو کتابیں دی ہیں۔ اگر مجھے ۵۰۔۶۰ کتابیں دی جاتیں تو میں ممبروں کو تقسیم کر دیتا۔

مولانا عبدالحکیم : ہم نے کوئی ختم نبوت کا چندہ اکٹھا نہیں کیا کہ مفت کتابیں دے دیں۔

جناب چیئرمین : کوئی اور صاحب تقریر کریں گے؟ اچھا، پھر سوموار کو اجلاس رکھتے ہیں۔

ایک رکن : سوموار کو شب برات ہے، چھٹی ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین : یہ پرائمری سکول نہیں ہے کہ ابھی مرضی سے جب چاہیں چھٹی کر لیں۔ پرسوں دس بجے اجلاس رکھتے ہیں۔ اور سوموار کو دو اجلاس ہوں گے۔ دو اور تین تاریخ تک ڈیٹیل سے بحث کر لیں گے۔ چار تاریخ کو اٹارنی جنرل تقریر کریں گے۔ پانچ تاریخ کو شام کو جوائنٹ سٹنگ ہے۔

Now the House is adjourned to meet on Monday, the 2nd at 10 a.m. Thank you very much. I very much appreciate the patience of the honourable members.

[The Special Committee of the whole House adjourned to meet at ten of the clock, in the morning, on Monday, the 2nd September, 1974]

PCPPI—1104(10) NA—26-2-2011—450.